اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّ اِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

آئینۂ حیات سید انام

موسوم بہ

کارنامۂ اسلام

مصنفہ

سید عنایت علی مسرور انہونوی،

باہتمام میر سید توسل حسین مینیجر

نو فائیڈ آرٹ پریس نظیر آباد لکھنؤ میں چھپا

بار اول ایک ہزار — قیمت ۲ روپیہ

مقدمہ

از:۔ جناب شوکت تھانوی،
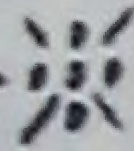
تخیلات اور واقعات کے درمیان جو کھلا ہوا اختلاف موجود ہے اسی نے مورخ اور شاعر کو ایک دوسرے کی ضد بنایا ہے۔ شاعر دنیائے تخیل کا بادشاہ ہے اور مورخ واقعات عالم کا ذمہ دار۔ شاعر دنیا کے تمام واقعات سے خالی الذہن رہ کر اپنے تخیلات میں گم رہنا مقصد حیات جانتا ہے اور مورخ اسی اعتبار سے شاعر کی زندگی کو بے معنی سمجھتا ہے شاعر کی اصطلاح میں ذمہ داری نام ہے مادیت کا اور مورخ کے نزدیک شاعر ایک ایسی غیر ذمہ دار جنس کو کہتے ہیں جسکا عدم اور وجود دونوں یکساں ہوں۔ مختصر یہ کہ اس اجتماع ضدین کو آپ اسطرح سمجھ سکتے ہیں کہ شاعر ایک خطِ مستقیم ہے اور مورخ دوسرا خطِ مستقیم اور یہ دونوں متوازی خطوطِ مستقیم ہیں جنکی تعریف ہی یہ ہے کہ انکو خواہ کتنا ہی بڑھایا جائے لیکن یہ ایک دوسرے سے کبھی نہیں مل سکتے۔

شاعر اور مورخ کے متعلق جو نظریہ ہم نے ابھی قائم کیا ہے اسکی تائید کیلئے نہیں بلکہ اس سے اختلاف کے لئے آج ہم نے قلم اٹھایا ہے اور اس نظریہ کے غلط ہونے کا ثبوت پیش کرنے کیلئے ہم حاضر ہوئے ہیں آج ہمکو ثابت کرنا ہے کہ شاعر مورخ اور مورخ شاعر ہو سکتا ہے اور یہ دونوں متوازی خطوط مستقیم ایک مرکز پر آ کر مل سکتے ہیں چنانچہ آپ دیکھ لیجیے کہ وہ مرکز جہاں یہ متوازی خطوط مستقیم مل رہے ہیں جناب مسرور انھونی

کی ذات ہے اور ہمارے اس دعوے کی دلیل کارنامۂ اسلام ہی جو آج آپکے پیش نظر ہے۔

کارنامۂ اسلام دراصل اسلام کی ایک مکمل اور جامع تاریخ ہے جس کو جناب مسرور انہونوی نے اپنی شاعرانہ قدرت کے ماتحت نظم کی صورت میں پیش کرنیکے بعد یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایک باکمال شاعر ایک باکمال مورخ بنکر بھی دکھا سکتا ہے اور اس اجتماع ضدین کے باوجود تاریخ اپنی جگہ پر تاریخ رہتی ہے اور شعریت اپنی تمام لطافتوں کے ساتھ شعریت۔ نہ ردیف و قوافی کی فکر تاریخ نویسی میں خلل انداز ہوتی ہے اور نہ تاریخ کا ایسا خشک مضمون لطافت شعری کو بے رنگ و بدمزہ بنانے کا باعث ہوتا ہے دراصل یہ شاعری کا اعجاز ہے کہ وہ تاریخ کے ایسے خشک ٹھوس اور غیر لطیف مضمون کو بھی اپنے دامن میں جگہ دے سکتی ہے اور میں تو اس کو شاعر مورخ یا مورخ شاعر کا معجزہ کی حد تک کمال کہونگا کہ وہ ان دو متضاد علوم کو بیک جنبش قلم اس طرح شیر و شکر بنا کر پیش کرے کہ تاریخ شعر بنجائے اور شعر تاریخ یہانتک کہ دونوں کو علیحدہ بھی نہ کیا جا سکے اور دونوں خصوصیات اسطرح نمایاں بھی ہوں کہ انکو ڈھونڈھنے کی ضرورت نہ پڑے۔

اس لئے نہیں کہ میں بزرگ محترم جناب مسرور انہونوی کی ایک گرانقدر تصنیف پر مقدمہ لکھ رہا ہوں بلکہ بطور اظہار واقعہ مجھکو یہ بھی کہنا چاہیئے کہ جناب مسرور انہونوی نے کارنامۂ اسلام نظم کرنے میں جس دقت نظری سے کام لیا ہے وہ جگہ جگہ بلکہ ہر جگہ نمایاں ہے۔ واقعات وہی ہیں جو ہم اور آپ سب جانتے ہیں فرق صرف اسقدر ہے کہ اسی تاریخ اسلام کو ایک باکمال شاعر نے دلنشین طریقہ پر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے اب یہ کام بہت آسان نظر آئے گا لیکن اسوقت کا تصور فرمائیے جب مصنف کو ایک طرف تو یہ فکر تھی کہ تاریخ میں تحریف کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو دوسری طرف یہ احتیاط کہ لطافت شعری مجروح نہ ہو پھر سب سے بڑی بات یہ کہ مصنف نے اسی مذہب کی تاریخ پیش

کی ہے جبکہ وہ خود پیرو ہے لہذا احترام عقائد بھی ہر وقت پیش نظر تھا مختصر یہ کہ مصنف
اس تصنیف کے وقت ایک ایسی پگڈنڈی پر گامزن تھا جو پل صراط کی طرح بال
سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز کہی جا سکتی ہے اور اس دشوار گذار راستہ
کو اس نے جس استقلال اور سلامت روی کے ساتھ طے کیا ہے اس کا زندہ ثبوت
کارنامۂ اسلام کا ہر ورق اور ہر ورق کی ہر سطر ہے۔

اگر یہ کوئی محض تاریخ یا محض شعر و شاعری کی کتاب ہوتی تو اس کو زیادہ سے
زیادہ وہ درجہ دیا جا سکتا تھا جو کسی بہتر سے بہتر تاریخ یا کسی بہتر سے بہتر شاعرانہ تصنیف
کو حاصل ہو سکتا ہے مگر میری نظروں میں اس کتاب کی وقعت اسلیئے بہت زیادہ ہے
کہ اس میں شاعر نے تاریخ نویسی کی ہے اور مورخ نے شاعری اور یہ دونوں خصوصیات
باوجود انتہائی دشواریوں کے جس سُبک اور غیر محسوس طریقہ پر اس تصنیف میں باہم گر
آمیز کردی گئی ہیں اُن سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مورخ ایک باکمال شاعر اور شاعر
ایک مستند مورخ بھی ہو سکتا ہے حالانکہ موجودہ دور میں یہ بہت کم دیکھا گیا ہے
کہ یہ دونوں خصوصیات ایک مرکز پر لائی جا سکیں۔ اب عرب کا وہ دور نہیں رہا جب
شاعر بحیثیت ایک مورخ کے بہادر مجاہدین کے اجداد کے کارنامے پرجوش اشعار
میں انکو سُناتے تھے اور مجاہدین شاعر کی اسی جادو بیانی سے مسحور ہو کر تلواروں سے
کھیلتے ہوئے نظر آتے تھے اب تو شاعری نام ہے اس گفتگو کا جو طالب اپنے مطلوب
سے کرے اور شعر ایک ذریعہ بنکر رہ گیا ہے جذبات کی ترجمانی کا اور بس۔

اگر آپ کارنامۂ اسلام میں ان شاعرانہ کمالات کی جستجو کریں گے کہ
کہیں معشوق کی زلفِ گرہ گیر میں عاشق کا دل ناشاد پھنسا ہوا نظر آئے، یا میخانہ میں
رندانِ بلانوش کے ہاتھ ہوں اور زاہد عبا پوش کی پگڑی، یا صیاد کے دام میں

کوئی قبیل چھپی ہوئی مل جائے، یا مطلوب کے پیش نظر ہیں طالب کے دل اور جگر کباب سیخ
کی طرح چھدے ہوئے نظر آجائیں تو آپ کو سخت مایوسی ہو گی اس لئے کہ تصنیف
ان شاعرانہ خصوصیات سے بالکل غیر متعلق ہے البتہ اس میں آپ کو یہ نظر
آئے گا کہ فدایانِ اسلام نے اپنے خدا اور اپنے رسولؐ کے نام پر کس کس طرح
سرفروشیاں کی ہیں۔ آپ جس اسلام کے نام لیوا ہیں وہ کن جانبازوں کے خون سے
سینچا گیا ہے اور آج جو لہلہاتا ہوا اسلام آپ کے پیش نظر ہے اس کی بنیادوں کو
مستحکم کرنے کے لئے آپ کے بزرگوں نے اپنا خون پانی بنا کر کیونکر بہایا ہے
اس مقدس تصنیف میں آپ دنیا کے برگزیدہ بزرگوں کے وہ کارنامے ملاحظہ
فرمائیں گے جنھوں نے اسلام کو اسلام بنا دیا اور جن کی بدولت آج آپ
اقوام عالم کے سامنے ایک سرافراز قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اس تصنیف
سے آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کیا ہیں اور کیا بنے ہوئے ہیں مختصر یہ کہ اس میں آپ
تخیلات اور توہمات کی جستجو نہ کریں بلکہ واقعات تلاش کریں اور اپنے جیتے
جاگتے مذہب کے جیتے جاگتے حالات سے آگاہی حاصل کریں۔

جناب سرور انہونوی نے جس دلنشین اور عام فہم انداز بیان کے ساتھ
تاریخ اسلام پیش کی ہے اس کا اندازہ اس کتاب کو دیکھنے کے بعد ہر شخص
نہایت آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے مگر میں بطور نمونہ چند مناظر یہاں بھی دکھانا
چاہتا ہوں۔ اسلام سے قبل جبکہ دنیا میں خدائے واحد کا نام لینے والا
کوئی نظر نہ آتا تھا ہر طرف الحاد و بیدینی کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی
تھیں بت پرستی ہر شخص کا شعار ہو رہی تھی خود غرضی کے ماتحت خونریزی
کا بازار گرم تھا اس وقت کا نقشہ پیش کرتے ہوئے ایک مورخ شاعر نے

اپنے کو مصور بھی ثابت کیا ہے ملاحظہ ہو ؎

جب ظلمتِ گناہ سے عالم سیاہ تھا ہر فرد اس جہان کا گُم کردہ راہ تھا

ہادی تھا کوئی اور نہ کوئی دیں پناہ تھا مردم ہر ایک صورتِ مردم گیاہ تھا

باطل پرستیوں کا زمانے میں تھا چلن

برپا تھے چار سمت فسادات ما و من

یہ تو عرب کے دورِ جہالت کا ایک عام منظر ہے جس کو ہر شاعر اس سے زیادہ خوبصورت اور موثر الفاظ کے ساتھ پیش کر سکتا ہے مگر میں آپ کو وہ مناظر بھی دکھانا چاہتا ہوں جہاں ناظم کو بحیثیت ایک مورخ کے واقعات کی صحت کا بھی خیال تھا اور بحیثیت ایک شاعر کے عروضی پابندیوں کی فکر بھی اور ساتھ ہی ساتھ عقائد کا احترام بھی پیش نظر تھا۔ غزوۂ بدر شروع ہوا چاہتا ہے اُسوقت کی حالت کو صفحہ ۴۵ اور ۴۶ میں یوں نظم کیا گیا ہے ملاحظہ ہو ؎

اب وقت آیا تھا ہوں نبرد آزما ضرور اسلام کفر باطل و حق ظلمت اور نور

منظر یہ پیش چشم تھا سجدے میں تھے حضور لب پر دعائے فتح تھی دل بسکہ ناصبور

کہتے تھے اے خدا اگر اسلام مٹ گیا

تو جان لے جہاں سے ترا نام مٹ گیا

آئے جو بیقرار نظر شاہ مرسلیں بوبکر رو کے کہنے لگے اے فخر عالمیں

وعدہ وفا کرے گا خدا اپنا بالیقیں رنجیدہ اسقدر رہیں عبث آفتاب دیں

یہ کہہ رہے تھے آگیا وقت سعید فتح

وحی الٰہ بن گئی پیغام عید فتح

اب پاس بالکل آگئے اعدائے خیرہ سر بولے یہ انکو دیکھ کے سلطان بحر و بر

تم لوگ پیش قدمیاں کرنا نہ بھول کر رب کریم دے گا یقیناً تمھیں ظفر

البتہ یہ خیال رہے اے مجاہدین
تیروں سے رد کو آئیں سرونپر جو ملحدین

اسوقت رزمگہ کا تھا عالم عجیب تر بوبجر ادھر تھے نازکا پالا پڑا ادھر
عتبہ اُدھر حریف ادھر پارۂ جگر ماموں کے خون کا تشنہ لب خنجر عمر

گویا کہ امتحانگہ ایماں تھی رزمگاہ
جس میں بدل شریک تھے سب پیروان شاہ

صفحہ ۱۴۷ میں مقابلۂ کفار و مسلمین کی حالت کی یوں تصویر کھینچی ہے ؎

جسوقت عتبہ نے کیا حمزہ پہ بڑھ کے وار اک ضرب تیغ میں لیا حمزہ نے اسکو مار
سمت علی بڑھا جو ولید ستم شعار مقتول ہو کے پہنچا وہ ملعوں بھی سوئے نار

شیبہ ہوا عبیدہ کی جانب جو تیغ زن
کمبخت نے جناب کا زخمی کیا بدن

یہ دیکھتے ہی پہنچے جناب ابوتراب اک ضرب میں لعین کو بھیجا پئے عذاب
جب قتل اسکو کر چکے وہ فخر شیخ و شاب لائے عبیدہ کو بھی اُٹھا دوش پر شتاب

یوں دم کے دم میں پہنچے وہ تینوں سوئے جحیم
حمزہ نے اک کو دو کو علی نے کیا دو نیم

بعد انکے صف سے نکلا عبیدہ بن سعید ڈوبا ہوا تھا سر بسر آہن میں یہ پلید
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں فقط اسکی بہر دید باقی تمام عضو پہ تھی پوشش حدید

آیا تو اس طرح ہوا آتے ہی ہم کلام
اے دشمنو سنو ہے ابو کرش میرا نام

س

یہ سنکے نکلے صف سے زبیر نکو سیر | برچھی لعیں کی آنکھ میں ماری وہ تاک کر
آپہنچا پشت زیں سے وہ فوراً زمین پر | گرتے ہی تن سے جان حزیں نے کیا سفر

ناری تھا سوئے نار گیا ایک وار میں
ارمان فتح لیکے دل بے قرار میں

غزوہ خیبر کے ذکر میں فرماتے ہیں ؎

ابن اُبَیّ تھا جو رئیس المنافقیں | اور باطناً تھا دشمنِ سلطانِ مرسلیں
بھڑکایا اُسنے خیبریوں کو زراہِ کیں | حتیٰ کہ اسکے کہنے میں آئے وہ سب لعیں

قرب و جوار میں جو تھے کفار بد سیر
باندھی اُنھوں نے بھی معاً امداد پر کمر

پہنچی جو گوشِ سید عالم میں یہ خبر | خیبر کے لوگ حملہ کرینگے مدینہ پر
ہیں دس ہزار آدمی آمادہ سفر | سامان جنگ کا بھی مہیا ہے خوب تر

یہ سنتے ہی رسولِ خدا فخرِ عالمیں
نکلے معاً مدینہ سے با فوجِ مسلمیں

چودہ سو آدمی تھے شہ دیں کے ہمسفر | خیبر میں پہنچی آمدِ شہ کی جونہیں خبر
ہشیار خیبری ہوئے خطرے سے پیشتر | پہنچے نہ تھے وہاں ابھی شاہنشہ بشر

قلعوں میں سب نے بھیجدئے اہل و عیال
رکھوا دئے پھر حفاظتاً اسباب اور مال

خیبر میں سات قلعے تھے محفوظ و بےخطر | بھیجے وہاں جو اہل و عیال اور مال و زر
رہتے تھے لوگ محو حفاظت میں سربسر | ہنگام کار بھی نہیں ہوتے تھے بے خبر

کرتے تھے گشت رات کو چار طرف سوار
پھرتے تھے گرد قلعوں کے دنمیں بھی پہرہ دار

یہ چند مناظر پیش کرنے سے میرا مقصد صرف یہ تھا کہ میں اس کتاب کے مطالعہ سے پہلے ہی اس کتاب کے دیکھنے والوں کو مقدمہ ہی میں یہ اندازہ کرا دوں کہ تاریخ نگاری کے ساتھ شاعری اور شاعری کے ساتھ تاریخ نگاری کسقدر مشکل کام ہے مگر آپ مندرجہ بالا بند ملاحظہ فرمائے کہ یہ ایک مکمل واضح اور بالتفصیل تاریخ ہے یا نہیں پھر تاریخ کے ایک ایک واقعہ کے ساتھ شاعر کہیں بھی نظم کرنے میں عاجز نظر آتا ہے؟ میں تو اس کو جناب مسرور انہونوی کا کمال نہیں بلکہ اسی مقدس کتاب کی ایک برکت سمجھتا ہوں کہ مسرور صاحب نے اس کامیابی کے ساتھ اتنی بڑی جامع کتاب شروع سے آخر تک ایک ہی طاقت سے تصنیف فرمائی ہے اور کہیں بھی یہ نہیں ہونے پایا ہے کہ کوئی واقعہ نظم نہ ہو سکنے کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا ہو یا کہیں بھی اہل عرب کے ناموں ہی کی وجہ سے کسی شعر میں کوئی ثقالت پیدا ہوئی ہو۔

اس مقدس اور قابل صد احترام تاریخ اسلام پر ضرورت اسکی تھی کہ کوئی مستند مورخ اور باکمال شاعر مقدمہ لکھتا لیکن یہ سعادت میرے حصہ میں تھی کوئی اور کیونکر یہ فخر حاصل کر سکتا تھا بہر حال میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں کہ مجھ کو ایک ایسی پاک کتاب پر مقدمہ لکھنے کا موقع ملا جسمیں میرے آقائے نامدار صلعم اور بزرگان اسلام کے کارنامے ہیں کیا بعید ہے کہ محض یہ سعادت میری بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

ممکن ہے کہ کارنامۂ اسلام کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا ہے اس کا تعلق میری خوش اعتقادی سے ہو کہ مجھ کو اس کتاب میں محاسن ہی محاسن نظر آئے اور میں نے معائب کا ذکر تک نہیں کیا یقیناً یہ کوئی الہامی صحیفہ نہیں ہے بلکہ ایک

انسانی نتیجہ فکر ہے اس میں خامیاں بھی ہونگی اور ضرور ہونگی لیکن ان خامیوں کو
وہی تلاش کر سکتا ہے جو اس کتاب کی خوبیوں سے مسحور نہ ہو گیا ہو میں تو اسکے
محاسن سے ایسا مسحور ہوا ہوں کہ معائب کا مجھکو ہوش ہی نہیں۔ میں اس کی
تائید میں خود جناب مسرور اٹھونوی کا ایک شعر پیش کرتا ہوں ؎

مسرور کا کلام کلام خدا نہیں
اسمیں عیوب ہونگے نہیں شاعرانہ کیا؟

دفتر
سرپنچ جرنلس لکھنؤ
۲۰- مارچ ۱۹۳۴ء

راحقر
شوکت تھانوی
اڈیٹر سرپنچ و شباب

ع

التماس مصنف

بخدمت ناظرین با تمکین

معزز ناظرین! جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات میں کوئی
ایسی کتاب جو مسدس جیسی پسندیدہ نظم میں ہو۔ میری نظر سے نہیں گذری۔ اس
کمی کو محسوس کرتے ہوئے مجھے یہ خیال ہوا کہ جناب ممدوح کے حالات زندگی کو مسدس
میں نظم کروں مگر درحقیقت یہ خدمت جلیلہ نہایت اہم تھی اور اسکا انجام دینا کوئی
آسان امر نہ تھا۔ شوکت صاحب تھانوی نے ایسے واقعات تاریخی کو نظم کرنے میں
جن جن مشکلات کا احساس فرمایا ہے وہ سب اس منزل کے قطع کرنے میں ہر ہر قدم
پر میرے ساتھ رہی ہیں۔ اور میری بالکل وہی حالت رہی ہے جیسا کہ امیر مینائیؒ
فرماتے ہیں ؎

چلا جو دشت محبت میں چال سوزن کی
قدم قدم پہ مجھے ڈوبنے کو چاہ ملے

اب رہا یہ امر کہ ان مشکلات پیش آمدہ کے باوجود میں اپنے ارادے میں کیونکر کامیاب
ہوا یہ امر نہ میرے کمال شاعری کی دلیل ہے نہ تاریخ دانی کی نہ میرا عزم بالجزم ایسی

قابل ستائش ہے نہ میری مستقل مزاجی سزاوار داد بلکہ یہ سراسر قادر جل و علیٰ کا کرم نامتناہی ہے۔ جس نے اس کی تصنیف کی مجھے ہمت دی۔ مشکلات تصنیف کو برداشت کرنے کے لئے قوی جگر دیا اور ہر ایسے موقع پر جہاں میری فکر قاصر ہو جاتی تھی۔ جہاں میرے حواس گم ہو جاتے تھے جہاں میرے سامنے ناکامی کا منظر آجاتا تھا میری مدد کرتا رہا۔ ورنہ اتنی بڑی خدمت جلیلہ اور میں۔ مجھ سے پہلے بڑے بڑے شاعر گذر گئے اور اس دور میں بھی موجود ہیں جنکے مقابلے میں میری استعداد علمی۔ میری تاریخ دانی میرا ملکۂ شاعری کوئی چیز نہیں ہے۔ اُنھوں نے اس خدمت عالی کی انجام دہی کا عزم کیوں نہ فرمایا کیا وہ اسکو انجام نہیں دے سکتے تھے۔ نہیں دےسکتے تھے اور ضرور دےسکتے تھے اور زمانہ حال کے شعرائے باکمال بھی دےسکتے ہیں۔ مگر خدائے پاک جس سے جو خدمت لینا چاہتا ہے اسی کے دل میں اسکا ارادہ پیدا کرتا ہے جب وہ شخص اسکی انجام دہی کا ارادہ کرلیتا ہے تو پھر اس لحاظ سے کہ بندۂ اضعف بلا اسکی ہمت افزائی اور تائید کے اس خدمت کو جو دراصل اسکی طرف سے ایک مفوضہ خدمت ہے، انجام نہیں دےسکتا۔ ہمت افزائی کرتا ہے۔ مستقل مزاجی عطا فرماتا ہے اور مشکلات پیش آمدہ میں اسکی کافی تائید کرتا ہے۔ اسوقت وہ بندۂ ناچیز اس خدمت کو انجام دےسکتا ہے اس کتاب کی تصنیف کا دراصل اُسی نے میرے دل میں ارادہ پیدا کیا اور ارادے کی تخلیق کے بعد اُسی نے ہر موقع پر میری مدد کی۔ اس وقت یہ خدمت جلیلہ میں انجام دے سکا ہوں

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس موقع پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ مجھ میں کیا خصوصیت تھی جو اس نے مجھی کو اس

خدمت عالی کے لئے منتخب فرمایا۔ اسکا واحد جواب یہی ہے کہ مجھ میں کوئی اہلیت خصوصیت نہ تھی مگر وہ قادر و توانا یہ دکھانا چاہتا تھا کہ میں جب چاہتا ہوں تو اپنے ایسے بندے سے بھی وہ خدمت لے سکتا ہوں جسکی انجام دہی کا وہ اہل نہیں ہے۔ اس خدمت جلیلہ کی انجام دہی پر میں نازاں نہیں ہوں بلکہ اس قادر مطلق کا شکر گذار ہوں کہ جسکی قدرت کاملہ نے مجھسے یہ کام لیا اور میں اس سعادت سے بہرہ اندوز ہوا۔ کتاب ہذا کی تصنیف کے سلسلے میں یہ ممکن نہیں کہ ادبی یا تاریخی غلطیاں مجھسے وقوع میں نہ آئی ہوں کیونکہ تصنیف انسانی صحیفۂ آسمانی نہیں ہوا کرتی اگر دوران مطالعہ میں کہیں ایسے مواقع پیش آجائیں تو مجھے آگاہ فرمایا جائے انشاءاللہ اشاعت آئندہ میں اسکی اصلاح ہوجائے گی۔ اب میں زیادہ سمع خراشی نہیں کرنا چاہتا۔ اپنے شفیق استاد جناب ڈاکٹر بالکرشن صاحب قمر لکھنوی اپنے محسن برادر سید عابد حسین صاحب جالسی اپنے سچے کرمفرما شوکت صاحب تھانوی کا خصوصاً و نیز اپنے تمامی محسنین و معاونین کا عموماً شکریہ ادا کرتے ہوئے اور اپنے مایۂ ناز برادر زادہ خجستہ سیر سید محمد تسلیم نہٹوری سلمہ اللہ الاکبر مالک سرپنچ جرنلس کو دعائے ترقی عمر و اقبال دیتے ہوئے اپنے عرض حال کو ختم کرتا ہوں فقط والسّلام۔

بشیرت گنج لکھنؤ

۲۳ر مارچ سنہ ۳۴ء

سمع خراش

سراپا قصور مسرور

فہرست واقعات کارنامۂ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

زمانۂ جاہلیت

جب ظلمتِ گناہ سے عالم سیاہ تھا — ہر فرد اس جہان کا گم کردہ راہ تھا
ہادی تھا کوئی اور نہ کوئی دیں پناہ تھا — مردم ہر ایک صورتِ مردم گیاہ تھا
باطل پرستیوں کا زمانے میں تھا چلن
برپا تھے چار سمت فساداتِ ما و من

چلتی تھی بات بات پہ تلوار ہر طرف — خونریزیوں پہ لوگ تھے طیار ہر طرف
ناحق تھے نقدِ جاں کے خریدار ہر طرف — دختر کشی کا گرم تھا بازار ہر طرف
انساں تھے صورتاً پہ بہائم صفات تھے
بیرحمیوں سے قاطعِ تارِ حیات تھے

دعویٰ تھا ان کو مجھ سا نہیں ہے کوئی بشر — میں ہوں وحیدِ عصر زمانے پہ مفتخر
پُر نخوت و غرور سے تھے کاسہ ہائے سر — شیطان بھی گریز کرے جن کو دیکھ کر
جو فرد انہیں کا تھا وہ شیطان کا جد تھا
شداد سے شدید سے سب سے اشد تھا

دینِ خدائے پاک سے بیزار تھے وہ لوگ   خود ساختہ صنم کے پرستار تھے وہ لوگ
پرلے سرے کے زانی و بدکار تھے وہ لوگ   اوباش و بد قمار و بد اطوار تھے وہ لوگ

جامع ہر اک تھا جملہ ذمیمہ صفات کا
باقی نہیں تھا عیب کوئی کائنات کا

یوں یہ بلائے عام ہر اک ذی نسب میں تھی   لیکن خصوصیات سے اہلِ عرب میں تھی
خوش قد و خوشجمال میں ہر غنچہ لب میں تھی   کس کس کو میں بتاؤں غرض یہ کہ سب میں تھی

اک تھا قبیلۂ بنی ہاشم بچا ہوا
اسکے بھی کچھ ہی لوگوں پہ فضلِ خدا ہوا

بیانِ ولادت

وہ نور جو جبینِ صفی میں تھا جلوہ گر   جس نے کیا تھا شیث کو عالم پہ مفتخر
وجہِ نجاتِ نوح بنی تھا جو سربسر   جو نار میں ہوا تھا براہیم کی سپر

وہ نور پھر سپردِ ذبیحِ خدا ہوا
بعد انکے انکی نسل کا عزت فزا ہوا

درجہ بدرجہ آیا جو وہ ان کی آل میں   پہنچا جبینِ ہاشمِ نیکو خصال میں
آیا جو عبدِ مطلب باکمال میں   افزائشیں کیں آپ کے جاہ و جلال میں

عبد اللہ کی جبیں میں جو وہ جلوہ گر ہوا
حسن اُن کا درمیانِ عرب مشتہر ہوا

شہرہ ہوا جو حسنِ دل آرا کا چارسو   مشتاقِ وصل ہو گئیں خوبانِ ماہ رو
بن ٹھن کے بے حیائی سے آجاتیں دوبدو   خواہش تھی التفات کریں وہ خجستہ خو

لیکن خدائے پاک بچاتا رہا انھیں
رغبت پہ اک فرشتہ ڈراتا رہا انھیں

جب سمتِ بتکدہ کبھی جاتے تھے آنجناب　　بت قدرتِ خدا سے معاً کرتے تھے خطاب
جلدی ہمارے پاس سے عبداللہ تم شتاب　　نورِ اسکا تم میں ہی جو کریگا ہمیں خراب
ہم سر کے بل گرینگے وہ جس وقت آئے گا
نام خدا کا آتے ہی ڈنکا بجائے گا

اک دن پدر سے کہنے لگے وہ نکو سیر　　اک نور میری پشت سے ہوتا ہے جلوہ گر
ہوتا ہے دو حصص میں وہ تقسیم بیشتر　　پھر سمتِ شرق و غرب کو جاتا ہے اے پدر
پھر مل کے میرے سر پہ وہ چکر لگاتا ہے
پھر سمتِ چرخ جا کے سوئے پشت آتا ہے

فرمایا بیٹھ جاتا ہوں میں جب زمین پہ　　فوراً اسلام بھیجتی ہے مجھ پہ وہ پدر
ہوتا ہے نخل خشک کے نیچے اگر گذر　　جب تک بڑھوں نہ آگے وہ رہتا ہے سبز تر
بولے یہ عبدِ مطلب برگزیدہ خو
حامل ہے نورِ خاتم پیغمبراں کا تو

کتبِ سماویہ نے دی جس وقت یہ خبر　　کھولا نجوم نے جو نہاں تھا یہ سرِ مستتر
دیگا انھیں کو خالقِ دارین وہ پسر　　جو سارے مذہبوں کو مٹائیگا سر بسر
دشمن سب انکے کافرِ خونخوار ہو گئے
ہر طرح قتل کرنے پہ طیار ہو گئے

اک بار کا ہے ذکر کہ شتر یہودِ شام　　آئے بعزمِ قتلِ ابوئے شہِ انام
مکے کے پاس ہی کیا اک رہ میں قیام　　رہتے تھے فکرِ قتل میں سرگرم صبح و شام
لیکن وہاں پہ رہنے سے مطلب نہ حل ہوا
آخر کو عزم جانبِ دشت و جبل ہوا

اک دن گئے شکار کو وہ آسماں جناب
دوڑے یہود دیکھ کے تنہا انھیں شتاب
بولے ہم اتنے دن سے تھے جسکے لئے خراب
آج اسکی جستجو میں کیا حق نے کامیاب
اب اس کے قتل سے نہ کوئی درگذر کرو
خاراشگاف تیغ کی نذر اس کا سر کرو

یہ کہہ کے بہر قتل بڑھے جب وہ روسیاہ
آئی فلک سے بہر مدد غیب کی سپاہ
چو رنگ سب کو کرچکی جب لی فلک کی راہ
خوش خوش گئے مکانِ پدر شاہ دیں پناہ
پہنچا سکے گزند نہ اعدائے بدخصال
فضلِ خدا سے بچ گئے ہر طرح بال بال

اُس وقت تھے جناب وہب بھی شکار میں
جب آگئے تھے حضرتِ والا حصار میں
دوڑے ہی تھے مدد کریں ہم کارزار میں
کچھ لوگ آئے شکل مسلح سوار میں
آتے ہی ان لعینوں کو سیپارہ کردیا
جاری لہو کا دشت میں فوارہ کردیا

ششدر ہوئے جناب وہب دیکھکر یہ حال
گھر ساتھ ساتھ آئے یہ کرتے ہوئے خیال
دامادی میں ملے جو مجھے یہ نکو خصال
دختر کو بھی ملے مری یہ فضل یہ کمال
یہ سوچتے ہی بیوی کو اپنی کیا رواں
ٹھہراؤ جاکے نسبتِ شادی معاً وہاں

پہنچیں جو زوجۂ وہب زہری اسکے گھر
کی گفتگو تقریرِ نسبت بہ پُر اثر
تھے خاندان وصورت وسیرت سے باخبر
سنتے ہی خواجہ نے کہا بخشا تمھیں پسر
جب چاہو عقد کرو تمھیں اختیار ہے
مجھ کو نہ کوئی عذر نہ حیلہ نہ عار ہے

وہ مژدہ لیکے خدمتِ شوہر میں پہنچیں جب سنتے ہی باغ باغ ہوئے حضرتِ وہب
کی بہرِ عقد ساعت و تاریخ منتخب خواجہ کو مطلع کیا فوراً بصد طرب

بیٹے کو لیکے آئے حضرت نکاح ہو
ہمکو بھی دو جہان کی حاصل فلاح ہو

حسب الطلب گئے جو جناب وہب کے گھر پہنچے جو نہیں پسر کا ہوا عقد پیشتر
لائے بہو کو ساتھ اسی شب مکان پر دیکھا جن عورتوں نے وہ بولیں بہمدگر

اے بیبیو دولہا ہے اگر مہر نیمروز
واللہ یہ دولہن بھی ہے بدرِ جہاں فروز

خلوت کدے میں پہنچا جو وہ نوشۂ حسیں بیوی کو دیکھ سمجھا اُتر آئی حورِ عیں
جسدم ہوا قرانِ مہ و نیرِ مبیں وہ نور جو تھا عرصے سے زینت دہِ جبیں

پشت پدر سے آیا وہ مادر کے رحم میں
اور برکتیں وہ لایا جو آئیں نہ فہم میں

جبوقت ماں کے رحم میں داخل ہوا وہ نور ہفت آسماں پہ فرحت شادی کا تھا وفور
مشغولِ جشنِ عام تھے قدسی بصد سرور تھی نغمہ سنج باغِ جناں میں ہر ایک حور

ہر سمت زور شور تھا عیش و نشاط کا
ہر بزم میں تھا دورِ مئے انبساط کا

پھیلا تھا پہلے قحط جہاں کی سمات میں بارش کا سد باب تھا اربع جہات میں
جو تھا وہ غم رسیدہ تھا اس کائنات میں پر آکے شہ نے کارگہِ بے ثبات میں

یمن قدم سے دہر کو آباد کر دیا
حرماں نصیب خلق کا دل شاد کر دیا

روح الامین کو پہنچا اُسی شب یہ حکمِ رب　کعبے کی سقف پر علمِ سبز کر نصب
زاں بعد دہر میں یہ ندا کر بصد طرب　آتا ہے تاجدارِ عجم خسروِ عرب
سب اسکا اتباع بجذبِ اتم کرو
سب اُس کے روبرو سرِ تسلیم خم کرو

یہ مژدہ سُنکے روتا تھا ابلیس زار زار　سر اپنا پتھروں پہ پٹکتا تھا بار بار
کہتا تھا اب میں ہونگا مقرر ذلیل و خوار　کوئی نہیں کرے گا مری راہ اختیار
آتے ہی بت پرستی جہاں سے مٹائے گا
نام خدائے پاک کا سکہ بٹھائے گا

جو جاندار کہ نہیں سکتے تھے گفتگو　اس شب میں وہ بھی ہو گئے گویا و خوش گلو
خوش ہو کے کہتے پھرتے تھے دنیا میں چارسُو　آیا ہے ماں کے رحم میں وہ شاہ نیک خو
ظلمت میں دے گا کام جو مہر منیر کا
ہوگا اماں دہندہ صغیر و کبیر کا

اہلِ کتاب میں جو تھے علّام نامور　آپس میں دے رہے تھے وہ سب اسطرح خبر
ہر سہ کتب میں جسکی ولادت ہے مشتہر　آدم سے تابہ عیسٰے جو ہے سب پہ مفتخر
نور اس کا ماں کے رحم میں اس رات آگیا
فخرِ رسل وہ ناہیِ بدعات آگیا

باقی تھے جب ولادتِ حضرت میں تین ماہ　والد نے لی مشیتِ حق سے عدم کی راہ
منشائے ایزدی تھا کہ وہ شاہِ دیں پناہ　رکھے ربوبیت پہ ہماری سدا نگاہ
عالم میں قدرداں ہو یتیم و اسیر کا
فریاد رس ہو دہر کے برنا و پیر کا

یوں کر رہی ہیں حضرت بی آمنہ بیاں　　　جب آئے میرے رحم میں سلطان دو جہاں
چھ ماہ تک ہوا نہ مجھے حمل کا گماں　　　بعد اسکے آیا خواب میں اک شخص ناگہاں
بولا کچھ اپنے حمل کی تجھ کو خبر ہوئی
تو باردارِ بادشہِ بحر و بر ہوئی

نہ ماہ بعد خواب میں آیا وہ پھر نظر　　　فرمایا مجھ سے! والدۂ سید البشر
اب آرہا ہے وقت ولادت قریب تر　　　جو وقت آئیں دہر میں وہ شاہ خوش سیر
موسوم کرنا ان کو محمدؐ کے نام سے
شہرت فلک پہ پائیں گے احمدؐ کے نام سے

فرما رہی ہیں آمنۂ کامل الصفات　　　جب میرے جانِ جاں کی ولادت کی آئی رات
رویا میں آئی مجھکو نظر اک عجیب بات　　　اک نور مجھ سے نکلا منور کن جہات
اسکی ضیا سے بڑھ گیا اتنا نظر کا نور
مکے سے میں نے دیکھ لئے شام کے قصور

کہتی ہیں زوجۂ ابی العاص نکو سیر　　　میں اتفاقیہ گئی تھی آمنہ کے گھر
آیا جو وقتِ مولدِ سلطانِ بحر و بر　　　تارے فلک کے سارے جھک آئے زمین پر
گویا کہ شوق دید سے سب بے قرار تھے
شمع جمالِ مصطفوی پہ نثار تھے

فرما رہی ہیں مادرِ سلطانِ دو جہاں　　　آیا جو وقت مولد شاہنشہ زماں
اک صوتِ خوفناک سنی میں نے ناگہاں　　　ممکن تھا فرطِ خوف سے ہوتی میں نیم جاں
مرغ سفید بال معاً آیا اک نظر
بازو ملے جو اس نے شکم پر۔ گیا وہ ڈر

پھر اسنے اختیار کی اک صورت حسیں جام شراب خلد لئے تھا وہ نازنیں
مجھ سے کہا کہ پی اسے اے اُمّ شاہِ دیں آسودہ ہو گئے ہیں تے کیا نوش اسے جو نہیں
مل کر شکم وہ کرنے لگا اس طرح کلام
للّٰہ جلوہ گر ہو اب اے سید انام

چمکا پھر اس جہاں میں وہ آفتاب دیں ضو پھیلی جسکی ارض سے تا چرخ ہفتمیں
آئے قدوم اسکے جو نہیں بر سرِ زمیں سجدے میں سر جھکا کے رکھی خاک پر جبیں
پھر بولا بخشدے مری امت کو اے خدا
یارب ہب لی اُمتی سنتی تھی برملا

بعد اس کے اس نے ہاتھ اُٹھائے سوئے سما فوراً ہی آیا لکہ اک ابر سفید کا
جو نہیں اُٹھا کے اس کو سوئے چرخ لے گیا آئی ہمارے کان میں فوراً ہی یہ صدا
اسکو پھراؤ دہر کی اربع سمات میں
پہچان لے ہر ایک اسے کائنات میں

جب سیر کر کے آیا فلک سے زمین پر اوڑھے ہوئے تھا سر سے ردائے سفید تر
بعد اس کے اور لکۂ ابر آیا اک نظر اس سے بڑا تھا ڈر گئی میں اس کو دیکھکر
آئی اس ابر سے مرے کانوں میں یہ صدا
ساری خصوصیات رسل کیں اسے عطا

بعد اس کے تین شخص بزرگ اور خوبرو اک خوان لائے پیارے محمدؐ کے روبرو
محدود تھا سفید حدوں سے وہ چارسو بولے حدود دہر ہیں یہ اے خجستہ خو
جو ہو پسند اس کو کریں منتخب جناب
وسط جہاں پہ رکھدیا دست آپنے شتاب

پھر آئی یہ ندا مرے کانوں میں خوشگوار　　کعبہ کیا محمدؐ ذیشاں نے اختیار
نہلا کے پھر لباس پنہایا بصد وقار　　ظاہر کئے پھر آپ پہ اسرار بیشمار
آنکھوں کے درمیاں کا بوسہ لیا جو نہیں
فرمایا خوش ہوں آپ دیا علم مرسلیں

اسدم ہراس وخوف مسلط تھے قلب پہ　　کہتی تھی میں زنانِ اعزہ گئیں کدھر
سنتی تھی نقل وحرکتِ آیندگاں مگر　　اک شخص بھی مکان میں آتا نہ تھا نظر
کچھ دیر بعد آیا پھر اک مرد باکمال
سیرت میں خوش سیر تھا تو صورت میں خوشجمال

فرمایا مژدہ ہو تجھے اے ابنِ نیک نام　　تو میری نسل اول وآخر کا ہے امام
سینے سے پھر لگالیا باشفقتِ تمام　　دیکر دعائیں حب گیا وہ برکت الیّام
دل سے ہمارے جاتا رہا وہ ہراس پھر
قائم ہوئے بجا ہوئے ہوش وحواس پھر

بارہ ربیع اولی کو ہنگامِ صبح پیر　　آیا جو وہ مجسمۂ رحمتِ قدیر
صلوا وسلمو کا ہوا شورِ عرش گیر　　آتشکدوں کی سرد ہوئی دفعتہً سعیر
کنگورے چار وہ گرے کسریٰ کے قصر کے
ہیبت سے بند لب ہوئے شاہانِ عصر کے

شیطاں کا تخت الٹ گیا بُت سر کے بل گرے　　کعبے کے سارے لات ومنات وہبل گرے
عزیٰ یعوق ونصر بہانگِ دُہل گرے　　حیراں تھے بت پرست یہ کیوں بے محل گرے
بیٹھے بٹھائے کہتے تھے کیا قہر آگیا
سمجھے نہیں کہ بُت شکنِ دہر آگیا

روئے زمیں پہ آیا جو وہ شاہِ خوشخطاب کعبہ تھا بتکدوں میں زمانے کے انتخاب
ساجد ہوا مقامِ براہیم پر شتاب جو ہے خصوصیت سے زلبس برکت انتساب
کی عرض شکر ہے ترا اے ربِ ذوالکرم
لوثِ بتاں سے پاک ہوئے آج جا کے ہم

جبدم گیا وہ سجدۂ رب الانام میں خواجہ طواف کرتے تھے بیت الحرام میں
گذرا خیال یہ دل صدق التیام میں آیا ہے کون گیتی فرخ نظام میں
فرطِ خوشی سے کعبہ جو مسرور ہو گیا
رنج و ملالِ لوثِ بتاں دور ہو گیا

یہ سوچ کر مکاں کو روانہ ہوئے حضور دیکھا تو آمنہ کی جبیں پر نہ تھا وہ نور
پوچھا وہ نور کیا ہوا غیرت فزائے حور فوراً جواب دے کہ ہوں ازبسکہ ناصبور
بولیں کہ وضع حمل کیا میں نے ایجناب
فرمایا حاملہ تھی تو بچے کو لا شتاب

بولیں ابھی نہ دیکھ سکیں گے اُسے جناب یہ سُن کے حد سے بڑھ گیا خواجہ کا اضطراب
غصے میں آکے آپنے اسدم کیا خطاب لازو و ترہ آل ہے تاخیر کا خراب
دیکھ آپ کو ہلاک کروںگا میں یا تجھے
آخر دکھاتی کیوں نہیں کیا ہو گیا تجھے

بی آمنہ نے ڈر کے جو حجرہ بتادیا چاہا جو نہیں جناب نے ہو میرا داخلہ
خنجر لئے ہوئے معًا اک شخص آگیا کہنے لگا ابھی ابن ارادے سے باز آ
جب تک ملک نہ دیکھیں حبیبِ الہ کو
تو کیسے دیکھ سکتا ہے اس دیں پناہ کو

فرماتی ہیں جناب صفیہ نکوسیر تشریف لائے دہر میں جب شاہ بحر و بر
نور رخ جناب تھا غالب چراغ پر رکھے جونہیں قدم چمک اٹھا تمام گھر
سارا مکانِ آمنہ پرنور ہو گیا
یا یوں کہو کہ غیرت صد طور ہو گیا

توحید حق کو پہلے کیا آپ نے بیاں بعد اس کے شہ نے اپنی نبوت بھی کی عیاں
جب میں نے چاہا غسل دوں فوراً اسی ماں آواز آئی ہاتفِ غیبی کی ناگہاں
آگاہ ان کی شان سے شاید کہ تو نہیں
ظاہر ہیں یہ ضرورت غسل و وضو نہیں

فرماتی ہیں صفیۂ ذی رتبہ و شعور ختنہ شدہ و ناف بریدہ بھی تھے حضور
مابینِ کتف مہر نبوت کا تھا ظہور یعنی لکھا تھا کلمۂ طیب بخطِ نور
تا جانے خلق خاتم پیغمبراں ہیں یہ
بعد از خدا بزرگ تر برتراں ہیں یہ

تشریف لائے دہر میں جب شاہ انس و جاں ہر سو ندائیں دیتے تھے اسدم فرشتگاں
ہوں اہل عرش و فرش بصد عیش شادماں آئے ہیں خسرو دو جہاں شاہِ مرسلاں
عالم میں جن کا رحمت عالم خطاب ہے
مفتوح جن کے فیض سے رحمت کا باب ہے

شیطان نے جب یہ مژدۂ فرحت رساں سنا کی عرض عالمین میں میں بھی ہوں اے خدا
مجھ پر ہوئی ہے کونسی اب تک تری عطا کیونکر میں جانوں رحمت عالم ہیں مصطفیٰ
حکم آیا قدسیاں معذب کو یہ شتاب
تا حشر اس لعیں پہ بھی کرنا نہ اب عذاب

گھر گھر ہوئی ولادت حضرت جو مشتہر — سنتے ہی ثوبیہ بھی گئی بولہب کے گ
کہنے لگی کہ اے مرے آقائے نامور — پیدا ہوا ہے آپکے بھائی کے گھر پ

مسرور اس قدر ہوا سنتے ہی بولہب
آزاد کردیا اسے فوراً بصد طرب

فرماتے ہیں یہ حضرت عباس خوشخطاب — اک شب ابولہب نظر آیا میانِ خواب
میں نے کہا۔ ہے کیا تری حالت بتا شتاب — بولا ہر اک دوشنبے کو ہوتا ہے کم عذاب

اس دن ہوئے تھے مولد احمد سے شادہم
اللہ اسکے صدقے میں کرتا ہے کچھ کرم

بیانِ رضاعت

اک ہفتہ آپ نے پیا بی آمنہ کا شیر — پھر ثوبیہ کا اخترِ قسمت ہوا منیر
پھر بی حلیمہ سعدیہ کا بختِ تا بگیر — مکے کو لایا۔ تھی طلبِ کودکِ صغیر

خواجہ نے دیدیا معاً اس نونہال کو
لیکر چلیں وہ آمنہ بی بی کے لال کو

فرماتی ہیں حلیمۂ خوش بخت و خوش سیر — بیٹھے مری سواری پہ جب سید البشر
یمنِ قدم سے تیزی گام آئی اس قدر — حیرت میں آئے قافلے والے بھی دیکھ کر

سب کہہ رہے تھے پہلے نہ تھی اتنی تیز گام
کیا ہو گیا کہ آج ہوئی یہ صبا خرام

پہنچے مکانِ بی بی حلیمہ پہ جب حضور — فاقہ کشی کے کرب سے ہر اک تھا ناصبور
فیضِ قدوم سے ہوئی فوراً بلا وہ دور — ہر شخص شادماں تھا مسرت کا تھا وفور

جو جانور تھا آپ کا طیار ہو گیا
ثابت جو لاغری سے تھا ستیار ہو گیا

فرماتی ہیں جناب حلیمہ نکو سیر　　بچپن ہی سے حضور تھے عادل کچھ اسقدر
پستانِ چپ کو منہ نہ لگاتے تھے بھول کر　　اپنے رضاعی بھائی کے حق سے تھے باخبر

طفلی ہی سے عدالت حضرت کا تھا وہ شور
نوشیرواں نے شرم سے لی راہ کنجِ گور

چھ ماہ کے ہوئے جو وہ سلطانِ ذی حشم　　چلنے لگے بفضل خداوند ذی الکرم
نُہ ماہ کے ہوئے جونہیں وہ سید امم　　کرنے لگے کلام بھی۔ کیا کیا کروں رقم

جب پوچھتے تھے کون ہو؟ کہتے شہ بشر
سخت و دلیر تر ہوں میں عبداللہ کا پسر

بول و براز کپڑے پہ کرتے نہ تھے جناب　　کھلتا جو ستر آپ کے ملک ڈھانکتے شتاب
روتے ہوئے جو دیکھتے شہ کو باضطراب　　کرتے تھے باتیں آپ سے نجم اور ماہتاب

کہتے تھے اشک کا گرا اک قطرہ بھی اگر
جل جائینگی جہاں کی نباتاتِ سبز تر

گذرے جو عمر سرورِ ذیجاہ کے دو سال　　بولے حلیمہ دائی سے اے ام خوشخصال
بیکار گھر پہ رہنے کا ہے کاہلی مآل　　صحرا کا اذن دیجیے تا دل رہے بحال

ہمراہ بھائیوں کے چراؤں گا گوسفند
صحرانوردی خانہ نشینی سے ہے پسند

شق صدر

اصرار سے حلیمہ نے مانی جو شہ کی بات　　صحرا کو روز جانے لگے فخر کائنات
اک روز دوپہر تھی کہ زمرہ نکوصفات　　ترسیدہ آیا۔ ماں سے کہا! اُمِّ نیکذات

دو شخصوں نے کیا ہے محمد کا سینہ چاک
مجھکو یقین ہے کہ ہوئے ہونگے وہ ہلاک

زمرہ نے کوہ کا جو بالآخر دیا نشاں
دائی حلیمہ سعدیہ پہنچیں معاً وہاں
پایا جو زندہ آپ کو فرمایا جانِ جاں
گذرا ہے تجھ پہ واقعہ کیا جلد کر بیاں

جب سے سُنا ہے دل کو مرے اضطراب ہے
لرزاں طپاں بصورت برق سحاب ہے

فرمایا آنجناب نے اے اُمّ نیک نام
میں بکریاں چراتا تھا صحرا میں شادکام
ناگہ دو مرد آئے نظر برکت التیام
پہلے مجھے وہ لائے یہاں باصد احترام

بعد اس کے سینہ چاک کیا اک نے پیشتر
اور دوسرے نے دل کو نکالا بلا ضرر

اک پارۂ سیاہ کیا پہلے اس سے دور
پھر اس کو دھویا اس نے بصد حکمت و شعور
پھر بھر دی اس میں اس نے کوئی شے بشکل نور
بعد اس کے ہمکلام ہوا وہ بصد سرور

ہو شقِ صدر تجھ کو مبارک شہ زماں
خالق نے دی کید شیاطیں سے دی اماں

پھر دل کو رکھ کے سینے میں اس کے مقام پر
وہ چاک سی دیا جو تھا سینے کا پردہ در
اس دور میں مجھے نہیں پہنچا کوئی ضرر
فضلِ خدا بنا پئے سینہ معاً سپر

اے ام خوشخصال میں ہوں بسکہ شادکام
غمگیں نہوں جناب نہیں غم کا یہ مقام

یہ سن کے فکرمند ہوئیں وہ نکو سیر
شوہر پہ انکشاف کیا اس کا پیشتر
بعد اس کے بولیں وہ جو منجم ہے باخبر
لیچلیئے آج پیارے محمدؐ کو اس کے گھر

پوچھوں گی سینہ چاک ہوا انکا کیوں جناب
وہ کون تھے کہ جن سے ہوا اس کا ارتکاب

لے کر چلے حضور کو آخر ابو ذویب	پہنچے جہاں پہ رہتا تھا وہ مدعی غیب
جب ماجرے کو سُن چکا وہ ملحد پُر عیب	بولا میں راست کہتا ہوں بے اشتباہ وریب

جھٹلائے گا جو دیں کو ہمارے وہی ہے یہ
جلد اس کو قتل کر دو کہ ختم النبی ہے یہ

فرمایا بی حلیمہ نے بدبخت خیرہ سر	گر جانتی تجھے کہ ہے تو اتنا بد گہر
تا حشر بھول کر بھی نہ آتی میں تیرے گھر	ان بد سگالیوں کا تو پا جائے گا ثمر

یہ کہہ کے بی حلیمہ نے شہ کو اُٹھا لیا
گھر کا وہاں سے اپنے معاً راستا لیا

گھر جاتے ہی حلیمہ کو شوہر نے دی صلاح	منظور ہو اگر تمھیں دارین کی فلاح
مکے کو جاؤ چھوڑ دو فوراً ہی یہ نواح	دیکھو یہاں پہ رہنا ہے ان کا نہ اقتباح

پہنچا اگر نصیب عدو ان کو کچھ ضرر
شرمندگی اُٹھاؤ گی خواجہ سے کس قدر

یہ سنتے ہی معاً رہِ مکہ کی اختیار	ہمرہ چلے وہ خسروِ ذی جاہ و اقتدار
رستے میں یہ ندا ہوئی مسموع چند بار	اب خیر کے رہیں نہ بنی سعد امیدوار

جس جا مقیم ہوگا یہ طفل نکو سیر
وہ جا ہر اک مقام سے ہو گی سعید تر

القصہ باب مکہ پہ پہنچیں وہ خوش سیر	دیکھا کہ جمع ہے وہاں اک جرگۂ بشر
غالب تھی حاجت بشری بی حلیمہ پر	حضرت سے بولیں بیٹھے رہیں اے قمر سیر

حاجت کو رفع کر کے میں آجاؤں گی ابھی
تجھ کو حضور خواجہ میں پہنچاؤں گی ابھی

جونہیں حلیمہ دائی وہاں سے ہوئیں رواں صوت مہیب کانمیں اک آئی ناگہاں
گھبرا کے آئیں دیکھا نہیں ہے وہ جانِ جاں ہراک سے پوچھنے لگیں بولو گیا کہاں

وہ میرا نورِ عین محمدؐ نکو سیر
جسکی حیات پر ہے مری زیست منحصر

یہ سُن کے جب وہ بولے نہیں ہمکو کچھ خبر غم سے حلیمہ ہوگئیں خود رفتہ سربسر
رُو رُو کے زار زار یہ کہتی تھیں دربدر ڈھونڈھے سے گر ملا نہ مرا پارۂ جگر

گر کر اسی پہاڑ سے دیدونگی اپنی جاں
بے اسکے میری زیست ہے بے سود و رائیگاں

حد سے جب انتظار شہ دیں ہوا فزوں چاہا حلیمہ دائی نے ہیں کوہ سے گردوں
اک پیر مرد آیا کہا میں بھی تو سنوں کیوں جان دے رہی ہے با حالتِ زبوں

بولیں حلیمہ کھویا محمدؐ سا نورِ عین
کیونکر نہ جان دوں مجھے آتا نہیں ہے چین

یہ حال سُن کے کعبے کے اندر گیا وہ پیر جا کر کہی ہبل سے وہ روداد قلب گیر
بولا سروشِ غیب وہ ہے دلبر قدیر کسکی مجال اسکو کرے قتل یا اسیر

وہ مطمئن رہیں کہ ہے امن و اماں سے وہ
محفوظ ہر طرح ہے شر انس و جاں سے وہ

نزدِ حلیمہ پہنچا معاً وہ کرم اساس کہنے لگا ابھی میں گیا تھا ہبل کے پاس
اُسنے کہا ہے۔ انکا محافظ ہے رب ناس لازم نہیں ہے تمکو ہو اسطرح بدحواس

اک روز پھر ملو گی تم اُس نورِ عین سے
پھر زندگی گذارو گی راحت سے چین سے

تسکیں سے اسکی کم نہوا انکا اضطراب　　پہنچیں حضور خواجہ میں با حالتِ خراب
جب سرگذشت عرض کی با دیدۂ پُر آب　　خواجہ کو طیش آگیا اُٹھے بہ پیچ و تاب

سمجھے قریش والوں نے شاید چھپایا ہے
بیٹھے بٹھائے دل کو ہمارے دُکھایا ہے

آتے ہی اس خیال کے نکلے بغیظ و طیش　　آواز دی گھر و نپہ جو نہیں آئے سب قریش
کی عرض آپ آئے ہیں کیوں اے امیر جیش　　فرمایا کھو گیا مرا سامانِ فرح و عیش

اسکی تلاش میں میں چلا ہوں مکان سے
تم سب مرے معین بنو دل سے جان سے

یہ سنتے ہی ہر اک ہوا ہمراہِ آنجناب　　کچھ دور پہنچے تھے کہ ہوا غیب سے خطاب
اے عبد مطلب! نہ کر اسدرجہ اضطراب　　ہو وادئ تہامہ کیجانب رواں شتاب

تجھ کو وہیں ملے گا ترا پارۂ جگر
اندیشہ - فکر - رنج - الم دل سے دُور کر

یہ سُن کے آپ سوئے تہامہ ہوئے رواں　　اک آدمی کو لیچلے ہمراہ و ہمعناں
رستے میں آملے بن نوفل بھی ناگہاں　　جب پہنچے اس مقام پہ وہ خواجۂ زماں

دیکھا کہ سربسجدہ ہیں زیرِ شجر حضور
دل میں الم کی جا ہوا مسکن گزیں سرور

فارغ ہوئے جو سجدے سے سلطان بحر و بر　　خواجہ نے پوچھا کس کے ہو تم پارۂ جگر
فرمایا آپنے میں ہوں عبد اللہ کا پسر　　اور عبد مطلب ہیں مرے جدّ نامور

یہ کلمہ سنکے شہ کو گلے سے لگالیا
شفقت سے اپنی گود میں فوراً اٹھالیا

پھر لائے آپ پیارے محمدؐ کو جو نہیں گھر دوڑیں حلیمہ دور ہی سے شہ کو دیکھ کر
مادر کے پاس پہنچے جو سلطانِ بحر و بر بی آمنہ نے فرطِ خوشی سے لٹا یا زر
بعد اسکے بی حلیمہ کو دیکر بہت سا مال
رخصت کیا گئیں سوے خانہ وہ شاد حال

حضرتؐ کا ماں کے ساتھ مدینے جانا

جب آئے شہ بہ تربیتِ اُم خوشخصال گردونِ دوں نہ دیکھ سکا ان کو شاد حال
تھا فکرِ افتراق میں غلطاں وہ بدسگال حتیٰ کہ ماں کے دل میں یہ پیدا ہوا خیال
جاکر مدینے مِل لوں ہر اک رشتہ دار سے
واقف پسر بھی ہو مرے اہل تبار سے

جب بہر اذن خواجہ پہ کھولا سفر کا راز خواجہ نے سنتے ہی کیا یکجا سفر کا ساز
جب وقت کوچ آیا تو بولے شہ حجاز رکھنا خیال بیٹے کا خاتونِ پاک باز
بیٹوں سے بھی سوا ہے یہ نورِ نظر عزیز
جتنا ہے یہ عزیز۔ نہیں دل جگر عزیز

جب اذن دیکے لونڈی کے ہمرہ کیا رواں مادر کے ساتھ ساتھ چلے شاہ انس و جاں
پہنچیں جو نہیں مدینے میں وہ مریم الزماں ملنے کو آئیں خویش اقارب کی بیبیاں
جس جس نے دیکھا آمنہ بی بی کے لال کو
دل سے بھلایا شمس و قمر کے جمال کو

ٹھہرے تھے جب مدینے میں سلطان بحر و بر اک روز سمت چاہ ہوا آپ کا گذر
فوراً ہی اک یہودی نے حضرت کو دیکھکر ہمراہیوں سے بولا ادھر کیجئے نظر
یہ طفل مہ جمال جو پیش نگاہ ہے
ختم الرسل ہے اور حبیب الٰہ ہے

بی آمنہ کے کان میں پہنچی جو یہ خبر — سوچا پسر کو پہنچے مبادا کوئی ضرر
فوراً ہی ساتھ لیکے وہاں سے کیا سفر — لیکن ہوئیں وہ راہ میں بیمار اس قدر

ابوا پہنچتے ہی کیا دنیا سے انتقال
گویا ہوئیں فدائے پسر وہ نکو خصال

حضرت کا تربیت جد میں آنا

اس واقعے سے آپ کو صدمہ بہت ہوا — پر ضبط اور صبر سے کام آپنے لیا
ہمرہ اسی کنیز کے آخر شہ ہدا — مکے کو آئے خواجہ سے سب ماجرا کہا

خواجہ نے سن کے اتنی کی دلجوئی جناب
قلب حزیں سے ہونے لگا دور اضطراب

جب آئے شہ بہ تربیتِ جدِّ محترم — شدت سے قحط کی تھا ہر اک مورد الم
ناگہ اسی زمانے میں اک مردِ محتشم — رویا میں آکے ضیف سے بولا ابکو شیم

خوش قد اور صبیح ہے جو تجھ میں خوبرو
پوتا ہے اسکے ایک یتیم اور نیک خو

کہنا یہ اس سے ہو کے وہ فوراً ہی پاک وصاف — پوتے کو لیکے جائے کرے کعبے کا طواف
ہمراہ اُسکے ہوں سبھی عصاۃ و ذیعفاف — میں راست کہہ رہا ہوں سر مو نہیں خلاف

کوہ ابو قبیس پہ جبدم وہ خوش سیر
دست دعا اُٹھائیگا برسے گا ابر تر

یہ سُن کے سوچتا رہا پہلے وہ خوش اساس — پھر پہنچا عبدِ مطلبِ ذی شرف کے پاس
کہنے لگا حضور میں تھا قحط سے اداس — ناگاہ آیا خواب میں اک بہترینِ ناس

جو کچھ کہ اسنے مجھ سے کہا ہے میانِ خواب
کہتا ہوں صاف صاف سنیں من و عن جناب

یہ کہہ کے کر چکا جو بیاں ماجرائے خواب — تعمیل حکم سنتے ہی خواجہ نے کی شتاب
باشندگانِ مکہ سے جا کر کیا خطاب — کعبے کو غسل کر کے چلیں جملہ شیخ و شاب

آتا ہوں میں بھی اپنے قمر کو لئے ہوئے
بہرِ وسیلہ نور نظر کو لئے ہوئے

یہ حکم دے کے خواجہ پھر آئے سوئے مکاں — فوراً اٹھا کے دوش پہ شہ کو ہوئے رواں
پہنچے جو بابِ کعبہ پہ تھے جمع مرد ماں — آخر سبھوں کے ساتھ اُٹھے خواجۂ زماں

کعبے کے گرد پہلے کیا عجز سے طواف
پھر بوقبیس پہنچے دعا کو وہ ذیعفاف

وقت دعا تھے دوش پہ سلطانِ مرسلیں — خواجہ نے رو کے عرض کی اے رب عالمیں
بیٹھا ہے میرے دوش پہ جو طفل نازنیں — جسکا وجود سارے جہاں سے ہے بہتریں

برکت سے اسکی بارش باراں ہو اس قدر
روئیدہ ہوں زمیں پہ نباتاتِ سبز تر

مصروف تھے دعا ہی میں خواجہ بصد ادب — پانی لگا برسنے اسی دم بحکمِ رب
یہ دیکھتے ہی ہو گئے مسرور سب عرب — ہونے لگے نثار شہِ دیں پہ سب کے سب

خواجہ کے دل میں بڑھ گیا شہ کا وقار اور
کرنے لگے جناب کا اب لاڈ پیار اور

خواجہ کی جا پہ بیٹھ نہ سکتا تھا کوئی پر — جب چاہتے تھے بیٹھتے تھے شاہ بحر و بر
گر اس جگہ سے شہ کو اُٹھاتا کوئی بشر — فرماتے اسکے رہنے کی تمکو نہیں خبر

تاباں ہیں اسکے بشرے سے انوار سروری
بخشی ہے اس کو حق نے دو عالم پہ برتری

کوئی جگا نہ سکتا تھا خواجہ کو وقت خواب　　ہر اک کو ڈر تھا ہوں نہ کہیں موردِ عتاب
لیکن جناب ختمِ رسل شاہِ خوشخطاب　　جسوقت چاہتے تھے جگا دیتے تھے شتاب
آتی نہ تھی جبیں پہ بھی ان کی شکن کبھی
ناخوش کئے نہ جاتے تھے شاہ زمن کبھی

اک سال زیر تربیتِ جدِ محترم　　شاہ رسل کی زندگی گذری بصد نعم
لیکن جو عمر طبعی کو پہنچے وہ محتشم　　سمجھے کہ خیر باد کہیں گے جہاں کو ہم
ہر اک پسر کو اپنے کیا پیش تر طلب
جب آگئے وہ سب تو یہ بولے شہ عرب

اب آرہا ہے وقت مری موت کا قریب　　میں بھی ہوں مثل اوروں کے اک بندۂ غریب
ہے میری تربیت میں یہ اللہ کا حبیب　　کرتے ہیں جسکی قدر زمانے کے خوش نصیب
کون اس کا بار اُٹھائیگا بولے ہمارے بعد
کون اس پہ رحم کھائیگا بولے ہمارے بعد

پسران خواجہ میں تھا بڑا سب سے بولہب　　سنتے ہی اس کلام کے اٹھا بصد ادب
کہنے لگا کفیل میں انکا بنوں گا اب　　میرے سپرد ان کو کریں خواجۂ عرب
فرمایا سنگدل ہے تو کیا بار اُٹھائے گا
دولت کرے گا صرف مگر دل دکھائے گا

بعد اس کے آئے حضرت حمزہ نکو سیر　　بولے کفیل ان کے بنیں گے ہم اے پدر
فرمایا لاولد ہے تو رکھتا نہیں پسر　　کسطرح اس کا بار اُٹھائے گا غور کر
بار ثمر کو شاخ ثمرور اُٹھائے گی
جو خود ہی بے ثمر ہو وہ کیونکر اُٹھائے گی

بعد انکے آئے حضرتِ عباس ذیوقار　　بولے جو حکم ہو تو اٹھاؤں میں ان کا بار
فرمایا تو ہے سب سے غریب اور عیالدار　　فکر معاش تجھپہ سدا رہتی ہے سوار
موقع ملے گا تجھکو کہاں آشنا اسے پسر
کنبے کو دیکھتے ہوئے اسکی بھی لے خبر

خواجہ یونہیں ہر ایک کو دیتے رہے جواب　　آخر میں آئے جب ابو طالب کرم مآب
بولے سپرد میرے کریں ان کو آنجناب　　فرمایا تیری ذات ہے شایانِ انتخاب
تو نرم دل ہے اس پہ کرے گا کرم ضرور
دل سے ہمارے اس کا نکالے گا غم ضرور

پھر پوچھا آنجناب سے اے پارۂ جگر　　رہنا پسند کرتے ہو تم کس چچا کے گھر
یہ سن کے آپنے کیا غور اس پہ پیشتر　　پھر ہاتھ رکھدیا ابو طالب کے دوش پر
یہ دیکھتے ہی خواجہ کو آشنا ہوا سرور
بے غم گئے جہان سے اللہ کے حضور

حضرت کا تربیت ابو طالب میں آنا

تدفینِ خواجہ سے جو فراغت ہوئی حصول　　رہنے لگے چچا کے گھر اللہ کے رسول
داغِ فراق جد سے دل گرچہ تھا ملول　　پر عم مہرباں نے بالطاف با اصول
حضرت کے دل سے دور کیا یوں ملال کو
مشکل تھا بار پانا الم زا خیال کو

بیٹوں سے بڑھ کے چاہتے تھے عم خوشخصال　　جب تک نہ کھانا کھاتے رسولِ قمر جمال
ہرگز کسی کی بھوک کا کرتے نہ تھے خیال　　خواجہ کی طرح رکھتے تھے ہر لحظہ دیکھ بھال
کھانا کھلاتے آپ کو گھر بھر سے پیشتر
کھا چکتے تھے جب آپ تو کھاتا تمام گھر

کھاتے تھے جن ظروف میں کھانا شہ جہاں کھاتے انھیں میں برکتہً افراد خانداں
برکت کچھ اتنی ہوتی تھی کھانے کے درمیاں کھانا نہ ختم ہوتا تھا گھر میں کسی زماں
کیا کچھ مکاں میں رحمتِ حق کا نزول تھا
جب سے مقیم حضرتِ حق کا رسولؐ تھا

اسوقت گرچہ طفل تھے سلطان بحر و بر پر جاگتے ہی دھوتے تھے منھ ہاتھ پیشتر
پھر کہتے کوئی لائق طاعت نہیں مگر رب بزرگ تر مرا رب بزرگ تر
یکتا و لاشریک و قوی و قدیر ہے
اسکی کوئی نظیر نہیں بے نظیر ہے

ہوتا لگاؤ گر کبھی امرِ معیب سے تنبیہ ہوتی آپ کو فوراً ہی غیب سے
طفلی کے کار ملتے تھے سب کارِ شیب سے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں بری ہے وہ ریب سے
کیونکر نہ وہ شروع سے ستودہ صفات ہو
جو آگے چل کے ہادیِ کل کائنات ہو

اک روز آپ تھے ابو طالب کے ہمسفر دیکھا چچا ہیں تشنہ مرے حد سے بیشتر
بیٹھے بایں لحاظ جو نہیں شاہ بحر و بر حضرت کا بیٹھ جانا تھا۔ غیرت دہِ شکر
خالق نے آبِ سرد کا چشمہ رواں کیا
اور یوں فزوں وقارِ شہِ دو جہاں کیا

نوشیرواں نے پائی اسی سال میں وفات گذرا جہاں سے حاتم طائی سا نیک ذات
باعث یہ تھا کہ آگیا تھا وہ نکو صفات عدل و سخا تھے جسکے عناصر کے خاصات
اب کام اسکا تھا نہ ضرورت اسی کی تھی
مشتاق خلق عدل و سخائے نبیؐ کی تھی

حضرت کا ابوطالب کے ہمراہ شام کی طرف جانا

طفلی کا جب گذر گیا یوں عہد خوشگوار　　بارہ برس کے ہوگئے وہ شاہ ذی وقا

عازم بسمتِ شام ہوئے عمِ نامدار　　مقصود تھا کہ چھیڑیں تجارت کا کاربا

جاتے ہوئے چچا کو جو دیکھا جناب نے

چاروں طرف سے گھیر لیا اضطراب نے

کہنے لگے جنابِ شہنشاہِ بحر و بر　　جاتے ہیں آنجناب مجھے کس پہ چھوڑ ک

یہ سنتے ہی وہ رو دیے ہمشکل ابر تر　　کہنے لگے جدا نہ کروں گا تجھے پس

شہر و دیار چھوٹیں مگر تو نہ چھوٹے گا

خویش و تبار چھوٹیں مگر تو نہ چھوٹے گا

یہ کہہ کے آنجناب کو ہمراہ لے لیا　　مانع ہوئے اگرچہ اعزہ و اقربا

کہنا نہیں سنا ابوطالب نے ایک کا　　حتیٰ کہ قافلہ وہ وہاں سے رواں ہوا

جسدم چچا کے ساتھ چلے شاہِ خوشخطاب

سایہ فگن تھا فرق پہ اک لکۂ سحاب

کارواں کا مقام بحیرا پہ پہنچنا

عاجز جب کسل رہ سے ہوئے عازمانِ شام　　پہنچے وہاں جہاں پہ بحیرا کا تھا قیام

پیشینگوئیوں کا وہ رکھتا تھا علم تام　　دروازے پر تھا منتظر خسرو انام

دیکھا جو تاجروں کا وہاں آیا کارواں

فرطِ سرور سے ہوا وہ بسکہ شادماں

دیکھا کہ اک سواری پہ بیٹھے ہیں وہ بشر　　سایہ فگن ہے سر پہ سحابِ سفید تر

ہر سمت سے سلامی ہیں سارے شجر حجر　　سمجھا اسی سواری پہ ہیں شاہِ بحر و بر

جائے بحیرا پہ جو نہیں پہنچا وہ قافلہ

حضرت بھی اُترے اور وہیں اترا وہ قافلہ

یوں لکھ رہا ہے صاحبِ تاریخ نامدار
اس جا پہ آپ کا تھا اک عرصہ سے انتظار
گذرے تھے اس سے پہلے جو عبادِ ذوی قار
رازِ آمدِ حضور کا تھا ان پہ آشکار

کتبِ سماویہ سے ملی تھی انھیں خبر
آئیں گے اس مقام پہ سلطانِ بحر و بر

اک صومعہ بنا کے وہاں پر کیا قیام
مشتاقِ دیدِ سرورِ عالم رہے مدام
پر بخت میں نہیں تھا کہ ہوں فائز المرام
آ ہی گیا حیات کا ہنگامِ اختتام

بعد انکے جب مقیم بحیرا وہاں ہوا
اسکو بھی اشتیاقِ شہ انس و جاں ہوا

رہتا تھا انتظارِ شہِ دیں میں روز و شب
کہتا تھا یارب آئیں گے کب سید عرب
کب میرے دل سے جائیگا یہ رنج یہ تعب
آخر دعا پہنچ ہی گئی اسکی نزد رب

مطلوب کھنچ کے جذب محبت سے آگیا
دل پر سحاب شادی و بہجت کا چھا گیا

ٹھہرے درختِ خشک کے نیچے جو آنجناب
یُمنِ قدوم سے ہوا سرسبز وہ شتاب
جا کر سرِ شجر ہوا جب سایہ گن سحاب
بولا بحیرا زیرِ شجر ہیں وہ خوشخطاب

کہتا تھا کیونکر آئے وہ وقت سعید تر
رونق فزا حبیب خدا ہوں ہمارے گھر

آیا یہ سوچ کر سوئے تجار با اثر
بولا پس سلام وہ مرد نکو سیر
مہماں گر آپلوگ ہوں میرے مکان پر
احسانِ بیشمار سے جھک جائے میرا سر

مہمانی بحیرا کی ہر ایک نے قبول
حیرت زدہ مگر ہوئے ہمراہیِ رسول

کہتے تھے اس سے قبل بھی ہم آئے چند بار　　ہم سے کلام کرنا بھی تھا اس کو ناگوار
کیا ہے کہ آج کرتا ہے دعوت بصد وقار　　باعث کچھ اس کا ہوتا نہیں ہم پہ آشکار

اک عرصہ تک رہے اسی تشویش میں مگر
ظاہر ہوا کسی پہ نہ وہ سرِ مستتر

اتنے میں آئے چند جہودانِ بدگہر　　رکھتے تھے جو تہیۂ قتلِ شہِ بشر
کتبِ سماویہ سے ملی تھی انھیں خبر　　مہماں وہ آج ہونگے مکانِ بحیرا پر

گھر پہ ہوئے بحیرا کے پس وہ بھی میہماں
آخر میں مدعائے دلی بھی کیا بیاں

بولا بحیرا ان سے تمھیں ہو گیا ہے کیا　　ختم الرسل گران کو بنائے گا کبریا
کسکی مجال ہے کہ جو دکھ دیسکے ذرا　　ان کا محافظ اور نگہبان ہے خدا

یہ سُن کے وہ خبیث ہوئے بسکہ شرمسار
غیرت سے گھر کی راہ کی ہر اک نے اختیار

پھر تو کیا بحیرا نے کھانے کا انتظام　　فارغ ہوا جو اس سے وہ مردِ خوش الفرام
کی عرض میہمانوں سے طیار ہے طعام　　یہ سنتے ہی رواں ہوئے سب جانبِ شام

بستر پہ صرف رہ گئے سلطانِ بحر و بر
یا ان کے کہنے سے ابوطالب نکو سیر

سفرے پہ جا کے بیٹھ چکے جب وہ میہماں　　دیکھا بحیرا نے تو شہِ دیں نہ تھے وہاں
بولا وہ میہمانوں سے با چشمِ خونچکاں　　کیا ایسا بھی ہے تم میں کوئی اہلِ کارواں

جس نے کہ میہمانی مری کی نہیں قبول
بولے محمدؐ اور ابوطالب نکو اصول

جبدم سنا بحیرا نے اُن سب کا یہ سخن کہنے لگا گر آئے نہ شاہنشہ زمن
بیکار ہو گی میری یہ سب سعیِ جانشکن لے آئے انکو جاکے کوئی بہرِ ذوالمنن
حارث یہ سنکے پہنچے سوئے شاہ دوجہاں
جاتے ہی اشتیاق بحیرا کیا بیاں

آخر چچا کے ساتھ چلے شاہ بحر و بر سایہ فگن تھا سر پہ وہ ابرِ سفید تر
راوی ہے اس کا خود وہ فقیر نکو سیر اس کروفر سے پہنچے جو اسکے مکانپر
پاس ادب سے اٹھا وہ تعظیم کیلئے
فوراً ہی سر جھکا دیا تسلیم کیلئے

نازاں تھا اپنے دل میں بصد فخر و اعتلا کہتا تھا گر زباں بنے ہر موے تن مرا
ممکن نہیں کہ کر سکوں میں شکر کبریا مجھسے گناہگار پہ اور یہ کرم کیا
تشریف لائیں میرے یہاں شاہ انس و جاں
لاریب اسنے مجھپہ کیا فضل بے کراں

فارغ ہوا تو اضعِ سلطانِ دیں سے جب سفرے پہ اسنے شہ کو بٹھایا بصد ادب
دونوں چچا بھی بیٹھے قریب شہِ عرب فارغ ہوا بٹھا کے تو فوراً بصد طرب
دُھلوائے ہاتھ اپنے ہر اک میہمان کے
کھانے لگائے سامنے توقیر و شان کے

بعد اسکے اسنے کھانے کا جب اذن دیدیا ہر میہمان کھانے میں مصروف ہو گیا
فارغ ہوئے جو کھا کے وہ سب اہل قافلا جائے قیام کا لیا ہر اک نے راستا
جانے لگے جو نہیں ابو طالب نکو سیر
ہمراہ انکے اٹھے شہنشاہِ بحر و بر

فوراً اشارے سے ابوطالب کو روک کر کہنے لگا وہ راہب خوش بخت دخوش سیر
یہ کون ہمرہی میں تمھاری ہیں دو خبر فرمایا آپنے ہے مرے بھائی کا پسر
پوچھا کہ کیا حیات نہیں ان کے والدین
فرمایا ہاں یتیم ہے یہ میرا نورِ عین

پھر دیکے لات وعزیٰ کا حضرت کو واسطا طالب تھا کچھ سوالوں کے فوری جواب کا
فرمایا آنجناب نے اے مردِ بے ریا انِ دونوں سے نہیں مرا دشمن کوئی سوا
توحید میرے قلزمِ دل میں ہے موجزن
تو مجھکو دے تو واسطۂ ربِ ذوالمنن

پھر اسنے دیکے واسطۂ ربِ والجلال پیغمبر خدا سے بہت سے کئے سوال
پایا معاً ہر اک کا جواب اسنے بے مثال سُن سُن کے جسکو ہوگیا ازبسکہ وہ نہال
کہتا تھا دل میں واقعی ختم الرسل ہیں یہ
جنکا تھا منتظر وہی ہادی کل ہیں یہ

پھر دست بستہ عرض کی اے شاہ خوشخطاب مہر نبوت اپنی دکھائیں مجھے جناب
بولے برہنگی سے مجھے آتا ہے حجاب پر جب مصر ہوئے ابوطالب کرم مآب
مہر نبوت اس کو دکھائی حضور نے
تسکین پائی اس کے دل ناصبور نے

پھر اسنے شہ کی مہر نبوت کو چوم کر تسلیم کی رسالتِ سلطانِ بحروبر
بعد اسکے بولا عم نبی سے وہ خوش سیر اب انکو لیکے جاؤ مکاں اپنے جلد تر
دشمن ہیں انکے سارے جہودانِ بدخصال
گر انکا بس چلا تو حیات انکی ہے محال

یہ سنکے بیچا آپنے بھر ہی ہیں وہ مال — برکت سے شہ کی نفع وہیں پہ ہوا کمال
اس کام سے ہوئے جو نہیں فارغ وہ خوشخصال — حضرت کو لیکے آئے مکاں برق کی مثال

پہنچے مکانپہ جب ابو طالب نکو سیر
اسوقت انکے دلسے گیا دشمنوں کا ڈر

جنگ قریش و بنی ہوازن

آکر ہوئے مقیم مکاں جب وہ خوش سیر — تیرہ برس سے عمر تھی زائد کسی قدر
آپہنچا جو نہیں ماہِ محرم بزرگ تر — اہلِ قریش و آلِ ہوازن بہمدگر

دوبارہ جنگجو ہوئے باہم کیا قتال
آیا نہ ان کو حرمتِ مہ کا ذرا خیال

جنگ دوم میں پہنچے تھے محبوب کردگار — منجانبِ قریش بہ میدانِ کارزار
دونوں طرف سے تیر و نکی ہونے لگی جو مار — تیر آپ اُٹھا کے قوم کے لاتے تھے بار بار

برکت سے آنجناب کی غالب رہے قریش
آخر میں صلح ہو گئی لوٹ آئے ہر دو جیش

سیاحت یمن و اظہار معجزات

جب سترہ برس کے ہوئے شاہ بحر و بر — لیکر چچا سے اذن یمن کا کیا سفر
صادر میانِ رہ ہوئے اعجاز بیشتر — جسوقت واپس آئے شہِ دیں مکانپر

وہ عم جنکے ساتھ گئے تھے شہ جہاں
بے پوچھے معجزات کو کرنے لگے بیاں

اظہار آثار نبوت

جب عمر آنجناب کا سال آیا بیسواں — ہونے لگے ملائکہ ممدوح پر عیاں
اکدن کہا چچا سے کہ اے عم مہرباں — آج آئے تین شخص مرے پاس بے گماں

شفقت سے مجھکو دیکھ کے بولے یہ ہے وہی
لیکن وہ وقت دور ہے جب ہوگا یہ نبی

پھر جو چھٹے روز بولے کہ اے عم خوشخصال — اک شخص آج آیا مرے پاس ذی کمال
ہاتھ اسنے آتے ہی دیا میرے شکم میں ڈال — فوراً ہی پھر لیا اُسے اس حسن سے نکال
جس سے بجائے رنج کے مجھکو ہوا سرور
بولے چچا کہ سایۂ جن تجھپہ ہے ضرور

آیا جو یہ خیال تو عم بزرگوار — کاہن کے پاس لیکے گئے شہ کو بصد وقار
کہنے لگے بتا اے کہانت کے رازدار — سایہ ہے جسکا انپہ وہ ہے کون بد شعار
کاہن نے غور کرکے کہا اے نکو خصال
انپر کسی کا سایہ ہو کسکی ہے یہ مجال

ہر دو جہاں سے افضل و اکمل ہے انکی ذات — یہ وہ ہیں جنکی ذات پہ نازاں ہے کائنات
شیطاں کے وسوسوں سے انھیں کیا تعلقات — تو عنقریب دیکھے گا ان کی ترقیات
پھیلے گی ان کے دین کی تنویر فرش پر
چمکے گا انکا نیّر تقدیر عرش پر

اس واقعے کے بعد شہنشاہِ دو جہاں — صحراؤں میں چراتے رہے جاکے بکریاں
ہوتا رہا وہاں پہ بھی دیدارِ قدسیاں — ہوتے رہے وہاں پہ بھی آثار سب عیاں
چوبیس سال تک شہ دیں کا رہا یہ طور
بعد اسکے آیا قحط کا ملک عرب میں دور

قحط سالی اہل مکہ

مکے میں جو بڑے سے بڑا مالدار تھا — اسپر بھی بھوت فاقہ کشی کا سوار تھا
معمولی مالداروں کا کس میں شمار تھا — جو شخص تھا وہ موت کا امیدوار تھا
تھا تنگ دست قحط سے اسدرجہ ہر بشر
ہر لحظۂ حیات گذرتا تھا سخت تر

ان روزوں بی خدیجہ جو تھیں بسکہ مالدار　　حسن و جمال و فضل میں یکتائے روزگار
عالی نسب گھرانوں میں گھر جنکا تھا شمار　　خواہاں تھے جن سے عقد کے اربابِ پروقار
دیکھا تھا ایک خواب اُنھوں نے عجیب تر
جب بیوہ ہو چکی تھیں وہ بی بی خوش سیر

بی خدیجہ کا خواب

دیکھا تھا چاند آگیا میرے کنار میں　　جس کا کہ نور پھیل گیا روزگار میں
تعبیر اسکی پوچھی ہر اک سے دیار میں　　آخر کسی کو پایا نہ جب اس جوار میں
نزد بحیرا بھیجے کئی مرد معتبر
جا کر کہا جنھوں نے وہ خواب عجیب تر

سنکر کہا بحیرا نے اے مردانِ خوشخصال　　ہاشم کے خاندان میں از فضل ذوالجلال
پیدا ہوا ہے ایک بشر صاحب کمال　　عالم سے حسنِ صورت و سیرت میں بے مثال
اسم شریف اسکا محمدؐ ہے بالیقیں
رب العلےٰ کرے گا اسے ختم مرسلیں

جا کر کہو خدیجہ سے اے ملکۂ انام　　اس شاہ دیں سے عقد ترا ہوگا لا کلام
یہ سنتے ہی ہوئے وہ وہاں سے صبا خرام　　آکر کہا وہ سب سخنِ صدق التیام
اس روز سے جناب خدیجہ کا تھا یہ حال
گہہ دل میں یادِ حق گہے محبوب کا خیال

خدیجہ کا عزم تجارت

ان روزوں جب تھا قحط سے ہر ایک خستہ حال　　آیا دلِ جنابِ خدیجہ میں یہ خیال
امسال سوئے شام اگر جائے میرا مال　　نفع کثیر پاؤں بالطاف ذوالجلال
پر کوئی میسرہ کے سوا مرد معتبر

صادق۔امین کے ہیں مشہور تھے جناب فرماکے آپ ہی کو خدیجہ نے انتخاب
بھیجا پیام خدمتِ عالی میں یہ شتاب ہیں آپ صادق اور امانت میں لاجواب
جز آپکے نہیں کوئی شخص ایسا معتبر
ہمراہ میسرہ جو کرے شام کا سفر

یہ سنکے جب چچا سے ہوئے آپ اذن خواہ کھینچی چچا نے فرطِ محبت سے سرد آہ
فرمایا جانِ عم خطرناک ہے وہ راہ ایذاے راہ حال کریگی ترا تباہ
پر عاتکہ مصر ہوئیں بھائی سے اسقدر
مجبوراً ان کو دینی پڑی رخصتِ سفر

پھر عاتکہ کے ساتھ معاً سید عرب پہنچے جو نزد قصرِ خدیجہ بصد طرب
آئے مکاں سے لینے کو خدام با ادب لاکر بٹھایا مسندِ عزت پہ شہ کو جب
توریت لیکے پہنچیں خدیجہ معاً وہاں
حلیہ سے ملتی پائی جو شکل شہِ زماں

پھر کیا تھا دیکھتے ہی ہوئیں وہ زبسکہ شاد برسوں کے بعد ان کی بر آئی دلی مراد
پہلے سے بھی وقار شہِ دیں ہوا زیاد کہتی تھیں شکر ہے ترا اے خالق عباد
تیرے کرم سے مجھکو ملا ہے ترا حبیب
ورنہ مجھے خبر ہے میں کیسی ہوں خوش نصیب

جب دل ہی دل میں کر چکیں وہ شکر ذوالجلال ظاہر کیا معاً سفر شام کا خیال
فرمایا آپنے نہیں کچھ مجھکو قیل قال چاہا اگر خدا نے تو جانا نہیں محال
تم کہدو میسرہ کرے طیاری سفر
میری کرے نہ فکر میں پہنچوں گا وقت پر

حضرت کا بہمراہی مال خدیجہ شام کیطرف جانا

القصہ جبکہ ہوگیا طیار کارروان بہر سفر اکٹھا ہوئے جملہ تاجران
اجماع کو انکے سنکے معاً شاہ دوجہاں پہنچے وہاں موافق وعدہ اسی زماں
آمد ہوئی جو شہ کی خدیجہ پہ آشکار
بلواکے میسرہ کو کہا اے نکو شعار

مکے سے جب روانہ ہوں تجار سوئے شام خلعت یہ کرنا نذرِ رسولِ فلک مقام
زیب بدن جو کر چکیں اس کو شہِ انام خدمت میں پیش کرنا یہ اونٹ اور یہ غلام
کہنا حضور والا ہوں اس اونٹ پہ سوار
ہوگا مہار لیکے رواں یہ وفا شعار

مکے سے جب رواں ہوئے تجار ذیوقار پہنائی میسرو نے وہ پوشاک افتخار
پھر لایا اک شتر و غلام اک نکو شعار بولا اب اسپہ بیٹھئے دیجے اسے مہار
یہ سنکے اس شتر پہ معاً بیٹھے آنجناب
لیکر مہار اسکی خزیمہ چلا شتاب

یہ حال دیکھتا تھا ابوجہل بد شعار جلکر حسد سے بولا یہ خلعت ابھی اتار
لے اس سے کار سخت نہ کر اسقدر وقار سر پر چڑھانہ اتنا اسے مرد ہوشیار
بولا یہ میسرہ میں تمھارا نہیں غلام
ملکہ نے جو کہا ہے کرونگا وہ لاکلام

کارروان کا مقام نسطورا پر پہنچنا

اس گفتگو کے بعد بڑھا جب وہ کارواں پہنچا وہاں جہانپہ بحیرا کا تھا مکاں
کسل سفر سے خستہ تھا ہر فرد اس زماں ہر ایک چاہتا تھا کہ امشب رہیں یہاں
آخر وہیں ٹھہر گئے سب عازمان شام
زیر درخت جاکے کیا شہ نے بھی قیام

ان روزوں ہو چکا تھا بحیرا کا انتقال نسطورا اسکی جا پہ تھا مرد نکو خصال
دیکھا جناب سرورِ عالم کا جب جمال چاہا قریب جا کے کرے شہ سے کچھ سوال
آتے ہی واسطہ دیا عزیٰ و لات کا
منشا تھا ٹھیک پائے جواب اپنی بات کا

فرمایا ہیں یہ دونوں مرے دشمن مبیں ہو ہم سخن بواسطۂ ربِ عالمیں
یہ سُنکے وہ صحیفہ لگا دیکھنے وہیں جسکو لئے تھا ہاتھ میں وہ صاحب یقیں
دیکھا تو اس میں حلیہ نہ تھا آنجناب کا
نقشہ کھنچا ہوا تھا رخِ بے نقاب کا

سمجھا ضرور ہیں یہ وہی فخر کائنات فرما گئے ہیں جکو مسیح نکو صفات
کی عرض اے ستودہ سیر اے ستودہ ذات موسیٰ نے دیکھیں طور پہ جسکی تجلیات
تجھکو اسی خدائے دوعالم کا واسطہ
خلاقِ عیسیِ بنِ مریم کا واسطہ

اتنا ہی کہنے پایا تھا وہ مردِ بے ریا پیدا ہوا خزیمہ کے دل میں یہ وسوسا
ایسا نہ ہو یہ ہو کہیں قاتل جناب کا حملے کا تاجروں کو اشارہ معاً کیا
پہنچے اشارے پر جو نہیں تجار ہوشمند
راہب ہوا ہوا کئے در ہائے خانہ بند

بولا کہ میری جان کے پیچھے پڑے ہو کیوں چاروں طرف سے گھر مرا گھیرے کھڑے ہو کیوں
ہٹتے نہیں ہو قتل پہ میرے اڑے ہو کیوں خونریزی پر تلے سبھی چھوٹے بڑے ہو کیوں
مجھکو تو انس خاص ہے اس قافلے کے ساتھ
شخص پر اختصاص ہے اس قافلے کے ساتھ

پیرو جو اس کا ہوگا وہی ہوگا کامیاب رحمت کا مغفرت کا اسی پہ کھلے گا باب
ہر منحرف پہ اس کے کیا جائیگا عذاب شیطاں کی طرح ہوگا معًا مورد عتاب

یہ کہہ کے پھر خزیمہ سے پوچھا مجھے بتا
سلطانِ مرسلیں سے تجھے واسطہ ہے کیا

کی اسنے التماس میں ہوں خادم حضور راہب یہ سنکے بولا کہ اے مردِ ذی شعور
رستے میں جن امور کا شہ سے ہوا صدور مشکور ہونگا تیرا بتا مجھکو بالضرور

کی عرض کیا بیاں کروں اعجاز آنجناب
ہنگام قطع راہ رہا سایہ کن سحاب

اک روز تھک کے بیٹھ گئے تھے شتر تمام عاجز تھے کسل راہ سے سب عازمانِ شام
کہتے تھے دیکھئے رہے کب تک یہاں قیام بگڑا ہے عین وقت پہ کیا بن بنا کے کام

تدبیریں کر کے تھک گئے جب کچھ نہ ہو سکا
حضرت نے جا کے چھو دیا ہر اک ہوا ہرا

یہ سنکے اس سے بولا وہ مردِ نکو سیر دیتا ہے یہ صحیفہ مجھے اس طرح خبر
بعدِ خدا ہر ایک سے ہیں یہ بزرگ تر ادیانِ باطلہ کو مٹائیں گے سر بسر

اسوقت ان کے دوست ہیں کم اور عدو تمام
رہتے ہیں فکر قتل میں سرگرم بالدوام

کرہی رہا تھا حال خزیمہ یہ سب بیاں بلوا کے میسرہ کو بھی اسنے اسی زماں
فرمایا تو بھی شاہِ رسل کا ہے ہمعناں جو واقعات خاص ہوں وہ مجھپہ کر عیاں

اعجاز شہ کے دیکھے تھے جو جو دمِ سفر
راہب کو سب سے کر دیا اسنے بھی باخبر

جب اس سے بھی وہ سن چکا اعجازِ شہ کا حال راسخ ہوا نبوتِ ممدوح کا خیال
فرمایا میسرہ سے یہیں بیچ اپنا مال لاکھوں ہیں انکے شام میں اعدائے بدسگال
دیکھینگے گر وہاں انھیں وہ بانیانِ شر
کر دیں گے قتل واپس مکہ ہو زود تر

کچھ اتنا دلنشیں ہوا راہب کا یہ کلام سنتے ہی قافلہ کو گیا میسرہ غلام
ہمراہیوں سے کہنے لگا! عازمانِ شام آگے ہیں دشمنانِ رسولِ فلک مقام
پس میں یہیں پہ بیچ کے فوراً ہی اپنا مال
حضرت کو لیکے جاتا ہوں مکہ ہو اکی چال

عزم اس کا سنتے ہی ہوئے طیار سب کے سب کہنے لگے کہ ہم بھی نہ آگے بڑھینگے اب
آخر وہیں پہ بیچ کے مال اپنا سب عرب ہمراہ میسرہ چلے گھر کو بصد طرب
فیضِ محمدی سے ہوا نفع اس قدر
سب کہتے جاتے تھے نہیں اب قحط کا خطر

بصرے سے جب نکل گیا کچھ دور کارواں بو بکر میسرہ سے لگے کہنے اس زماں
نزدِ خدیجہ تو جو محمدؐ کو کر رواں وہ حالِ نفع سنکے بہت ہونگی شادماں
شورے کو میسرہ نے کیا سنتے ہی قبول
خط اور تحفہ دیکے نبیؐ کو کیا رسول

یہ دیکھتے ہی بول اُٹھا بوجہل بدسگال مکے کو خاک جائیگا یہ طفلِ خردسال
پر میسرہ نے دیکے جواب اس کو حسب حال ایسا کیا خموش ہوا بولنا محال
اس گفتگو کے بعد بڑھے جو نہیں آنجناب
اونگھ اتنی آئی ہو گئے فوراً ہی محوِ خواب

شیطاں نے جب یہ دیکھا کہ سوتے ہیں مصطفا فوراً خلاف راہ شتر کو لگا دیا
کچھ دیر تک شتر اسی رہ پر چلا کیا پھر حکم حق تعالےٰ کا جبریل کو ہوا
مکے کی راہ پر شتر مصطفیٰ کو کر
پہنچا دے دم کے دم میں پھر اس کو قریب تر

سنتے ہی حکم حضرت خلاق بحر و بر پہلے شتر کو روح الامیں لائے راہ پر
پھر مکے سے کیا اُسے فوراً قریب تر اتنے میں جاگ اُٹھے رسولِ نکو سیر
کھولی جو آنکھ پاس ہی مکے کے تھے جناب
فرمایا حق نے مجھپہ کیا فضل بے حساب

اس وقت بی خدیجہ کبریٰ تھیں بام پر دیکھا کہ آرہے ہیں شہنشاہ بحر و بر
سایہ کناں تھا فرق پہ ابر سفید تر محفوظ جس سے گرمی خور سے تھے سر بسر
دیکھا جو شہ کو پہلے بہت شادماں ہوئیں
پھر اک خواص خاص سے یوں ہمزباں ہوئیں

یہ کون آرہا ہے بصد جاہ و احتشام سر پر ہے چترِ ابرِ عنایات ذو الکرام
اک نے کہا خدیجہ سے اے ملکۂ انام یہ وہ ہے جسکے ہجر میں تھیں آپ تلخکام
ملکہ چھپائے چھپتی نہیں الفت لبشر
اک روز کھل ہی جاتی ہے جوں سر ستتر

یہ ہیں محمد عربی سید انام تشریف لیگئے ہیں ابھی جو بسمت شام
اتنے میں پہنچے در پہ رسول فلک مقام بھیجا خبر کو ایک کنیز صبا خرام
فوراً ہی جاکے اسنے کہا ! ملکۂ زماں
آئے ہیں قافلے سے محمد نکو نشاں

پہنچے پس طلب جو خدیجہ کے گھر جناب   جاتے ہی خط و تحفہ دیا آپ نے شتاب
خط پڑھتے ہی ہوئیں وہ زبس بہجت انتساب   شکر خدائے پاک بجالائیں بے حساب
کہتی تھیں دل میں پایا ہے جو نفع اس قدر
صدقہ محمد عربی کا ہے سربسر

پھر بخشے وہ تمام تحائف جناب کو   اور دے دیا شتر بھی رسالتمآب کو
لکھکر کیا تمام جو خط کے جواب کو   خوش خوش کیا روانہ شہ خوشخطاب کو
پہنچے جو نزد قافلہ سلطان بحر و بر
بوجہل بد خصال بشاشہ کو دیکھکر

پھر بولا میسرہ سے تجھے روکتے تھے ہم   پر تو ہماری بات کو سمجھا مثال سم
لے دیکھ واپس آیا ترا ایک بر قدم   گم گشتگی رہ پہ بڑھائے ادھر قدم
یہ سنکے میسرہ ہوا ازبسکہ شرمگیں
اتنے میں پاس آگئے سلطان مرسلیں

خط کا جو میسرہ کو دیا آپ نے جواب   مسرور ہو گیا کیا بوجہل سے خطاب
بھولے نہیں ہیں راہ محمد ہیں راہ یاب   یہ اپنہ فضل حق ہے جو واپس ہوئے شتاب
لے دیکھ لے جواب مرے خط کا آگیا
یہ سنکے بدگماں پہ تحیر سا چھا گیا

کہنے لگا ہے پاسخ نامہ پر اشتباہ   اکدن سے کم میں طے ہوئی کب بارہ دن کی راہ
نزد خدیجہ بھیجوں گا اک خط میں صبحگاہ   اس کا جواب ہوگا پہنچنے کا ہاں گواہ
یہ کہہ کے بھیجا پاس خدیجہ کے اک غلام
ہنگام صبح ہو گیا راہی وہ تیز گام

پہنچا پہنچ کے لایا خدیجہ سے وہ جواب　　لکھا انھوں نے آئے تھے بیشک وہ خوشخطاب
خطان کا پڑھتے ہی ہوا محجوب بے حساب　　کہتا تھا جا کے آئے پلٹ کسطرح شتاب
سمجھا نہیں کہ فضل الٰہی ہوا معیں
روح الامیں لپیٹ گئے راہ کی زمیں

بعد اس کے جا کے پہنچا جو مکے میں کارواں　　خوش خوش معاً گھروں کو گئے اپنے تاجراں
پہنچے خزیمہ میسرہ بھی ملکہ کے وہاں　　کی عرض سب خدیجہ سے رستے کی داستاں
سن سن کے معجزے ہوئیں بے دام وہ کنیز
جاں سے زیادہ شہ کو سمجھنے لگیں عزیز

خدیجہ کا حضرت کے ساتھ نکاح

تعبیر جب سے دی تھی بحیرا نے خواب کی　　گھر دل میں کر چکی تھی محبت جناب کی
پر جب سے شکل دیکھی تھی آں خوشخطاب کی　　حالت عجیب تھی دلِ پر اضطراب کی
کہتی تھیں اے خدا وہ زمانہ کب آئے گا
جب عقد میں مجھے ترا محبوب لائے گا

یہ حال تھا پہ شرم سے کرتی نہ تھیں بیاں　　لیکن جو حد سے بڑھ گیا عشق شہ زماں
فوراً بنا کے اپنا نفیسہ کو رازداں　　خدمت میں سرورِ دو جہاں کی کیا رواں
اسنے کیا جو راز خدیجہ کو آشکار
فرمایا شہ نے کیونکر اٹھاؤں گا انکا بار

کی عرض اسنے ٹھیک ہے یہ آپکا خیال　　لیکن وہ ایسی بی بی ہیں جو خود ہیں شاد حال
اپنا تو اپنا آپ کا بھی بار لیں سنبھال　　ان سے تو عقد کرنے میں کیجے نہ قیل قال
فرمایا ایسے عقد سے ہوتا ہے سرنگوں
کب شرم چاہے گی کہ گوارا اسے کروں

حب اسکے زور دینے سے راضی ہوئے جناب
پہنچی وہ مژدہ لیکے خدیجہ کے گھر شتاب
وہ سنکے یہ خبر ہوئیں محظوظ بے حساب
فوراً ہی بہر عقد کیا وقت انتخاب

ٹھہرا کے وقت جب ابو طالب کو دی خبر
تھے تنگدست فکر ہوئی ان کو بیشتر

اسدم تھا تنگدستی سے شہ کو بھی انتشار
اتنے میں آئے حضرتِ بوبکر جاں نثار
دیکھا تو فکرمند ہیں محبوبِ کردگار
کی عرض فکر زر ہو تو ہو مجھپہ آشکار

خواجہ ہوئے تھے دہر سے جب راہی عدم
کچھ کپڑے دیگئے تھے مجھے اور کچھ درم

فرمایا تھا جو پانا محمد کو تم اُداس
اور جاننا غریبی سے پیدا ہوا ہراس
اسدم امانت اسکو یہ دینا انکو اساس
تا مفلسی کا رنج نہ آئے پھر اسکے پاس

اجر جمیل دے گا تمھیں رب دو جہاں
قلب حزیں کو اسکے کروگے جو شادماں

یہ سنکے شادماں ہوئے بے انتہا حضور
بعد اسکے اپنے گھر گئے بوبکر ذی شعور
لے آئے نقد و پارچہ ہر شئے بصد سرور
دل سے کیا حضور کے غم مفلسی کا دور

اتنے میں بی بی خدیجہ نے بھی باصد اہتمام
بھیجا لباس و نقد پئے سید انام

شہ نے قبول ہدیۂ بوبکر کو کیا
سامانِ بی خدیجہ کو واپس کرا دیا
کیونکہ نہ ہوتا ہدیہ وہ مقبول مصطفا
نیت پہ حصر ہوتا ہے ہر ایک امر کا

دراصل تھا وہ ہدیۂ بوبکر جاں نثار
کہنے کو تھا امانتِ جدِّ بزرگوار

پورے ہوئے نکاح کے جب سب لوازمات　　ہمراہ شہ چلے ابوطالب معہ برات
پہنچے درِ خدیجہ پہ جب فخرِ کائنات　　سنتے ہی آئے ابنِ اسد مردِ نیک ذات
عمِ نبیؐ کو ان سے جو رخصت ہوئی حصول
فوراً بنے خطیب کیا عقد با اصول

فارغ ہوئے نکاح سے جب عمِ مصطفےٰ　　فوراً پئے ولیمہ حلال اک شتر کیا
مدعو ادھر خوشی میں ہوئے خویش اقربا　　فرطِ سرور سے ہوئے بردے اُدھر رہا
جب دعوتِ ولیمہ سے فارغ ہوئے قریش
سردارِ جیش ٹھہرے۔ گئے مردمانِ جیش

شب کو وہیں حبیبِ خدا نے کیا قیام　　وقتِ سحر خدیجہ نے باجمع خاص و عام
سب اپنی جائداد کی نذرِ شہِ انام　　رکھا ہمیشہ خدمتِ حضرت سے صرف کام
یہ سُن کے شادماں ہوئے عمِ بزرگوار
سر سے گیا کفالتِ نورِ نظر کا بار

یوں لکھ رہا ہے صاحبِ تاریخ خوشخصال　　جب عقد آپکا ہوا از فضلِ ذوالجلال
پچیس سال کے تھے رسولِ قمر جمال　　چالیس سال کی تھیں خدیجہ نکو مآل
پینتیس سال کے جو ہوئے سیدِ انام
بوسیدہ ہو گئی تھی بہت مسجدِ حرام

تعمیر مسجد حرام

منشا ہر اک کا تھا کریں تعمیر اس کو ہم　　آخر یہ نوبت آئی قریشی لڑے بہم
جھگڑے کے بعد جب ہوئی تعمیر منقسم　　طے پایا پہلے سے ہو وسیع بیت محترم
یہ عزم کر کے چاہا جو نہیں اسکا انہدام
زمزم سے نکلا شے کوئی دہشت [illegible]

جونہیں پڑی نظر کیا ہر ایک نے فرار — یہ سلسلہ رہا جو کئی دن بحکم بار
مجبور ہو کے راہ کی آخر یہ اختیار — پہلے تو اک مشتر کریں ہم نذر کردگار

پھر اک ثقہ حرم میں کرے جاکے شب بسر
مرضیِ حق سے خواب میں تا ہو وہ باخبر

یہ مشورہ کرکے نذر کی پہلے ادا شتاب — زاں بعد نامزد ہوا اک شخص بہر خواب
کعبے میں جاکے سویا جو وہ بعد انتخاب — فوراً میانِ خواب ہوا اسکو یہ خطاب

کرسی کے ساتھ پھر اسی بنیاد پہ بنا
توسیع کے خیال سے راضی نہیں خدا

اُٹھ کر جو اُسنے واقعۂ شب کہا تمام — تسلیم کی مشیتِ حق سب نے لا کلام
بعد اسکے جب دوبارہ چھڑا کارِ انہدام — بے خرخشہ پہنچ گیا تا حدِ اختتام

تعمیر ساری ہو گئی جس وقت منہدم
سُرعت کے ساتھ بننے لگا بیتِ محترم

آیا جو یہ محل حجرِ اسود کریں نصب — نفسانیت سے ٹھن گئے پھر جنگ پر وہ سب
آخر یہ فیصلہ ہوا بعد انقضائے شب — جو شخص سب سے پہلے یہاں آئے بے طلب

جو فیصلہ وہ کروے اسے سب کریں قبول
آمادہ اسپہ ہوگئے اربابِ با اصول

وقتِ سحر جو آیا تو ہر اک سے پیشتر — آئے وہاں پہ سید کل شاہ بحر و بر
صادق۔امین تھے پہلے ہی سے آپ مشتہر — دیکھا جونہیں بہت ہی ہوا شاد ہر بشر

کہنے لگا کہ تصفیہ اب ہوگا بالیقیں
موزوں ہیں تصفیئے کے لئے صادق و امیں

یہ کہہ کے جمع ہو گئے سب گردِ آنجناب   چاہا ابھی حکم ہوں شہنشاہِ خوشخطاب
دیکھا جو بہرِ تصفیہ اُن سب کا اضطراب   شہ نے ردا بچھا کے حجر رکھدیا شتاب

پھر بولے ہر قبیلے کا اک مردِ خوش سیر
جسکو کہ منتخب کرے اسکا ہر اک بشر

آکر اک ایک گوشہ لے میری ردا کا تھام   لیجائے اس طرح اسے تا مسجدِ حرام
یہ شورہ آپ کا ہوا مطبوعِ خاص و عام   آخر کیا اسی کے مطابق ہر اک نے کام

دیوار تک جو پہنچا بایں طور وہ حجر
ناصب نبے بشورہ کل شاہ بحر و بر

بعد اسکے قبلِ بعثتِ سلطانِ انس و جاں   گذرا نہیں وقوعہ کوئی قابلِ بیاں
حق کی تجلیات ہی ہوتی رہیں عیاں   چالیس سال کے ہوئے جب شاہ دوجہاں

نزولِ وحی

پہلے نزولِ وحی ہوا درمیانِ خواب
طے کر چکے یہ درجہ جو نہیں وہ نکو خطاب

خلوت پسند ہو گئے آخر بایں اثر   غارِ حرا میں یادِ خدا کرتے بیشتر
چالیس روز یونہیں جو شہ نے کئے بسر   تکیہ لگائے بیٹھے تھے اک روز بے خبر

سلسلہ نبوی

ناگاہ آئی گوشِ مبارک میں یہ صدا
تکیہ لگا کے بیٹھ نہ اے مردِ باخدا

یہ سنکے دیکھنے لگے چاروں طرف جناب   لیکن نظر نہ آیا کوئی صاحبِ خطاب
پھر بیٹھے جو نہیں تکیہ لگا کر کہا شتاب   قم اے محمدِ عربی فخرِ شیخ و شاب

یہ سنکے اٹھ کھڑے ہوئے سلطانِ بحر و بر
اتنے میں پاس آیا وہ مردِ بزرگ تر

قد بلند رکھتا تھا وہ بسکہ خوشنما اور تھا جبیں پہ نور الٰہی چمک رہا
اسکے علاوہ کلمہ شہادت کا تھا لکھا قبل اسکے دیباشہ نے نہ دیکھا تھا دوسرا
دیکھا جو نہیں جھجک گئے سلطانِ مرسلیں
بولے بتا تو کون ہے اے شخص مہ جبیں

عالم میں آجتک نہیں دیکھا ترا عدیل تجھ سا بزرگ ہے نہ تجھسا کوئی جمیل
کی عرض اے حبیب خدا میں ہوں جبرئیل نزد رسل مجھی کو رواں کرتا ہے جلیل
لیکر میں وحیِ حضرت خلاق ذوالکرام
آیا ہوں تیرے پاس بھی اے سید انام

پھر دیں رسولِ پاک سے بولا وہ خوش سیر پڑھ اے محمدؐ عربی سید البشر
فرمایا کیا پڑھوں کہ ہوں ناخواندہ سربسر یہ سنکے لایا سامنے اک کتبہ بیشتر
بعد اسکے بولا پڑھ اسے اے ختم مرسلیں
فرمایا آپنے میں پڑھا لکھا کچھ نہیں

پھر آپکو دبوچ کے بولا وہ نیک نام پڑھ اے محمدؐ عربی سید انام
خیر الورا نے اس سے کیا پھر وہی کلام پر عذر آنجناب نے کچھ بھی کیا نہ کام
بارِ دگر دبوچ کے شہ سے وہی کہا
یعنی پڑھ اے حبیب خدا فخر انبیا

سلطانِ دیں نے پھر وہی اُسکو دیا جواب جو نہیں سنا دبوچ لیا اسنے پھر شتاب
بارِ سوم دبوچ چکا جب وہ خوشخطاب بولا شہ ہدا سے ارسولِ فلک جناب
پڑھیئے بنام حضرتِ خلاق ذوالکرام
یہ کہہ کے پانچ آیتیں اقرا کی کیں تمام

ہمراہ اسکے پڑھنے گئے فخر کائنات پڑھتے ہی حفظ ہوگئیں آیاتِ پُر نکات
تعلیم دے چکا جو وہ قدسی خوش صفات اجرائے آب کیلئے ماری زمیں پہ لات
نکلا جو آب طور طہارت بتا دیا
استنجا اور غسل وضو سب سکھا دیا

غسل و وضو سے ہو گئے فارغ جو مصطفا دی سبعۃ المثانی معاً آپ کو سکھا
بعد اسکے جب نماز دو رکعت سکھا چکا فوراً ہوا ہوا وہ فرستادۂ خدا
تکلیف پہنچی وحی سے اس بار اسقدر
فوراً ہی غار سے گئے گھر سید البشر

جاتے ہی بی خدیجہ سے شہ نے کیا خطاب لے آؤ کوئی کپڑا اڑھاؤ مجھے شتاب
جونہیں اُڑھایا بولے رسولِ فلک جناب اب مجھکو اپنی جان کا ہے خوف بے حساب
فرمایا بی خدیجہ نے اے سید زماں
ضائع نہیں کرے گا تمھیں رب دو جہاں

تم کرتے ہو غریبوں کی امداد بالدوام تائیدِ امر حق میں لگے رہتے ہو مدام
دیتے ہیں سب یتیم دعا تمکو صبح و شام بیواؤں کا ہمیشہ نکلتا ہے تم سے کام
پھر کرکے یوں تشفیٔ سلطانِ مرسلیں
حضرت کے ساتھ ورقۂ نوفل کے گھر گئیں

کتب سماویہ کے وہ عالم تھے بیگماں روداد وحی انسے جو حضرت نے کی بیاں
بولا وہی فرشتہ ہے یہ اے شہِ جہاں موسیٰ کے پاس آیا گیا جو کسی زماں
لاریب آنجناب اس امت کے ہیں نبی
انکار جو کرے گا وہ ہوگا جہنمی

بعد اسکے بھر کے ورقہ نوفل نے سرد آہ
کی عرض حیف ہوگیا میں شمع صبحگا
کاش ان دنوں میں ہوتا جوان شاہ دیں پناہ
جب آپکو نکالئے اعدائے رو سیاہ

یہ سنکے بولے حضرت سلطان بحر و بر
کیا گھر سے بھی نکالیں گے اعدائے بد گہر

ورقہ نے التماس کی شاہنشہ ہُدا
میں نے جو کچھ کہا ہے نہیں اسمیں شک ذرا
آدم سے تا بہ عیسیٰ ہوئے جتنے انبیا
ہر اک کو کافروں نے ستایا ہے بر ملا

یہ لوگ آپ کو بھی ستائیں گے بالضرور
ایذا دہی میں ان سے نہ ہوگا کبھی قصور

۴ نبوی

بعد اسکے وحی حق کا رہا بند سلسلا
جب تک نہ تین سال کا وقفہ گذر گیا
اس التوا کا آخرش انجام یہ ہوا
مشتاقِ وحیِ حق ہوئے از بسکہ مصطفا

روح الامیں کا خوف پہ دل سے ہوا نہ دور
اک روز انکو دیکھ کے پھر ڈر گئے حضور

پھر زلزلہ سی آیا بہ لبہائے آنجناب
پھر اک لحاف شہ کو اڑھایا گیا شتاب
جب آئے ہوش میں وہ شہ برکت انتساب
جبریل نے خدا کی طرف سے کیا خطاب

اوڑھے ہوئے ہے وحی کے ڈر سے تو کیا لحاف
جا اور مجرموں کو ڈرا صاحب عفاف

ہر اک سے اپنے رب کی بیاں کر بزرگیاں
طاہر بدل رکھ اپنے کپڑوں کو ہر لحظہ ہر زماں
رہ محترز مدام ز آلائش بتاں
نعم البدل کی فکر میں تو کر نہ نیکیاں

میری خوشی کے واسطے ہر دکھ پہ صبر کر
گر نفس کو پسند نہ ہو اس پہ جبر کر

تبلیغ اسلام بطریق مخفی

تبلیغِ دیں پہ تل گئے پھر شاہِ انبیا — کچھ روزوں ہی حضور نے دعوت چھپا چھپا
اس پر بھی جنکے بخت میں اسلام تھا لکھا — کرتے گئے قبول وہ فرمانِ مصطفا

سبقت ہر اک پہ لے گئیں محبوبۂ رسولؐ
یعنی کیا خدیجہ نے دیں اولاً قبول

پھر حضرتِ علی پھر ابوبکر نیک نام — پھر زید حارثہ کہ جو تھے پیشتر غلام
پھر حضرتِ غنی و زبیر بن العوام — پھر طلحہ، سعد اور بنِ عوف ستودہ کام

پھر حضرتِ بلال ہوئے دیں سے بہرہ ور
جو شمعِ دینِ حق کے تھے پروانے سربسر

حکم تبلیغ علانیہ

پہلے چھپا کے کرتے تھے تبلیغِ دیں جناب — مدت میں آپ ہوتے بایں طور کامیاب
آخر خدا نے روک دی تبلیغ بالحجاب — فاصدع کا آنجناب کو فوراً ہوا خطاب

پھر کیا صفا پہ پہنچے رسولِ کرم شعار
تھا مدعا کہ دعوتِ دیں دیں بآشکار

مکے کے ہر قبیلے کو فرما کے پھر طلب — کہنے لگے رسولِ خدا سیدِ عرب
اے اہلِ مکہ مجھ سے کہو صاف صاف سب — کذّاب و مفتری ہوں کہ صادق ہوں عبدِ رب

سب نے بالاتفاق کہا تم ہو راستباز
جھوٹا تمھیں بنا سکے کوئی ہے کب مجاز

یہ سُنکے ان سے بولے رسولِ فلک مقام — کیا جب بھی مجھ کو سمجھو گے سب صادق الکلام
گر میں کہوں تمھارے عدو ڈال کر خیام — زیرِ جبل کئے ہوئے ہیں عرصہ سے قیام

بالاتفاق بولے یہ سنتے ہی سب عرب
سچا ہی تمکو سمجھینگے اسدم بھی سب کے سب

یہ سنکے بولے ان سے شہنشاہِ بحر و بر — حق نے مجھے بنایا ہے تم سب کا راہبر
جو کچھ کہوں میں راست اُسے سمجھو سر بسر — یہ بُت کہ جنکے سجدے میں رکھتے ہو اپنا سر
واللہ تم سبھوں کے ہیں یہ دشمنِ مبیں
ان سب کو توڑو ذاتِ خدا کا کرو یقیں

پہنچاتے ہیں یہ نفع تمھیں اور نہ کچھ ضرر — نافع و ضار سب کا ہے خلاقِ بحر و بر
سود و زیاں پہ اپنے جو رکھتے ہو تم نظر — احکامِ ایزدی پہ جھکا دو سب اپنے سر
جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے راست جان لو
توحیدِ حق کو میری رسالت کو مان لو

تبلیغ علانیہ

سنکر کلام حضرتِ محبوبِ کردگار — برہم ہوا حضور سے ہر ایک نابکار
مردود بولہب ہوا گویا باآشکار — کہنے پہ اسکے چلنا نہ تم لوگ زینہار
دیوانہ ہو گیا ہے مرے بھائی کا پسر
جھٹلا رہا ہے دینِ اب و جد کو سر بسر

سنتے ہی یہ سخن ہوئے رنجیدہ آنجناب — لوٹے مکانکی سمت معاً شاہ خوشخطاب
بیوی سے سارا حال کہا آتے ہی شتاب — بولیں خدیجہ سنکے باشہِ برکت انتساب
مجنوں ہونگے آپ کے اعدائے خیرہ سر
مجہول ہونگے آپ کے خصمانِ بدگہر

امداد پر ہے آپ کی خلاقِ دو جہاں — تبلیغِ دیں پہ اپنے کمر بستہ ہر زماں
لاریب ہونگے آپ ہی اک روز کامراں — آخر میں ہونگے خوار یہ سارے معانداں
اسطرح کر رہی تھیں وہ تسکین آنجناب
اتنے میں بارگاہِ خدا سے ہوا خطاب

دیوانہ تو نہیں ہے زالطاف کردگار — کفار بک رہے ہیں نہ کر اس کا اعتبار
پائے گا اپنی سعی کا تو اجر بے شمار — خلق عظیم ہو کے ترا سب پہ آشکار

دنیا کے سرکشوں کے سروں کو جھکائے گا
تیری طرف تمام زمانے کو لائے گا

دیکھے گا تو بھی دیکھینگے کافر بھی سر بسر — دیوانہ کون شخص ہے اور کون باخبر
مالک ترا سمجھتا ہے ہر اک کو خوب تر — گمراہ کون شخص ہے ہو کون راہ پر

واقف ہے ان سے بھی جو ہوئے تجھسے راہ یاب
گمراہ بک رہے ہیں نہ سن اے نکو خطاب

بعدِ نزولِ وحی علیؑ سے کیا کلام — فرما رہا ہے مجھ سے یہ خلاقِ ذوالکرام
دھمکا رہے عذابوں سے کفار کو مدام — حیراں ہوں کیسے دعوتِ دیں کا کروں میں کام

سنتے نہیں ہیں ایک بھی کفار بد گہر
لڑنے پہ الٹے ہوتے ہیں طیار خیرہ سر

شیرِ خدا سے ہو ہی رہی تھی یہ گفتگو — اتنے میں آئے روح الامیں شہ کے روبرو
کی عرض تھوڑا گوشت پکا اے خجستہ خو — پکنے پہ کھالے اس میں سے پہلے ذرا سا تو

پس خوردہ پھر ہر ایک پہ تقسیم کر شتاب
سنتے ہی یہ سخن ہوئے طیار آنجناب

پکوا کے تھوڑا گوشت جو نہیں کھا چکے جناب — پس خوردہ لیکے کوہ صفا پر گئے شتاب
آئے پس طلب جو نہیں تکے کے شیخ و شاب — تقسیم گوشت کی زید برکت انتساب

تقسیم سب پہ کر چکے جب سید انام
جتنا تھا گوشت رہ گیا اتنا ہی والکلام

دیکھا جو شہ نے آ گئے حیرت میں کافراں — تبلیغ دیں میں لگ گئے فوراً اسی زماں
ممکن تھا آپ ہوتے کچھ اسوقت کامراں — موجود بولہب سا شقی تھا مگر وہاں
صوتِ بلند سے لگا کہنے وہ بد سیر
آنا نہ اسکے کہنے میں مردانِ باخبر

جادو کیا ہے گوشت پہ اسنے بحد تمام — اتنا ہی حسب رہا ہیں تقسیم خاص و عام
سنکر جو یہ سخن ہوئے بدظن وہ زشت کام — کرنے لگا وہ پھر ابوطالب سے یوں کلام
توہین کر رہا ہے یہ میرے خداؤنکی
ہونگی یہ بدزبانیاں موجب جفاؤنکی

جب کر چکا شکایت حضرت وہ خیرہ سر — بولے حضور سے ابوطالب سُن اے پسر
جس کام پر ہوا ہے مقرر اسے تو کر — ان دشمنانِ تیرہ دروں سے نہ کر خطر
لاریب تا بہ زیست کرونگا تری مدد
کسکی مجال تجھپہ جو ڈالے نگاہ بد

پھر بولے بولہب سے ہے جبتک مری حیات — ممکن نہیں کہ چھٹ سکیں انسے تعلقات
انسے لڑیں بھڑینگے جو خصمانِ بدصفات — پھوڑونگا انکی آنکھ میں توڑونگا انکے ہات
افسوس ہو گیا ہے اقارب کا خوں بھی سرد
جاتا رہا اب اپنے پرائے کا دل سے درد

رشتے میں تو تو انکا ہے عمِ بزرگوار — لازم تھا تجھکو ہوتا تو ان کا کفیل کار
اسکے عوض ہوا ترا ایذا دہی شعار — باز آ بس ان خیالوں سے اے مرد ہوشیار
زیبا نہیں کہ باندھے عداوت پہ تو کمر
ہے فرض تیرا سینے کی ان کے بنے سپر

سب کچھ کہا پر آیا نہ اسکو ذرا خیال — بدخواہی کرتا ہی رہا بوجہل کی مثال
مکے میں شہ کے جتنے تھے اعدائے بدسگال — انمیں کسی سے کم نہ تھے یہ دونوں بدمآل

لیکن نہ بس چلا کسی خصم شریر کا
سایہ تھا فرق شہ پہ خدائے قدیر کا

تبلیغ دیں میں محو تھے اکدن شہِ عرب — آپہنچا اتفاقیہ مردود بولہب
اسلام کی حضور نے دعوت دی اسکو جب — بگڑا بہت وہ شوہر حمّالتہ الحطب

پھر لاکے بددعائے ہلاکت سر زباں
بھاگا وہاں سے سرغنۂ جملہ ملحداں

اس کو سننے کا آپ کو اتنا ہوا الم — لوٹ آئے گھر کو سیدِ عالم بچشم نم
ربِ کریم دیکھ نہ سکتا تھا شہ کا غم — اُتری معًا ہی سورۂ تبت یدا بذم

دلجو ہوا خدا جو شہ خوشخطاب کا
فورًا ہی رنج دور ہوا آنجناب کا

حمالتہ الحطب کو ہوئی اسکی جب خبر — جامے سے اپنے ہو گئی باہر وہ بدسیر
اکدن یہ سنکے کعبے میں ہیں شاہ بحر و بر — پہنچی معًا ہی لیکے وہ اک پارۂ حجر

اسدم حرم میں بیٹھے تھے شاہنشہ انام
اور پاس ہی حضور کے بوبکر نیک نام

آئی جو وہ تو اسکو نہ آئے نظر جناب — دیکھا اکیلے بیٹھے ہیں بوبکر خوشخطاب
کھایا دلِ حزیں نے بہت اسکے پیچتاب — صدیق سے یہ کہہ کے پلٹ آئی وہ شتاب

میں نے سنا ہے کی ہے محمدؐ نے میری ذم
ملتے تو مارتی یہ حجر [illegible]

موجود تھے اگرچہ وہیں شاہِ خوشخصال   اسکی نظر نہ دیکھ سکی آپ کا جمال
حافظ ہو جسکی جان کا خلاق ذوالجلال   اسکو کوئی ستا سکے کسکی ہے یہ مجال

نورِ رخِ نبی سے ہوئی خیرہ یوں نظر
آئے نظر نہ اس کو شہنشاہ بحر و بر

جس راہ سے گذرتے تھے شاہنشہِ عرب   کانٹے وہاں بچھاتی تھی حمالۃ الحطب
تکلیف یونہیں دیتی تھی اکثر وہ بے سبب   مطلب یہ تھا کہ پہنچے کسی طور کچھ تعب

بیوی میاں تھے دونوں عدوئے شہِ انام
ایذا رسانیٔ شہِ دیں سے تھا ان کو کام

ہجو بتاں جو شہ نے شروع کی باآشکار   سن سن کے تنگ آگئے کفار نابکار
آخر کو اتفاق کیا سب نے اختیار   پھر روکے عرض کی ابوطالب سے زار زار

ہملوگ جانتے ہیں تمھیں اپنا تاجِ سر
کہدو نہ گذریں حد سے محمدؐ اب اسقدر

کرتے ہیں روز ہجو ہمارے خداؤں کی   کچھ انتہا نہیں ہے اب ان کی جفاؤنکی
حافظ ہے سرپرستی تم ایسے چچاؤں کی   ورنہ سزا یہ پاچکے ہوتے خطاؤنکی

سمجھانے سے تمھارے بھی گر آئینگے نہ باز
ہم میں کا ایک شخص مٹا دے گا انکے ناز

آخر ہر ایک کو دیا سمجھا بجھا کے ٹال   شہ سے کہا نہ شکوے کا ان کافرونکے حال
دیکھا جو شہ کا پھر وہی شغل اور اشتغال   اکروز جمع پھر ہوئے کفار بدخصال

کی عرض سنیئے اے ابوطالب نکو سیر
اکبار عرض کرچکے ہیں اس سے پیشتر

مانع نہیں ہوئے انھیں شاید کہ آنجناب اب تک وہ کر رہے ہیں اسی طور پر خطاب
کہئے ہوس ہو زر کی تو زر لیں وہ بیحساب سرداری چاہتے ہوں تو حاضر ہیں شیخ و شاب

جو کچھ وہ حکم دیں بسر و چشم ہم کریں
لیکن خداؤں پر وہ ہمارے کرم کریں

آئے چچا کے گھر جو شہنشاہ دوجہاں شہ سے کہی چچا نے معًا ساری داستاں
سنتے ہی اسکو بولے یہ سلطان انس و جاں ایسا نہ کہئے گا کبھی اے عم مہرباں

کفار ساری دولتِ دنیا بھی دیں اگر
تبلیغ دیں سے باز نہ آؤں گا عمر بھر

کفار بدخصال کا گر آپ کو ہے ڈر میرے لئے نہ آپ لڑیں ان سے بھول کر
ہے حافظ و معین مرا رب بزرگ تر جرائت نہیں کسی کی جو پہنچا سکے ضرر

یہ کہہ کے آپ چلدئے با چشم اشکبار
دیکھا جونہیں چچا نے ہوئے بسکہ بیقرار

دوڑے گئے بلانے معًا عم مہرباں گھر لا کے بولے پیار سے اے میرے جانِ جاں
ترا معین سمجھ کے جو دشمن ہو کل جہاں تُل جائے میرے قتل پہ با سعیِ بیکراں

کردے جدا جدا مرا ہر عضو بھی اگر
تب بھی میں تیرا ساتھ نہ چھوڑوں گا اے پسر

جا کر بجمعِ خاطرِ عاطر کر اپنا کام اعدا کا کچھ خیال نہ کر ابنِ نیک نام
یہ سنکے شادماں ہوئے از بس شہ انام تبلیغ دیں میں محو ہوئے پھر بسعیِ تام

دیکھا جو کافروں نے وہی طور شاہ دیں
فوراً ہی لیکے آئے وہ اک طفل مہ جبیں

پھر آتے ہی کیا ابوطالب سے یوں خطاب اسکو پسر بنائیں محمدؐ کی جا جناب
قطعِ تعلقات کریں ان سے اب شتاب تا ان کو قتل کر کے اماں پائیں شیخ وشاب
سنتے ہی یہ سخن انھیں آیا کچھ اتنا طیش
فوراً خلاف ہو گئے انسے بھی سب قریش

دیکھا قریش کا ابوطالب نے جب یہ رنگ مجھ سے بھی ہے تلا ہوا ہر اک برائے جنگ
فوراً بلایا اپنے قریبوں کو آکے تنگ جب آئے سب تو بولے عزیزو ہوئے جانے تنگ
مجھ سے کہیں قریش محمدؐ کو چھوڑ دو
ان سے تعلقات ہیں جتنے وہ توڑ دو

سب ہاشمی و مطلبی جمع تھے وہاں کہنے لگے سب آپ سے ہو ہو کے ہمزباں
جو کچھ کہیں گے آپ کریں گے بدل بجاں حافظ رہیں گے پیارے محمد کے ہر زماں
کسکی مجال ہے جو اُٹھائے نگاہ بد
پھوڑینگے ایک ایک کی ہم چشم پرحسد

مردود بولہب نے سنا جو نہیں یہ کلام رنجیدہ ہو کے اُٹھا وہاں سے وہ زشت نام
طینت میں تھی عداوت شاہنشہ انام ہوتا اس اتحاد سے کیونکر وہ شادکام
جو نہیں چلی نسیم ادھر اتحاد کی
بھڑکی لعیں کے سینے میں آتش فساد کی

جسدم سنی قریش نے روداد اتحاد فوراً ہی سب کے سب ہوئے آمادہ فساد
تنہا جو ان کو ملتے تھے اب سید العباد یا تابعین انکے بکو بخت وخوش نہاد
ایذا انھیں انکو دیتے تھے کفار بدسیر
باز آتے تھے نہ اپنی شرارت سے خیرہ سر

ایذا رسانِ شہ تھے جو اعدا بحدِّ تام اہل سیر نے لکھے ہیں اسطرح انکے نام
بوجہل و بولہب و نضر نطفہ حرام عقبہ و عاص ابنِ ابی العاص بدقوام

ابنِ مغیرہ اسود و بوقیس بد گہر
اور سائب و عدی بنِ حمرا سے خیرہ سر

اور تھے امیہ و بنِ ہشام سے پلید اور اسود ابنِ عبدِ یغوث و بنِ سعید
ہوتی تھی ان کو ایذا رسانی شہ سے عید جو فرد انمیں کا تھا وہ تھا غیرت یزید

یہ پندرہ تھے خاص عدوئے شہِ انام
لعنت خدائے پاک کی ہو انپہ بالدوام

رستے میں شہ کے ڈالتے تھے یہ لعین خار ایذا نصیب تا کہ ہوں وہ شاہ نامدار
جاتے تھے گھر سے جب کہیں محبوب کردگار کوڑا چھتوں سے پھینکتے تھے انپہ نابکار

ہنگام وعظ کرتے تھے یوں بارش حجر
ہوتے تھے خوں سے پیرہن و جسم تر بتر

تنہا کہیں جو ملتے تھے اصحابِ آنجناب بالو پہ تن برہنہ لٹاتے انھیں شتاب
مجروح کرتے پہلے بدن انکا بے حساب زخموں پہ پھر چھڑک کے نمک دیتے تھے عذاب

تھا مقصد ولی کہ پھریں اپنے دیں سے وہ
ہوں منحرف جنابِ شہِ مرسلیں سے وہ

اللہ رے ضبط جھیلتے تھے دکھ یہ وہ تمام پر ہٹتے تھے نہ جادۂ ایماں سے انکے گام
جب ظلم انپہ کرتے تھے کفار زشت کام اسوقت بھی وہ کرتے تھے جرأت سے یوں کلام

ہم خوف جاں سے چھوڑ نہیں سکتے اپنا دیں
ہر عضو بھی جدا جو کریں تم سے ملحدیں

بازار میں یہ کہتے تھے اکدن شہ عرب　　مالک کوئی کسی کا نہیں ہے سوائے
نافع وضار چاہیئے سمجھیں اسی کو سب　　اتنے میں مارنے لگا پتھر ابو

جب تک کہ وعظ کرتے رہے شاہ مرسلیں
بارش حجر کی کرتا رہا آپ پر لعیں

اور یہ بھی کہتا جاتا تھا وہ راس ملحدیں　　جھوٹا ہے اسکی بات کا کرنا نہ تم یقین
پوچھا اک اجنبی نے جو موجود تھا وہیں　　وہ کون اہل ضبط ہے یہ کون اہل کیں

بولے یہ بولہب ہے جو پتھر چلاتا ہے
وہ ہے محمدؐ اپنا جو مذہب سکھاتا ہے

ہنگام وعظ ہوتے مخاطب جو مرد ماں　　اسوقت اتنا شور مچاتے یہ ملحداں
کانوں میں جا نہ سکتی صدائے شہ زماں　　اسپر بھی باز آتے نہ جب شاہ انس و جاں

اس شدومد سے مارتے تھے آپ کو حجر
خوں سر سے بہتا صورت فوارہ سر بسر

ایذاؤں میں جو گھر گئے سلطان بحر و بر　　قدسی اک آیا آپ کا یہ حال دیکھ کر
کہنے لگا حضور سے اے شاہ خوش سیر　　دریافت کر رہا ہے خدائے بزرگ تر

کہئے تو کردوں مکے کے کفار کو ہلاک
حساد بد نہاد کا قصہ ابھی ہو پاک

فرمایا آیا ہوں میں ہدایت کے واسطے　　کیونکر دعا کروں میں ہلاکت کے واسطے
پیدا نہیں ہوئے جو یہ طاعت کے واسطے　　شاید ہو انکی نسل عبادت کے واسطے

میں چاہتا نہیں کرے ان کو خدا ہلاک
میں چاہتا نہیں کرے ان کا وہ قصہ پاک

تبلیغ کرتے آپ کو گذرا جو ایک سال — اعدا کو حج سے پہلے یہ پیدا ہوا خیال
تبلیغ دیں کو ان کی نہ پہنچا اگر زوال — آئینگے انکے کہنے میں حجاج خوشخصال

پس انپہ رکھا جائے ابھی سے وہ اتہام
بدظن ہو جس کو سنتے ہی ہر ایک خاص عام

روز اک خطاب دینے لگے پھر وہ بدگہر — کذّاب کہتے تھے کبھی شاعر وہ بدسیر
مجہول کہتے تھے کبھی کاہن وہ خیرہ سر — مجنوں بنائے جاتے تھے گہ شاہ بحر و بر

آخر یہ بات طے ہوئی با اجتماع عام
ساحر کہیں سب ان کو نہ لے کوئی انکا نام

اک روز کا ہے ذکر کہ سب دشمنانِ شاہ — کعبے میں بیٹھے سوچتے تھے دفع شہ کی راہ
ناگاہ آئے خسروِ دیں شاہ دیں پناہ — فرمایا لوگو کیوں کرو فردِ عمل سیاہ

بہتر ہے ان بتوں کی پرستش کو چھوڑ دو
ایماں کی باگ جانب خلاق موڑ دو

ہیبت سے کانپ اُٹھے جو سب سنکے یہ کلام — کہنے لگے دوبارہ یہی پھر شہِ انام
ابنِ ابی مغیظ نے عقبہ تھا جس کا نام — بڑھ کر گلا پکڑ لیا شہ کا بہ طیش تام

جس سے کہ سانس لینا ہوا آپ کو محال
آ پہنچے اتنے ہی میں ابو بکر خوش مقال

کہنے لگے جناب کا یہ حال دیکھکر — کرتے ہو قتل تم انھیں صرف اتنی بات پر
کہتے ہیں رب ہے میرا خدائے بزرگتر — اسمیں نہیں کلام ہے ایسا ہی سربسر

رب کی طرف سے لائے ہیں آیات بینات
صادق-امیں شروع ہی سے ہیں یہ نیکو صفات

بگڑے وہ لوگ سنتے ہی بو بکر کا کلام
چاروں طرف سے پل پڑے انپر وہ زشت کام
کی اتنی مار پیٹ کہ خوں بہ چلا تمام
جب اہلِ خانداں نے سُنا آئے خاص و عام
پہلے بچایا آکے حبیبِ الٰہ کو
بعد اسکے جاں نثارِ شہِ دیں پناہ کو

آئے نہ جب ستانے سے بھی باز شاہ دیں
روزانہ بڑھتی ہی گئی تعدادِ مسلمیں
ناکامیوں کا سب کو بالآخر ہوا یقیں
عُتبہ کو بھیجا نزدِ شہنشاہِ مرسلیں
سمجھائے تا وہ جا کے حبیب الٰہ کو
تبلیغِ دیں سے باز رکھے دیں پناہ کو

آتے ہی پوچھا پہنچا جو شاہ رسل کے پاس
عبد اللہ بہتریں تھے کہ تم بہترینِ ناس
بولے نہ اسکی بات پہ کچھ شاہ خوش اساس
گویا کہ بک رہا ہے کوئی مختل الحواس
اس بیرخی پہ بھی نہ ہوا شہ سے مجتنب
پوچھا بزرگ تم ہو کہ تھے عبد مطلب

اس پر بھی جب سکوت کیا شہ نے اختیار
بولا بزرگ اگلے تھے یا تم بزرگوار
وہ لوگ گر بزرگ تھے۔ تھے میرے ہم شعار
ہر اک کی بت پرستی ہے عالم پہ آشکار
تم ان سے گر بزرگ ہو۔ ہو ہمسے ہمکلام
اسبات پر بھی چپ رہے شاہنشہ انام

پھر بولا گر جنوں ہو تمھیں ہو ابھی علاج
تو دے لگائیں زر کے جو ہو زر کی احتیاج
شوقِ زنِ حسیں ہو تو ہو فکر ازدواج
خواہش ہو سلطنت کی تو حاضر ہو تخت و تاج
پر شرط ہے کہ آج سے ہجو بتاں نہ ہو
تبلیغِ دیں کا کام بھی ہرگز رواں نہ ہو

یہ کہہ کے عتبہ نے کیا ختم اپنا جب کلام — حٰم سجدہ پڑھنے لگے سید انام
جب پڑھ چکے تو بولے یہ ہنگام اختتام — اے عتبہ دے جواب مگر صدق التیام

ایسا سخن سنا ہے کبھی اس سے پیشتر
اس نے کہا کبھی نہیں قبل اسکے عمر بھر

بعد اسکے کافروں سے کہی آتے ہی یہ بات — چھوڑو خیالِ دشمنیِ فخرِ کائنات
وہ جو کریں کریں کبھی پکڑو نہ ان کے ہات — یہ سن کے اسنے بولے وہ کفار بد صفات

تجھپر بھی اس کے سحر نے شاید کیا اثر
ورنہ کبھی نہ ہوتا طرفدار اسقدر

اسنے کہا کہ جو مجھے کہنا تھا کہہ دیا — مختار ہے ہر ایک بشر اپنے فعل کا
سنتے ہی یہ کلام جل اٹھے سب اشقیا — پہلے سے بھی عناد و شرِ دیں سوا ہوا

درجے کئے رفیع مصائب کے پیشتر
بعد اسکے باندھی قتل پہ ممدوح کے کمر

پڑھتے تھے جب نماز شہنشاہِ بحر و بر — آآ کے پھینکتے تھے غلاظت وہ خیرہ سر
پھر بھی دعائے بد نہیں لائے زبان پر — کہتے رہے ہمیشہ یہی شاہِ خوش سیر

توفیق امرِ نیک دے رب قدیر انھیں
پہچان لیں مجھے وہ دے چشم بصیر انھیں

دینِ محمدی کے فدائی جو تھے بلال — تھے بردگی کی قید میں وہ عبدِ ذوالجلال
آقا جناب کا تھا امیہ سا بدخصال — اسلام کا جو اسپہ ہوا انکشافِ حال

ظالم نے پہلے کی زد و کوب انپہ بیشتر
پھر ہاتھ پاؤں باندھ کے ڈالا زمین پر

اصحاب کی استقامت دینی

جلتی ہوئی زمیں پہ تھے ازبسکہ وہ طپاں	باز آیا اس پہ بھی نہ وہ سردار ملحداں
خود اور اسکے لوگ غرض سارے دشمناں	بارانِ سنگریزہ لگے کرنے اس زماں
آخر کو ٹکڑے ٹکڑے ہوا ان کا کل بدن
زخموں کے خوں سے سُرخ ہوا سارا پیرہن

پھر بھی ہوا نہ بند مصائب کا سلسلا	پانی چھڑکتا زخموں پہ گرم اور نمک بلا
تکلیف اس سے پہنچی انھیں اسقدر سوا	جاں چاہتی تھی جسم سے ہو جاؤنمیں جدا
پر ضبط تھا یہ اُف بھی نہ لائے زبان پر
جاری احد احد رہا ہر دم لسان پر

کانٹوں پہ گہ گھسیٹے ان کو برہنہ تن	غربال دار جس سے کہ ہو جاتا تھا بدن
مطلب تھا چھوڑیں دینِ خداوند ذوالمنن	میری طرح ہوں دشمنِ شاہنشہ زمن
پروانہ کی بلال نے لیکن جفاؤنکی
طاعت پسند آئی نہ چھوٹے خداؤنکی

ہوتا ادھر سے جب کسی دیندار کا گذار	کہتا بلالؓ دین پہ مرنا ہے افتخار
دامانِ صبر ہاتھ سے دینا نہ زینہار	اکدن مصیبتیں سب اُٹھائے گا کردگار
ایذا کے وقت یاد خدا اے جہاں کرو
دستِ دعا بلند سوئے آسماں کرو

کہتے ہیں ابنِ عاص صحابی نکو سیر	اکدن ہوا بلال کی جانب مرا گذر
دیکھا امیہ اور غلام اس کے بدگہر	ایذادہی پہ انکی سبھی باندھے تھے کمر
پہلے انھیں ستاتے تھے وہ سارے ملحدیں
پھر انپہ زور ڈالتے تھے بہر ترکِ دیں

وہ کہتے تھے میں ہو چکا اس دین پر نثار تا زیست ترک ہو۔ نہیں ممکن یہ زینہار
جب تک کہ میرے جسم میں باقی ہے جان زار ہرگز تمہارا دین کرونگا نہ اختیار

لات و منات دونوں پہ اب مارتا ہوں لات
میں ہو چکا غلام شہنشاہِ کائنات

یہ بات سنکے ہو گئے برہم وہ بد سیر دیں تشنہ گرسنہ انھیں ایذائیں سخت تر
صدمے سے جنکے ہو گئے بے حس وہ اس قدر حالت کی بھی رہی نہ انھیں اپنی کچھ خبر

رسی گلے میں ڈال کے آخر گھسیٹتے
گلیوں سے لیکے نکلے بری طرح پیٹتے

گذرے ادھر سے اتنے میں بو بکرؓ خوشخصال دیکھا کہ ہیں گھرے ہوئے آفات میں بلال
یہ حال دیکھکر ہوا بیحد انھیں ملال کہنے لگے امیہ سے آخر وہ خوش مآل

بے جرم کیوں ستاتا ہے تو ان کو اسقدر
بولا جھلس کے غصے سے وہ مرد خیرہ سر

وہ آپکا غلام جو ہے میرے دین پر اور ہے ہر ایک سر تجارت سے با خبر
ان خوبیوں کے ساتھ ہی رکھتا ہو مال و زر اسکے عوض میں اسکو مجھے دیجئے اگر

اور اسکے ساتھ ہی ملے کچھ اور مجھکو مال
تب مخلصی عذاب سے پا سکتا ہے بلال

سنتے ہی اسکی شرط ابو بکر خوش سیر لائے معاً بلال کو دے کر غلام و زر
پہنچے جو نہیں حضور شہنشاہِ بحر و بر آزاد کردیا انھیں اس شرطِ خاص پر

حاضر رہیں حضورِ حبیبِ الٰہ میں
تکلیفیں جھیلیں جن کی محبت کی راہ میں

جناب جو ارتِ تمیمی کے تھے پسر دینِ محمدی سے ہوئے جب وہ بہرہ ور
اہلِ قریش جل گئے سنتے ہی یہ خبر چاہا کہ لائیں واپس انھیں اپنے دین پر

لیکن انھوں نے کہنا نہ ان کا کیا قبول
ایذا دہی پہ تل گئے آخر وہ بوالفضول

انگارے پہلے فرشِ زمیں پر ڈالے بچھا بعد اسکے جبر یہ انھیں اسپر دیا لٹا
اک شخص جاکے سینے پہ انکے کھڑا ہوا مطلب تھا ہل سکیں نہ کسی طور وہ ذرا

ایذا سے تنگ آکے کرینگے قبول دیں
انگاروں پر ٹھہر نہ سکیں گے وہ بالیقیں

لیکن انھوں نے بدلا نہ دینِ شہِ انام حتیٰ کہ سرد ہوگئی وہ نارِ لالہ فام
دیکھا جو کافروں نے کہ یوں بھی بنا نہ کام تبدیلِ دیں کا لب پہ بھی لائے نہیں وہ نام

ایذا دہی پہ تل گئے با صورتِ دگر
سمجھے ضرور ہوگی یہ تدبیر کارگر

آہنگری کا کام وہ کرتے تھے پیشتر تھے قرضدار انکے وہ کفارِ بد سیر
تبدیلِ دیں کی پہنچی جو نہیں کانمیں خبر ایذا دہی پہ تل گئے پہلے وہ خیرہ سر

پر مدعائے دل ہوا اسطرح جو حل
منکر ہوئے ادائی سے کفارِ پُر دغل

کرتے تھے جب طلب زرِ باقی وہ خوشخصال ہنس ہنس کے انسے کہتے تھے کفارِ بدسگال
تا حشر تمکو مل نہیں سکتا تمھارا مال جب تک نہ دین نو سے تمھیں آئے انفعال

کہتے تھے انسے سُنکے یہ جناب خوش سیر
مرکر بھی تم جیو تو ہے یہ امر دُور تر

عمار دین سے ہوئے تھے جب سے بہرہ ور — کرتے تھے ظلم انپہ بھی کفار خیرہ سر
جلتی ہوئی زمیں پہ لٹاتے تھے پیشتر — بعد اُسکے کرتے تھے زد و کوب انکو اسقدر
فرطِ الم سے ہوتے تھے ازبسکہ بدحواس
پر تابہ زیست حق پہ رہے مردِ حق شناس

سمیہ جو تھیں مادرِ عمارِ خوشخصال — اسلام کا جو انکے ہوا انکشاف حال
جل بھن کے خاک ہو گیا بوجہل بد مآل — برچھی سے زیست کا کیا ظالم نے انفصال
دیں کی فدائی تھیں ہوئیں یوں دین پر نثار
جاں کر دی نذرِ دینِ رسولِ کرم شعار

یاسرؓ نکوسیر جو تھے عمار کے پدر — ان کو بھی کافروں نے ستایا کچھ اسقدر
ایذائیں سہتے سہتے ہوئے صدقے دین پر — یہ لوگ شمعِ دیں کے تھے پروانے سر بسر
جاں دیدی پر نہ دین کا دنیا کیا قبول
کہتے ہیں پاسِ دیں اسے مردانِ با اصول

جب حضرتِ صہیبؓ ہوئے دیں سے بہرہ یاب — مکے کے مشرکیں انھیں دینے لگے عذاب
صدمے پہ صدمے پاتے تھے جب وہ نکو خطاب — بیہوش ہو ہو جاتے تھے اکثر باضطراب
تنگ آکے باندھی ہجرتِ طیبہ پہ جب کمر
جانے نہ پائے چھوڑا نہ جب تک کہ مال زر

جب بو فکیہہؓ نے کیا اسلام اختیار — فوراً ہوا امیہ کا ایذا دہی شعار
رسی بندھاتا پانو میں انکے وہ نابکار — کہتا تھا خادموں سے پھر اپنے وہ بدقمار
اسکو گھسیٹتے ہوئے لیجاؤ اب وہاں
جلتی ہوئی زمین جہاں انکی ہو لے گماں

اس طرح لیکے جاتے تھے اکدن وہ بدسیر　　گبریلا راستے میں اک آیا انھیں نظر
بولے یہی خدا ہے ترا دے مجھے خبر　　بولے خدا ہر اک کا ہے رب بزرگتر
گھونٹا گلا امیہ نے یہ سنکے اس طرح
حیرت تھی سب کو جان رہی تن میں کس طرح

اکبار رکھا سینے پہ سنگ اسقدر گراں　　باہر دہن کے رکھتے ہی آئی نکل زباں
دیتے تھے ایسی ایسی اذیت وہ مشرکاں　　منشا تھا چھوڑیں پیروی شاہ انس و جاں
لیکن وہ اپنے دین پہ ثابت قدم رہے
پروانہ کی کبھی بھی سلامت یہ دم رہے

تھیں حضرت لبینہؓ کنیز اک نکو سیر　　دینِ محمدی سے ہوئیں جب وہ بہرہ ور
نارِ حسد سے جل گئے کفار بدگہر　　تعذیب ان کو کرنے لگے آخرش عمر
تعذیب کرتے کرتے جو تھک جاتے تھے کبھی
کہتے تھے تھک گیا ہوں سزا اس سے روکدی

ستا کے پھر میں لونگا خبر تیری بدصفات　　آیا نہیں ہے رحم کہ جس سے رکا ہو ہات
فرماتی تھیں یہ سن کے وہ معذوب نیکذات　　ایماں نہ لایا تو جو بسلطانِ کائنات
لے گا ضرور بدلہ خداوند ذوالجلال
اسوقت حوصلہ جو ترے دل میں ہو نکال

حاصل ہوا زنیرہؓ کو جب دیں کا افتخار　　کرتے تھے ظلم انپہ بھی کفارِ نابکار
اکدن ستا رہا تھا ابوجہلِ بدشعار　　پڑنے لگی غریب پہ جب شدومد سے مار
آنکھیں نثارِ دینِ خدائے جہاں ہوئیں
مائل نہ پھر بھی وہ طرف مشرکان ہوئیں

اُم عبَیس و نہدیہ تھیں یہ بھی لونڈیاں ایمان لائیں جب یہ بسلطانِ دو جہاں
انپر بھی ملحدوں نے کئے جورِ بے کراں ثابت قدم مگر رہیں دیں پہ یہ ہر زماں
کہتی تھیں مشرکو انہیں چھوڑونگی اپنا دیں
سرمارو تابہ حشر جو تم سارے ملحدیں

کچھ بیکسوں ہی کو نہ ستاتے تھے اہلِ شر اہلِ دول بھی پاتے تھے ایذائے سخت تر
عثماں کے ترکِ دیں کی سنی جب گھڑی خبر پیٹا چچا نے خوب ہی رسی سے باندھ کر
لیکن چچا کا کہنا نہ ہرگز کیا قبول
چھوڑا وطن حبش گئے فرمانبرِ رسولؐ

ایماں جو لائے شہ پہ زبیر بن العوام سنتے ہی انسے ہو گئے برگشتہ خاص و عام
ایذا رسانیوں پہ تلا عَمِّ زشت کام باندھا چٹائی میں انھیں کسکر بجورِ تمام
اسطرح ان کی ناک میں دیتا تھا وہ دھواں
پھر بھی پھرے نہ دینِ نبیؐ سے وہ نکتہ داں

وقاص[۵] کے پسر تھے گو اک مرد با اثر لیکن ہوئے جو دینِ محمدؐ سے باخبر
دیتے تھے ان کو بھی وہ سزائیں یہ خیرہ سر برداشت کر سکے نہ جسے کوئی لحظہ بھر
لیکن نہ دینِ حق سے پھرے وہ نکو شعار
ایذائیں دیکے تھک گئے آخر وہ نابکار

یونہیں ستائے جاتے تھے افرادِ مسلمیں تنہا جوان کو پاتے تھے کفار بدلقیں
مطلب یہ تھا کہ چھوڑیں کسی طرح اپنا دیں لیکن جو تھے غلام شہنشاہِ مرسلیں
مرجانا ان کو دیں پہ تھا وجہ فخر و ناز
کیوں پھر جان وہ چھوڑتے دینِ شہ حجاز

[۵] حضرت سعدؓ

حد سے جو بڑھ گئے ستم و جورِ ملحداں — آئے صحابہ چند حضورِ شہِ زماں
کہنے لگے جناب سے اے شاہِ انس و جاں — برداشت سے بروں ہوئے اب جورِ کافراں
یہ سُن کے بولے حضرتِ سلطانِ مرسلیں
ہجرت کریں حبش کو ستم دیدہ مسلمیں

۵ نبوی

ہجرت اصحاب جانب حبش

آخر ملا جو حکم ہو سوئے حبش رواں — ملنے گئے حضور سے عثمانِ نکتہ داں
ہمرہ تھیں ان کی اہلیہ مریم الزماں — یعنی رقیہ دخترِ سلطانِ انس و جاں
انکو وداع کرتے ہوئے بولے مصطفا
کرتے ہیں بعدِ لوط یہ ہجرت پئے خدا
ہمرہ تھے جعفر اور زبیر بن العوام — مصعب بن عمیر و بنِ عوف نیکنام
بوسلمہ بوحذیفہ و عامر خوش انصرام — حاطب بن عمر بنِ مظعون ستودہ کام
حارث بھی انکے ساتھ چلے اور ہوئیں رواں
بوسلمہ بوحذیفہ و عامر کی بیویاں
پہنچے حبش میں جاکے جو یہ سب مہاجریں — دشمن کے خوف سے ہوا ایمن دلِ حزیں
نجاشی کے تھی زیرِ حکومت وہ سرزمیں — رکھتا تھا دینِ عیسوی وہ شاہِ خوش یقیں
ٹھہرایا اسنے سب کو جو باعزت و وقار
نارِ حسد سے جل گئے سنکر وہ نابکار
فوراً ہی چند آدمی اپنے کئے رواں — لے کر ہدایا پہنچے وہ نجاشی کے وہاں
جاتے ہی اس سے عرض کی اے خسروِ زماں — بھیجے ہوئے قریش کے ہم آئے ہیں یہاں
آئے ہیں منہ چھپا کے یہاں انکے کچھ غلام
جنکو مہاجرین سمجھتے ہیں خاص و عام

بلوا کے ان کو جلد حوالے کریں جناب　　ممنون ہونگے آپ کے ہملوگ بے حساب
نجاشی نے یہ سنکے بلایا انھیں شتاب　　حاضر ہوئے وہ لوگ تو اُنسے کیا خطاب

آگاہ اپنے حال سے فوراً مجھے کرو
شرِّ معاندیں سے ذرا بھی نہ تم ڈرو

فوراً ہی اُٹھے جعفر طیّار خوش کلام　　نجاشی سے کہا کہ سُن اے شاہ نیکنام
قبل اسکے بُت پرست تھے ہم سارے خاص عام　　معلوم تھا حلال نہ معلوم تھا حرام

لیکن جو ہمپہ حق نے کیا لطف بے حساب
بہرِ ہدایت آئے محمدؐ نکو خطاب

نازل کیا پھر انپہ کلام بزرگ تر　　کھولے علوم اول و آخر کے انپہ در
تبلیغِ دیں جو کرنے لگے وہ نکو سیر　　تردیدِ دیں سے جل اُٹھے یہ سارے خیرہ سر

پہلے ہر ایک شخص نے کی فکر انسداد
پر حکم حق تھا باز نہ آئے شہِ عباد

آخر ستانا انکو کیا سب نے اختیار　　جب دیں سے بہرہ ور ہوئے ہم سارے خاکسار
نارِ حسد سے اور جلے سارے بدشعار　　ہملوگوں پر بھی کرنے لگے جور بے شمار

مطلب تھا چھوڑیں دین شہنشاہ مرسلیں
تنگ آکے گھر کو چھوڑ دیا پر نہ چھوڑا دیں

یہ کہہ کے مدحِ دیں میں ہوئے جب وہ تر زباں　　نجاشی نے کہا کہ سُن اے مرد نکتہ داں
اترا ہے جو کلام کر اسمیں سے کچھ بیاں　　تا اس سے کچھ حقیقتِ دیں مجھپہ ہو عیاں

یہ حکم سُنکے جعفرِ طیّار نیک خو
پڑھنے لگے جو سورۂ مریم ...

سنتے ہی محو ہو گیا وہ شاہ نیکنام جب کی اُنھوں نے آیۂ لبت وششم تمام
رقت سے شاہ نے لیا فوراً ہی دلکو تھام فرمایا واقعی ہے یہ اللہ کا کلام

نازل ہوا تھا ایسا ہی عیسیٰ پہ پیشتر
پہچان لیں گے اس کو جو ہیں صاحب نظر

بولا مہاجرین سے پھر وہ نکو سیر تملوگ شوق سے رہو اس جا پہ عمر بھر
یہ سنکے شرمگیں ہوئے کفار خیرہ سر جب کچھ بھی کر سکے نہ تو بولے وہ بدگہر

عیسیٰ کے حق میں بھی یہ ترے دین کے خلاف
بیہودہ باتیں کہتے ہیں اے شاہِ ذلعفاف

یہ سنکے مسلمین سے اس نے کیا سوال عیسیٰ کی نسبت آپ سمجھوں کا ہے کیا خیال
بولے جناب جعفر طیار خوشخصال مریم سی طاہرہ کے شکم سے وہ خوش مآل

پیدا ہوئے ہیں بے پدر از حکم کبریا
قرآں میں انکی آئی ہے اکثر جگہ ثنا

یہ کہکے پھر سنائیں وہ آیات بینات آئی ہے جنمیں مدح مسیح نکو صفات
سنکر وہ آیتیں کہیں اس شاہ نے یہ بات انجیل میں بھی حضرتِ خلاقِ کائنات

ہے حضرتِ مسیح کا بس یونہیں مدح خواں
جسطرح انکی مدح ہے قرآن سے عیاں

پھر یوں مہاجرین سے اسنے کیا کلام بیشک نبی تمھارے ہیں پیغمبر انام
انجیل میں ہے انکی ثنا وصفت تمام پیشینگو ہیں انکے مسیح ستوہ کام

مجبور مجھکو کرتے نہ گر سلطنت کے کار
جا کر وضو کراتا انھیں با صد افتخار

ان قاصدوں سے کہنے لگا پھر وہ خوش سیر ناحق انھیں ستاتے ہو تملوگ اسقدر
یہ لوگ حق پرست ہیں۔ صادق ہیں سربسر انکو غلام کہہ نہیں سکتا کوئی بشر

ایذاؤں سے تمھاری یہاں آکے لی پناہ
ہرگز انھیں نپاؤگے لو اپنے گھر کی راہ

تحفے بھی اپنے لو میں نہیں انکا خواستگا گھر بیٹھے مجھکو ملتی ہیں نعمائے بے شمار
یہ سنکے شرمگیں ہوئے وہ سارے نابکار لیکر وہ تحفے راہ کی مکے کی اختیار

کفار مکہ سے کہی جاکر جو سرگذشت
سراپنا پیٹنے لگے وہ سارے بت پرست

پھر چند آدمی کئے نجاشی نے رواں جس وقت پہنچے مکے میں جاکر وہ مردماں
پوچھا قریشیوں نے کہ تم جاؤگے کہاں بولے وہ جائیں گے سوئے پیغمبر زماں

یہ سنکے بولے انسے وہ کفار بدسیر
کیوں جاؤ اسکے پاس وہ ساحر ہے پرخطر

لیکن انھوں نے مانی نہ ان ملحدونکی بات پہنچے معاً بخدمت سلطانِ کائنات
سرداران سبھوں کا تھا طالبِ نیکذات ایمان لایا شاہ پہ بعد از مباحثات

پھر اسکے ساتھ والوں نے دیں کو کیا قبول
جب سب کو شہ سے دولتِ ایماں ہوئی حصول

راہِ حبش لی پاتے ہی اذنِ شہِ زماں نجاشی سے پہنچ کے کہی ساری داستاں
ایمان لانے کا جو وقوعہ کیا بیاں نجاشی نے کہا اسے کرنا نہ اب عیاں

بعد اسکے لایا خود بھی وہ ایمان آپ پر
پر پاس سلطنت سے رہا دین مستتر

ہجرت حضرت ابوبکرؓ

بعد ان مہاجریں کے ابوبکرؓ نامور — تارک ہوئے وطن کے حبش کا کیا سفر
بَرَک الغماد تک گئے تھے وہ نکو سیر — اتنے میں راہ میں دِغنہ کا ملا پسر

سردارِ قوم قارہ تھا جسدم سنا یہ حال
راہی حبش کی سمت ہیں بوبکرؓ خوشخصال

یہ حال سنکے بولا وہ ! بوبکرؓ خوش سیر — ہجرت کرینگے مکے سے گر آپسے بشر
سنسان ہوگا مکہ کسی روز سربسر — دیتا ہوں میں پناہ چلیں آپ لوٹ کر

آخر کو گھر گئے جو ابوبکرؓ خوشخصال
ظاہر کیا پناہ دہی کا سب اسنے حال

بولا یہ بات سنتے ہی ہر ایک نابکار — مجھکو تری پناہ دہی سے نہیں ہے عار
پر شرط ہے پڑھیں نہ یہ قرآں باآشکار — ہوتے ہیں سنکے بچہ و زن میرے بیقرار

کچھ روز یونہیں پڑھتے رہے وہ نکو سیر
حاصل ہوا نہ لطف تلاوت انھیں مگر

مسجد برونِ خانہ کی آخر کو اک بنا — کرتے تہجد اور نوافل وہیں ادا
پڑھتے جو شد و مد سے قرآن برملا — ہوتے تھے قلب عورتوں بچوں کے شیفتا

کفار پر یہ امر ہوا جسدم آشکار
شاکی ہوئے بنِ دِغنہ سے وہ نابکار

سنتے ہی اسنے آپ سے جا کر معاً کہا — اس طرح آپ پڑھیے نہ قرآن برملا
چھوڑینگے آپ اگر نہ یہ انداز یہ ادا — میری پناہ آپسے ہو جائیگی جدا

یہ سنکے بولے حضرت بوبکرؓ خوشخصال
مجھکو پناہ دے گا خداوند ذوالجلال

بوبجر سے ملا جو اسے اس طرح جواب　　آیا پلٹ کے جانب کفار وہ شتاب
آنے کے ساتھ ہی کیا اُن سب سے یوں خطاب　　واقف ہوں اب اس امر سے مکے کی شیخ و شاب

بوبجر کا پناہ دہندہ نہیں میں اب
کی اختیار آج سے اسنے پناہ رب

یہ سنکے منتشر ہوئے سب حامیانِ شر　　خوش خوش گئے وہاں سے معًا اپنے اپنے گھر
بوبجر کو ہوا نہ خیال اس کا ذرہ بھر　　تا زیست فضل حق سے نہ پہنچا انھیں ضرر

حافظ ہو جسکی جان کا خلاق ذوالکرم
اس کو کوئی ستا سکے کس میں ہے اتنا دم

سنہ ۶ نبوی

صفا پر انسداد بت پرستی

جب گذرے رفتہ رفتہ نبوت کو پنجسال　　اکدن صفا پہ جاتے تھے محبوب ذوالجلال
دیکھا کہ اک مقام پہ کفار بد خصال　　اک بُت کو پوجتے ہیں بلا شرم و انفعال

یہ دیکھتے ہی رنج ہوا شہ کو بیشتر
بولے قریشیوں سے معًا شاہ بحر و بر

اللہ کے سوا نہیں معبود اے قریش　　مختار ہے وہ رنج دے یا ندو یا کہ عیش
افسوس گمرہی میں پڑا ہے تمھارا جیش　　یہ سنتے ہی ولید کو آیا بہت ہی طیش

بوجہل بد سگال سے بولا وہ بد سیر
کرتا ہے میرے دیں کی مذمت یہ سر بسر

بعد اسکے بت کو سر پہ اُٹھا کر وہ بد سیر　　آیا بہ سمت حضرت سلطان بحر و بر
آتے ہی ہم سخن ہوا پھر یوں وہ خیرہ سر　　تیرا خدا جو ہے رگِ جاں سے قریب تر

مجھکو دکھا ہیں دیکھوں وہ کیسا ہے رب ناس
میرے خدا کو دیکھ کہ حاضر ہے میرے پاس

چپ ہوگئے یہ سنتے ہی سلطان انس و جاں
کچھ دیر رک کے جب گیا وہ راس ملحداں
لائے حضور پھر وہی الفاظ بر زباں
سنتے ہی لوٹ آیا وہ سردار مشرکاں
آکر اسی طرح ہوا حضرت سے ہمکلام
پر اس سے ہمسخن نہوئے سید انام

دیکھا جو اسنے چپ ہیں رسول فلک جناب
جا کر جگہ پہ اپنی کیا بت سے یوں خطاب
شائق ہیں میری قوم کے یہ سارے شیخ و شاب
ساحر اور اسکے دیں کی مذمت کر اب شتاب
یہ سنکے بت کے بطن میں شیطاں سما گیا
کرنے لگا مذمت اسلام و مصطفا

حیراں ہوئے یہ سنتے ہی سلطان انس و جاں
رنجیدہ ہو کے چلدئے آخر سوئے مکاں
اک گھر میں شب کو بیٹھے تھے باخیل مومناں
آئی صدا سلام کی کانوں میں ناگہاں
دیکر جواب آپنے پوچھا جو اس کا حال
بولا میں قوم جن سے ہوں اے شاہ خوشخصال

میں نے وقوعہ آج کا دیکھا ہے شاہ دیں
کل پھر وہیں پہ جائینگے بدبخت ملحدیں
چلئے وہاں کل آپ بھی باخیل مسلمیں
اسوقت خوار ہوگا گروہِ معاندیں
میں بطنِ بت میں جاکے کرونگا بتوں کی ذم
پھر دین حق کی اور تری مدحت شہ امم

یہ بات کہہ کے وہ تو وہاں سے ہوا رواں
گذری جو شب تو پہنچے شہ دیں معاً وہاں
اصحاب انجاب بھی تھے سارے ہمعناں
کچھ دیر بعد پہنچا جو خیل معانداں
دیکھا سبھوں نے بیٹھے ہیں سلطان مرسلیں
اور ساتھ میں ہیں آپ کے اصحاب با یقیں

یہ دیکھ کر ولید نے بت سے جو نہیں کہا — پھر آج اسی طرح تو سُنا ذم مصطفا
یہ کہنا ہی تھا بت سے نکلنے لگی صدا — بت پارۂ حجر ہے نہ سمجھو اسے خدا
دین محمدی کو کرو فوراً اختیار
توڑو بتوں کو چھوڑ دو کفار کا شعار

سنتے ہی جل کے خاک ہوئے سارے ملحدیں — پٹکا اٹھا کے بُت کو معاً بر سرِ زمیں
کہنے لگے بہم یہی اسدم وہ مشرکیں — یہ شعبدہ ہے بس اسی ساحر کا بالیقیں
یہ کہہ کے آپ کو لگے دینے وہ گالیاں
تبلیغ دیں میں محو رہے پر شہِ زماں

یہ دیکھ تاب لایا نہ بوجہل بد شعار — فوراً ہی اک لعیں کو بنا کر معینِ کار
حضرت سے بھڑ گیا کیا سر پہ کماں سے وار — پہنچے مدد کو جیسے ہی اصحاب جاں نثار
فرمایا شہ نے صبر و تحمل سے کام لو
ان کور باطنوں سے نہ تم انتقام لو

یہ مار پیٹ ہو ہی رہی تھی اسی زماں — عباس عم شاہ جو آ پہنچے ناگہاں
دیکھا کہ شہ ہیں تو وہ مشقِ ستمگراں — منت کی در گذر کرو چھوڑ دو اب انکی جاں
لیکن نہ باز آیا ابوجہل بدگہر
بھڑکا رہے تھے اور اسے کفار خیرہ سر

یہ اشتعال دیکھ کے اک اور نابکار — تلوار لیکے دوڑا سوئے شاہ نامدار
آیا جو بہرِ قتل ہوا بسکہ شرمسار — ہاتھ اس کا جھک سکا نہ کہ کرتا وہ شہ پہ وار
باز آیا اپنے عزم سے جسوقت وہ لعیں
ہاتھ آیا جھک نیام میں رکھی اپنی تیغ کیں

یہ دیکھتے ہی ہٹ گئے کفار بد نہاد چھوڑا انھوں نے بھی جو تھے آمادۂ فساد
جب دست دشمناں سے چھٹے سید العباد مغموم تھے حرم میں ہوئے آکے محو یاد
جس دم ملی خدیجۂ کبریٰ کو یہ خبر
دوڑیں پئے تجسس سلطانِ بحر و بر

آخر ہوا جو علم کہ کعبے میں ہیں حضور تیمارداری کو گئیں با قلب نا صبور
زخموں سے خوں غبار کیا پیرہن سے دور فارغ ہوئیں جو اس سے وہ سرمایۂ شعور
حکمِ رسولِ پاک سے گھر کو ہوئیں رواں
تنہا رہے حرم میں شہنشاہِ انس و جاں

اتنے میں آئے نزد شہنشاہ انس و جاں آب ہوا و مہر و جبل کے موکلاں
کہنے لگے ہے حکم خداوند دو جہاں پوچھو مرے حبیب سے جا کر اسی زماں
منشا ہو آپ کا کروں سب کو ابھی تباہ
رہنے نہ پائیں مکے میں کفار روسیاہ

ارشاد ہو جسے وہی لائے اسے بجا دم بھر میں جائیں سوئے جہنم سب اشقیا
یہ سن کے ان سے بولے شہنشاہِ انبیا طالب ہوں انکے واسطے کیونکر عذاب کا
رکھتے نہیں ہیں آنکھ یہ کفار خیرہ سر
ہرگز مجھے ستاتے نہ ہوتے جو با بصر

اسدن گئے تھے حضرت حمزہ پئے شکار آئے جو گھر تو ماں سے سنا شہ کا حال زار
پوچھا کہ بولہب نہ تھا ہوتا معین کار ماں بولیں وہ لعیں تھا لعینوں کا جنبہ دار
پھر پوچھا حارث اور مقوم نہ تھے وہاں
زار و جبل نہ پہنچے پئے دفع دشمناں

ماں نے کہا یہ چاروں تھے کفار کے معین — نرغے میں ہر طرف سے تھے سلطان مرسلیں
غیروں سے بڑھ کے اپنے تھے یہ دشمنِ مبیں — دیتے تھے اشتعال ہر اک کو زراہِ کیں

یہ سنکے پوچھا کیا نہ تھے عباس خوش اساس
پہنچے مدد کو کیوں ابو طالب نہ انکے پاس

ماں نے کہا نہ تھے ابو طالب مکانپر — عباس تھے وہ پہنچے تھے سنتے ہی یہ خبر
چاہا بہت کہ دفع کسی طرح ہو یہ شر — لیکن ہوئی نہ کوئی بھی تدبیر کارگر

مجبور ہو کے آخرش آئے سوئے مکاں
آکر انھیں نے مجھ سے کیا حال یہ بیاں

برہم ہوئے یہ سنتے ہی حمزہ ستودہ کام — بولے کہاں کو جائینگے اعدائے بد قوام
جب تک کہ ایک ایک سے لونگا نہ انتقام — آرام و خورد و نوش سبھی مجھپہ ہیں حرام

یہ کہہ کے آپ گھوڑے پہ فوراً ہوئے رواں
پہنچے وہاں جہاں تھا گروہ معانداں

دیکھا جو انکو ہو گئے سب مختل الحواس — دہشت کے مارے آ نہ سکا کوئی انکے پاس
آتے ہی پوچھا کون ہے تم میں وہ بد اساس — جسنے کئے ہیں ظلم محمدؐ پہ بے قیاس

یہ سنکے بولا انسے ابو جہل بد خصال
مارا ہے مینے اور ہے اتنی کسے مجال

یہ سنکے آپ ٹوٹ پڑے اس لعین پر — بھرتا بنایا خوب ہی اس کا زمین پر
فتحِ مبیں خدا نے جو دی مشرکین پر — بیٹھے اچھل کے آپ اسیوقت زین پر

فوراً گئے وہاں سے سوئے مسجد حرام
دیکھا تو سر بسجدہ تھے گریاں شہِ انام

حضرت حمزہ کا قبول اسلام

فرمایا السّلام علیک اے بن اخی سنکر سلام چپ رہے سلطان ابطحی
بار دوم سلام کی تکرار پھر جو کی پھر بھی رہے خموش ہی اللہ کے نبی
بار سوم جو پھر شہِ دیں کو کیا سلام
متوجہ ان کی سمت ہوئے سید انام

فرمایا رو کے آپنے اے عم نامدار کسکو سناؤں کون ہے شنوائے حال زار
اپنا پرایا کوئی نہیں میرا غمگسار ہر فرد میری جان حزیں کا ہے خواستگار
ہمدرد اپنا جان کے ہوں کس سے دادخواہ
جز درگہِ خدا کہیں مجھکو نہیں پناہ

یہ سنکے بولے حضرت حمزہ نکو سیر جسدم تجھے ستاتے تھے اعدائے بدگہر
افسوس ہے کہ میں نہ تھا حاضر مکانپر جو نہیں سنا ہے آتے ہی ہر اک کی لی خبر
اٹھے گا اب نہ کوئی اذیت کے واسطے
تو ڈر نہ میں ہی بس ہوں معیت کے واسطے

یہ سنکے بولے آپ سے شاہنشہِ امم ان سب کو قتل بھی کریں گر آپ یک قلم
اصلا خوشی نہ ہوگی مجھے عم محترم جب تک کہ آپ پیش خدا سر کریں نہ خم
یہ سنکے بولے حضرت حمزہ ستودہ کام
اچھا مجھے سنا تو اُترتا ہے جو کلام

یہ سنکے شاد ہوگئے سلطان مرسلیں طٰہٰ کی چند آیتیں فوراً سنا ہی دیں
محویت اسکے سننے سے طاری ہوئی جو نہیں مومن کی بھی کچھ آیتیں پھر آپنے پڑھیں
ان آیتوں کا قلب پہ اتنا ہوا اثر
ایمان لائے سنتے ہی حمزہ نکو سیر

اسلام حضرت حمزہؓ پر کفار کی پست ہمتی

اعدا میں مشتہر ہوئی جس وقت یہ خبر سنتے ہی حوصلے ہوئے ان سب کے پست تر
اب جاتے تھے جہاں کہیں سلطان بحر و بر ہوتے تھے ہمراہی میں یداللہ خوش سیر
تبلیغِ دیں میں محو جو ہوتے شہ جہاں
پھرتے تھے گرد تیغ بکف عم مہرباں
دیکھا جو کافروں نے بگڑتا ہے دیں کا کام بہر صلاح جمع ہوئے جملہ خاص و عام
ہونے لگا جو شورۂ دفع شہ انام اٹھا ہر اک سے پہلے ابوجہل بد نظام
اٹھتے ہی بول اٹھا جو محمدؐ کا لائے سر
سو اونٹ کے سوا اسے بخشوں میں مال و زر

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

یہ وعدہ سن کے اٹھے بصد حوصلہ عمر کہنے لگے کہ لاتا ہوں میں جا کے انکا سر
پر سامنے ہبل کے تو اقرار مجھ سے کر یہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا فوراً وہ بد گہر
کعبے میں جا کے پیش ہبل کھائی جب قسم
فوراً ہی لیکے نکلے عمر خنجر دودم
آگے بڑھے تو مل گیا اک شہ کا جاں نثار پوچھا کہاں کا عزم ہے با تیغ آبدار
بولے برائے قتل محمدؐ چلا ہوں یار فرمایا یہ ارادہ نہ کر مرد ہوشیار
اہل خرد کے نزد ہے یہ خبط سر بسر
ایسا خیالِ خام نہ لا دل میں اے عمر
سنتے ہی یہ کلام عمر نے کیا خطاب شاید کہ دین تو نے بھی بدلا ہے دے جواب
یہ سنکے اس صحابی نے انسے کہا شتاب آبا کے دین پہ ہوں میں اے جرأت انتساب
دلمیں خیال دینِ براہیم کا کیا
اسطرح اپنی جان کو ان سے بچا لیا

ان سے جواب پاکے جو آگے بڑھے عمر
بچھڑا اک آیا انکو یہ کہتا ہوا نظر
معبود کوئی بھی نہیں جز رب بحر و بر
بھیجے ہوئے ہیں اسکے محمد انکو سیر
پاکر اسے بھی شاہد شاہنشہ انام
بوجہل سے عمر نے کیا آکے یوں کلام

جاتا تھا میں تلاش محمد میں جس زماں
اک بچھڑا میں نے دیکھا شہادت میں تر زباں
بوجہل نے کہا نہیں ممکن یہ جانِ جاں
گر ایسا ہو بھی تو بھی نہ کرنا اسے بیاں
بولے عمر چھپا نہیں سکتا کسی طرح
دیکھا ہے جسکو جیسا کہونگا اسی طرح

یہ کہہ کے پھر تجسس شہ میں ہوئے رواں
آگے ملے نعیم انھیں رہ میں ناگہاں
پوچھا کہ کس ارادے نے تجھکو کیا دواں
بولے کہ فکرِ قتلِ محمد ہے اس زماں
کہنے لگے جو اس ذرا اپنے ٹھیک کر
کیا تیغ ہاشمی کی نہیں ہے تجھے خبر

یہ سنتے ہی بگڑ کے لگے کہنے یوں عمر
شاید کہ تو رہا نہیں آبا کے دین پر
تیرا ہی قصہ پاک کروں کیوں نہ پیشتر
وہ بولے اپنے گھر کی تو لے پہلے تو خبر
بہنوئی اور بہن بھی ارے میرے دیں پہ ہیں
جان اور دل سے صدقے شہِ مرسلیں پہ ہیں

بولے وہ کیونکر علم ہو بدلا انھوں نے دیں
کہنے لگے نعیم وہاں پہنچے تو جو نہیں
بکری حلال کر کوئی گر ہیں وہ مومنیں
تیرے ذبیحے کو نہیں کھائینگے بالیقیں
یہ سنتے ہی بہن کی طرف چلدئے عمر
پہنچے جو گھر پہ بند تھا اندر سے گھر کا در

اسوقت درس ہوتا تھا قرآن کا وہاں — تعلیم سبکو دیتے تھے خباب نکتہ داں
دستک عمر نے در پہ جو دی جا کے ناگہاں — دہشت سے زرد ہو گیا ہر ساکن مکاں

آخر مکاں کے گوشے میں خباب کو چھپا
آکر گیا سعید نے باب مکاں کو وا

آئے جو نہیں مکان میں کہنے لگے عمر — کیا پڑھتے تھے سعید مجھے بھی کرو خبر
فرمایا ہمسخن تھے بہم اس سے پیشتر — پڑھتے نہیں تھے کچھ بھی ہم اے اخ نامور

پڑھنے کا کھل چکا تھا گھر آتے ہی انپہ حال
یہ حیلہ سنتے ہی ہوا غصے کا اشتعال

قول نعیم پہ ہوئے آخر وہ کاربند — فوراً ہی اُٹھ کے ذبح کی اک مادہ گوسفند
طیار جب کباب کئے اسکے دل پسند — راضی ہوئے نہ کھانے پہ وہ دونوں ہوشمند

تبدیلِ دیں کا پھر تو معاً آگیا یقیں
لڑنے لگے سعید سے آخر زراہِ کیں

دیکھا جو ظلم بھائی کا حد سے گیا گذر — پہنچیں بہن بچانے کو فوراً ہی دوڑ کر
لی غیظ میں بہن کی بھی اچھی طرح خبر — جب زخم زخم ہو گیا جسم انکا سر بسر

بولیں تو چاہے جتنا ہو آمادۂ فساد
ممکن نہیں ہے مجھ سے کسی طرح ارتداد

جاں دونگی پر نہ چھوڑونگی اسلام اے عمر — ان لفظوں کا نکلنا تھا دل پر پڑا اثر
ڈالی بہن پہ ایک محبت بھری نظر — زخموں سے خوں رواں تھا بہت روئے دیکھکر

بعد اسکے بولے مجھکو سناؤ تو وہ کلام
اسوقت جسکو پڑھتے تھے تم سب بشوق تام

یہ سنکے لائیں پھر وہ صحیفہ اسی زماں
جو نہیں پڑھا کلام خداوند دوجہاں
فرطِ اثر سے رو دیئے باچشم خونچکاں
جب چاہا خود پڑھوں تو وہ بولیں کہ بھائی جان

پڑھتا نہیں ہے اس کو مگر شخصِ پاک تر
یہ سنکے غسل سے ہوئے فارغ معاً عمر

پھر لیکے وہ صحیفہ لگے پڑھنے خود عمر
کچھ آیتیں حدید کی تھیں جس میں پُر اثر
جب پڑھ چکے کہا یہ کلام بزرگ تر
لاریب ہے کلام خداوند بحر و بر

خبابؓ پر جو حالِ تاثر ہوا عیاں
فوراً ہی گوشے سے نکل آئے اسی زماں

کہنے لگے عمر سے یہ آکر وہ نیک نام
کل ملتجی تھے حق سے رسولِ فلک مقام
بوجہل یا عمر کوئی اے رب ذوالاکرام
ایماں سے بہرہ ور ہو تو سلجھے ہمارا کام

شاید دعا ہوئی وہ تمہارے لئے قبول
شاید تمہیں کو دولتِ اسلام ہو حصول

خباب سے یہ سنتے ہی کہنے لگے عمر
اس دم کہاں ملیں گے شہنشاہ بحر و بر
بولے ہمارے ساتھ چلو چلتے ہو اگر
ہم لے چلیں جہاں ہیں وہ ہادی خوش سیر

یہ سنتے ہی معاً وہ ہوئے ان کے ہمراہ
ارقم کے گھر پہ پہنچے جہاں تھے شہِ انام

پہنچے وہاں تو بند تھا اندر سے وہ مکاں
حضرت بنا ہگیر تھے باخیلِ مومناں
دستک عمر نے دی جو پہنچے ہی ناگہاں
سنتے ہی فکر مند ہوئے شہ کے پیرواں

بولے یہ حال دیکھ کے حمزہؓ نکو سیر
یارو ڈرو نہیں ہی ہوں کافی پئے عمر

یہ کہہ کے چاہتے ہی تھے کھولیں مکاں کا باب　فرمایا مصطفےٰ نے کہ کیوں جائیں آنجناب
انکو بٹھا کے خود ہی اُٹھے شاہِ خوشخطاب　بابِ مکاں کو کھولدیا جاتے ہی شتاب

دیکھا تو آستانے پہ موجود ہیں عمر
فرمایا کس ارادے سے آیا بیان کر

کی عرض اے رسولِ خدا سیدِ انام　ایمان لانے کیلئے آیا ہے یہ غلام
یہ کہہ کے خود ہی پڑھ لیا کلمہ بشوق تام　ایماں سے انکے آپ ہوئے اتنے شادکام

برجستہ لب پہ کلمۂ تکبیر آگیا
قلبِ حزیں پہ ابرِ مسرت کا چھا گیا

اصحاب نے جو نعرۂ تکبیر کو سنا　سنتے ہی سب کے سب ہوئے ہمصوتِ مصطفا
اس شدومد سے اٹھی جو تکبیر کی صدا　مکے کا جو پہاڑ تھا ہر ایک گونج اُٹھا

اس واقعے کی سبکو بحدے خوشی ہوئی
ہوتی نہ کیوں۔ قبول دعائے نبی ہوئی

ایمان لاتے ہی ہوئے یوں شہ سے ہمکلام　اب کتنے آپکے ہوئے پیرو شہِ انام
بولے چہل کا ہندسہ تم پہ ہوا تمام　کہنے لگے یہ سنتے ہی فاروق نیکنام

کفار پوجتے ہیں بتوں کو باآشکار
ہملوگ کیوں چھپا کے کریں یادِ کردگار

یہ کہہ کے سوئے کعبہ چلے حضرتِ عمر　اور انکے ساتھ ساتھ چلے شاہ بحر و بر
دیکھا جو مومنوں نے چلے آپ بھی ادھر　سب پیچھے پیچھے ہولئے بے خوف بے خطر

کفار کے قریب جو یوں پہنچے شاہِ دیں
سمجھے اسیر ہوگئے باخیل مسلمیں

یہ دیکھتے ہی خوش ہوئے ازبس وہ بدگماں　　لیکن خوشی کا انکی ہوا خون اسی زماں
پہنچے جونہیں جنابِ عمرؓ کے ہمعناں　　بوجہل سے کہا کہ سُن اے راس ملحداں
میں نے کیا ہے آج سے اسلام کو قبول
ہشیار ہو کے رہنا اب اے دشمنِ رسولؐ

ایذا دہندگانِ محمدؐ ہیں جس قدر　　ایذا وہی یہ باندھینگے اب بھی اگر کمر
چُن چُن کے مار ڈالے گا اک ایک کو عمرؓ　　روئے زمیں پہ پا نہ سکیں گے کہیں مفر
گر خیر چاہیں داخلِ دینِ الٰہ ہوں
پچھتائینگے نہ کفر کے ہاتھوں تباہ ہوں

بعد اسکے بولے دیکھ ابوجہلِ بدگہر　　اسلام حق ہے دیں ترا باطل ہو سر بسر
چھوڑ اس کو اور ہو تبعِ سیدالبشرؐ　　دارین کی فلاح اسی پر ہے منحصر
ورنہ یہ تیغ پہلے پئے گی ترا لہو
اور ونکی تیرے بعد سے ہو گی جستجو

یہ سنکے بولا آپ سے خطاب بد قوام　　دیوانہ تو ہوا ہے کہ کرتا ہے یوں کلام
یا کر گیا ہے سحر محمدؐ کا تجھپہ کام　　بہتر ہے آج قصہ ہی کردوں ترا تمام
تکذیب تا کہ پھر نہو میرے خداؤنکی
جرأت نہ کر سکے کوئی ایسی خطاؤنکی

خطاب کی زبان سے نکلا جو یہ سخن　　فاروقؓ سنتے ہی ہوئے یوں اس سے حرف زن
لانا نہ اب زبان پہ یہ الفاظِ دلشکن　　کر اختیار دینِ خداوند ذوالمنن
یہ سنکے آگ ہو گیا خطاب بدگہر
بولا کہ موت آ ہی گئی تیری کیا عمر

یہ سنکے آپ ہو گئے غصے سے بیقرار کھینچی معاً نیام سے شمشیر آبدار
دیکھا جو گرم ہوتا ہے میدانِ کارزار بوجہل بدسگال معاً ہو گیا فرار

آمادہ بھاگنے ہی پہ تھا یہ بھی بدسیر
لیکن قضا تھی ملتی اسے کس طرح مفر

فاروق نے لپک کے کیا قصہ ہی تمام سوئے جہیم پہنچا اسی دم وہ زشت کام
اس واقعے سے ہو گئے مرعوب خاص و عام بھاگے وہاں سے سارے عدوئے شہ انام

کہتے تھے اپنے کاٹا جو خطاب ہی کا سر
کب قتل سے ہمارے کریگا یہ در گذر

پھر وہ چلے وہاں سے سوئے مسجد حرام ہمرہ تھے مسلمین و جناب شہ انام
جاکر وہاں نماز پڑھی با صد اہتمام ہو کر نڈر شریک ہوئے سارے خاص و عام

ہر رکنِ دیں علانیہ کرنے لگا ادا
برپا کیا گروہِ معاند میں تہلکا

ہونے لگا جو دائرۂ دیں وسیع تر ایماں سے بہرہ یاب ہوئے حمزہ و عمر
مکے کے مشرکین کو پیدا ہوا خطر کہنے لگے بہم یونہیں غافل رہے اگر

دینِ محمدی کو کرینگے سب اختیار
آباکے دین کا نہ رہے گا کچھ اقتدار

آخر کو سوچتے ہی تباہی کی ان کی راہ اسطرح ہمسخن ہوئے باہم وہ روسیاہ
محصور کر لو سب کو کہ تا ہوں یہ سب تباہ ہم سب کے واسطے ہے یہی صورت رفاہ

جب یہ صلاح ہو گئی کفار میں بہم
آئی اک عہدنامے کی پھر نوبت رقم

عہدنامۂ کفار بابتہ قطع تعلقات

جو جو شرائط اسمیں ہوئیں درج اسزماں — وہ سب ضرر رساں ہی نہ تھیں بلکہ جانستاں
لکھا تھا اسمیں جتنے عرب کے ہیں ساکناں — ہاشم کے خانداں سے گریزاں رہیں ہر آں

بیع و شراء و داد و ستد سب ہوں انسے بند
ہرگز کرے نہ ان سے قرابت کوئی پسند

ہو ہمکلام بھی نہ کوئی ساکنِ حجاز — رسم سلام کا بھی نہ رکھے کوئی جواز
ہر اک معاملے میں رہے ان سے بے نیاز — نکلیں گے ان کے دل سے جبھی یہ غرور و ناز

تنگ آ کے پھر قتل محمدؐ کو دیں گے جب
ملجائے گا خوشی سے پھر اسدم ہر اک عرب

لٹکا یہ عہدنامہ جو کعبے کے باب پہ — ہاشم کی آل سے ہوا نافر ہر اک بشر
مجبورًا آخرش ابوطالب نکو سیر — دن زندگی کے کرنے لگے شعب میں بسر

ہمرہ تھے شاہ دین و تمام انکے پیرواں
اور ہاشمی و مطلبی ہر دو خانداں

سہ سال تک رہے سب اُسی شعب کے میاں — برگِ طلح چباتے رہے جوع کے زماں
وقاصؓ کے پسر جو تھے یوں کرتے تھے بیاں — اکبار چرم خشک جو ہاتھ آیا ناگہاں

فورًا ہی دھو کے آگ پہ بھونا اُسے بشوق
پھر پانی کی مدد سے اسے کھالیا بذوق

کہتے تھے ابن سعد جب اطفال خردسال — ہوتے تھے فرط جوع سے بیتاب و نڈھال
سن سن کے انکی گریہ کو کفار بدسگال — ہوتے تھے فرطِ کینہ سے ازبسکہ شادحال

پر بعض رحم کرتے تھے جو تھے کرم شعار
فاقہ کشی کو سنتے ہی ہوتے تھے بے قرار

اک روز کا ہے ذکر حکیم نکو سیر جو حضرتِ خدیجہ کے بھائی کا تھا پسر
ہمراہ اک غلام کے گندم کسی قدر بھجواتا تھا خدیجہ کی جائے قیام پر
رستے میں مل گیا اسے بوجہل بدگماں
معلوم کر کے روکتا تھا راستہ ملحداں

جا پہنچا اتفاق سے بوالبختری اُدھر مانع جہاں پہ ہوتا تھا بوجہل خیرہ سر
سنکر یہ واقعہ اُسے رحم آیا حال پر بولا کہ جانے دے نہیں یہ ظلم خوب تر
کہنے سے اسکے دب گیا بوجہل بدخصال
ورنہ خدیجہ تک اسے جانا ہی تھا محال

گذرے جو اس طرح کے مصائب میں تین سال آیا شکست عہد کا بعضوں کو خود خیال سنہ نبوی
ہشام تھا جو مردِ نکو بخت خوشخصال ہاشم کے خاندان سے رکھتا تھا اتصال
پوشیدہ بھیجا کرتا تھا غلہ بھی اسپر ماں
اکدن گیا زبیر کے گھر وہ نکو نشاں

شعب سے باہر آنا

کہنے لگا زبیر سے جا کر وہ نیکنام تم لوگ کھا رہے ہو یہاں بہتریں طعام
ماموں کے کھانے کا بھی ہو کچھ شعب میں نظام غیرت سے کام لو یہ ہے کھانا تمہیں حرام
لازم نہیں ہے زیست گذارو بایں اُصول
بگڑیں بلا سے تم سے یہ اعدائے بوالفضول

ہشام کو زبیر نے فوراً دیا جواب تنہائی مجھکو ہوتی نہ مانع اگر جناب
کرتا معاہدے کے میں ٹکڑے ابھی شتاب ہشام نے کہا چلو تم ہم ہیں ہم رکاب
طے کر کے پھر یہ امر وہ دونوں نکو سیر
مطعم بن عدی سے ملے جا کے زود تر

مطعم بن عدی جو ہوئے انکے ہمخیال   زمعہ و بختری کو بنایا شریکِ حال
روز دوم سحر کو وہ پانچوں نکو خصال   بابِ حرم پہ پہنچے بصد جوش واشتعال
سکّانِ مکہ سے کیا جاتے ہی یہ خطاب
اے اہلِ مکہ کرتے ہو کیوں ظلم بیحساب

صد حیف عیش سے کرو تم زندگی بسر   اور ہاشمی حیات گذاریں گرسنہ تر
مبنی یہ عہد نامہ ہے لاریب ظلم پر   اسطرح سنگدل ہو مناسب نہیں بشر
جب تک نہ چاک ہوگا یہ مکتوب پُرستم
خاموش گھر میں رہ نہ سکیں گے کبھی بھی ہم

یہ سنکے بولا انسے ابوجہل بدسگال   ممکن نہیں یہ امر کسی کی ہے کیا مجال
زمعہ یہ سنکے بولے تو جھوٹا ہے بدخصال   جب لکھتے تھے اسے نہیں جب بھی تھا قیل قال
زمعہ تمام کر نہ چکے تھے ابھی یہ بات
مطعم نے چاک کر دیا فوراً بڑھا کے ہات

بعد اسکے مطعم عدی و زمعہ سے دلیر   ہشام اور زبیر و ابوالبختری سے شیر
سج کر سلاح پہنچے وہاں بیدرنگ و دیر   اسطرح آئے شعب سے وہ زندگی سی سیر
ایذائے بیشمار سے جب مل گئی نجات
حسادِ دل کے رہ گئے حسرت سے اپنے ہات

بیرونِ شعب آئے جو سلطانِ انس و جاں   کچھ دن بچے رہے ز ستمہائے کافراں
لیکن فلک نہ دیکھ سکا شہ کو شادماں   سوئے عدم چلے ابوطالب سے مہرباں
دیکھا جو حال نزع ہوا . رنج بیشتر
بر مرضیِ خدا سے تھے مجبور سر بسر

ابوطالب کی رحلت

کہنے لگے چچا سے شہنشاہِ بحر و بر — اب بھی الوہیت کے مقر ہوں جناب گر
شاہد ہوں اس کا پیش خدا اے بزرگتر — لیکن وہاں پہ بیٹھا تھا بوجہل بدسیر

بولا پدر کے دین سے کیا ہو گے مجتنب
کیا چھوڑ دو گے پیرویِ عبدِ مطلب

بولے پدر کے دیں پہ میں کرتا ہوں انتقال — بعد اسکے بولے آپ سے اے ابنِ خوشخصال
تیرے سخن میں مجھکو نہ تھی جائے قیل و قال — صرف اتنا کر رہا ہوں میں اے جانِ جاں خیال

ابوطالب کا قبولِ اسلام

تبدیل دیں کروں تو ہنسیں گے قریش سب
باہم گر کہیں گے گیا موت سے یہ دب

یہ سنکے بولے آپ سے سلطانِ انس و جاں — میں خیر جو ہوں آپکا اے عم مہرباں
مانگونگا میں دعا پئے بخشش بدل بجاں — جب تک مجھے نہ روکے گا خلاق دو جہاں

راوی ہیں یوں بخاری و مسلم نکو سیر
لیکن مخالف اسکے ہیں اسحاق کے پسر

کہتے ہیں اسطرح بنِ اسحاق نکتہ داں — عالم تھا نزع کا ابوطالب پہ جب زماں
ہلتے تھے لب میانِ دہن چلتی تھی نہ زباں — عباس جو تھے اندنوں بر کیش کافراں

ابوطالب کا قبولِ اسلام

فوراً لگاکے کان مخاطب ہوئے جو نہیں
جاری تھا لب پہ کلمۂ طیب بصد یقیں

سنتے ہی بولے آپسے وہ معدلت شعار — پڑھتے ہیں تیرا کلمہ یہ اے ابنِ نامدار
یہ سنکے شاد ہوگئے محبوب کردگار — شاکر ہوئے بدرگہ رب کریم و بار

شہ کی رفاقت اور اعانت کا تھا اثر

مصنف کا خیال

انکے قبولِ دیں میں ہے واقع وہ اختلاف کچھ امرِ واقعہ کا نہیں ہوتا انکشاف
پر انکی خدمتوں کا ہر اک کو ہے اعتراف شاید ہوا ہو کفر سے دل انکا پاک و صاف
ضائع کرے گا کیسے خدا اسکی نیکیاں
تا زیست جو رہا ہو معینِ شہِ جہاں

خدیجۃ الکبریٰ کی رحلت

اس غم کے بعد شہ کو ہوا دوسرا یہ غم راہی ہوئیں خدیجۂ کبریٰ سوئے عدم
مونس رہا اب ان سا نہ مشفق مثال عم دونوں کے غم سے قلب ہوا خون یک قلم
حق کے سوا رہا نہ کوئی شہ کا غمگسار
پیرو سب اپنی اپنی جگہ پر تھے سوگوار

حضرت کا سفر طائف بغرض تبلیغ اسلام

دنیا سے جب کیا ابو طالب نے انتقال ہو کر نڈر ستانے لگے سارے بدخصال
دیکھا جو مکے والوں کا ممدوح نے یہ حال تبلیغِ دیں کا یاس سے بدلا معاً خیال
آخر وہاں سے جانب طائف ہوئے رواں
زید ابنِ حارثہ ہوئے ہمراہ وہمعناں

طائف میں تھے بڑے بڑے اربابِ ہی اثر آل عمیر انمیں تھی ممتاز و مفتخر
پہنچے وہاں جو حضرتِ سلطانِ بحر و بر آل عمیر سے ملے جاتے ہی پیشتر
اک نے کہا بنایا تجھے حق نے گر نبی
کعبے کا اسنے چاک کیا پردہ واقعی
بعد اسکے دوسرے نے کیا شہ سے یوں کلام تو ہی تھا جو خدا کی سفارت کا کرتا کام
بعد اسکے بولا تیسرا بدبختِ بد قوام تجھ سے کلام کرنا بہر طور ہے حرام
صادق ہے تو۔ تو میں نہیں کچھ ایسا بے ادب
کاذب ہے تو تو قابلِ گفتار ہی ہے کب

ان ملحدوں نے کی نہ اسی پر کچھ اکتفا　　طائف کے بدمعاشوں کو بلوا کے کہدیا
دیکھو جہاں ستاؤ انھیں مل کے خوب سا　　سنتے ہی اسپہ تل گئے وہ سارے اشقیا

اکدن اُدھر سے گذرے جو محبوبِ کردگار
برسائے سنگ پائے مبارک پہ بے شمار

نوبت یہ آئی ہو گئے نعلین خوں سے تر　　زخموں سے چور چور ہوئے سید البشر
جب فرطِ خستہ حالی سے بیٹھے زمین پر　　پیچھے پڑے پھر آپ کے اعدائے بدگہر

تنگ آ کے جب وہاں سے چلے شاہِ مرسلیں
پتھر لگاتے ساتھ ہوئے سارے ملحدیں

رستے میں دیتے جاتے تھے دشنام بدزباں　　لڑکے جو ساتھ میں تھے بجاتے تھے تالیاں
پہنچے جو اُس مقام پہ سلطانِ انس و جاں　　عُتبہ کا ایک باغ تھا انگور کا جہاں

جاتے ہی بیٹھ گئیں ہوئے شہ پناہ گیر
مطلب تھا پھر نہ چھیڑے کوئی مردم شریر

عداسؓ کا قبولِ اسلام

عتبہ کی جو نہیں خسرِ دیں پہ پڑی نظر　　رحم آیا اسکو آپکے حالِ شکستہ پر
فوراً ہی ایک خوشۂ انگور توڑ کر　　کشتی میں بھیجا ہمرہِ عداس خوش سیر

بسم اللہ کر کے کھانے لگے جب شہِ جہاں
عداس بولا کس کا لیا نام اس زماں

میں نے یہاں سُنا نہیں اب تک کبھی یہ نام　　یہ سُنکے بولے اس سے جنابِ شہِ انام
گھر ہے جہاں تمھارا وہ ہے کونسا مقام　　کی عرض نینوا کا ہے باشندہ یہ غلام

یہ سُنکے اس سے بولے شہنشاہ البطحی
رہتے تھے جس مقام پہ یونس [illegible]

یہ سنکے بولا آپ سے عدّاس خوش سیر یونس ہیں کیسے بھائی مجھے دیجئے خبر
بولے ہماری طرح تھے وہ بھی پیامبر یہ سنکے پوچھا آپ کا اسم بزرگ تر
فرمایا شاہ دیں نے محمدؐ ہے میرا نام
مکہ مری ولادت و بعثت کا ہے مقام

یہ سنکے بولا آپ سے عداس نیکذات دیکھی ہیں میں نے آپکی انجیل میں صفات
مدت سے منتظر تھا میں اے شاہ کائنات یہ کہہ کے بہرہ ور ہوا ایماں سے چوم ہات
ابن ربیعہ دیکھ رہا تھا یہ ماجرا
کہنے لگا فریب میں تو ان کے آگیا

وہ بولا یہ نہیں کوئی مکار و حیلہ ساز پیغمبر زمانہ ہیں یہ مرد پاکباز
بعثت پہ انکی ناز کرے جس قدر حجاز بیجا نہیں بجا ہے سراسر یہ اس کا ناز
قسمت سے میری مل گئے مجھکو یہ خوش سیر
بعثت کی انکی پہلے سے مجھکو نہ تھی خبر

اجنہ کا قبول اسلام

بعد سکوں وہاں سے چلے جب شہ انام پہنچے تھے بطن نخلہ تک آ پہنچا وقت شام
آخر وہیں شہ دوجہاں نے کیا قیام مکے سے فصل رکھتا تھا اک دن کا وہ مقام
پڑھنے لگے نماز جو سلطان بحر و بر
گذرے اُدھر سے چند اجنہ نکو سیر

سنکر کلام حضرت خلاق انس و جاں وہ سب کے سب ٹھہر گئے پہنچے جو نہیں وہاں
فارغ ہوئے نماز سے جب شاہ دوجہاں تبلیغ دین حق لگے کرنے اسی زماں
ایمان لائے آپ پہ پہلے وہ خوش سیر
پھر جاکے قوم کو بھی کیا دیں سے بہرہ ور

چلکر وہاں سے پہنچے حرا سید انام بھیجا وہاں سے ابنِ عدی کی طرف پیام
ہو گے مرے معین جو کروں مکے میں قیام یہ سنکے اپنے بیٹوں سے بولا وہ نیک نام

سج کر سلاح سوئے حرا ہو ابھی رواں
لاؤ محمدِ عربی کو بقصد اماں

حضرت کا طائف سے مکہ آنا

یہ سنکے پہنچے سوئے حرا اس کے سب پسر ہمراہ انکے چلدئے سلطانِ بحر و بر
مکے میں پہنچے جو نہیں وہ شاہ نکو سیر ابنِ عدی بھی ساتھ چلا شہ کے۔ اونٹ پر

بابِ حرم پہ پہنچے تو تھے جمع کافراں
بولا ابنِ عدی انھیں دیتا ہوں میں اماں

اندر حرم کے پہنچے جو شاہنشہ انام پڑھکر نماز گھر گئے شب کو کیا قیام
وقتِ سحر سے پھر چھڑا تبلیغ دیں کا کام اس مرتبہ تھا پہلے سے بھی بہتریں نظام

میلوں میں دنگلوں میں پہنچتے تھے آنجناب
کرتے تھے سعی دیں کی اشاعت میں بیحساب

پر ساتھ ساتھ جاتا تھا مردود بولہب تقریر آپ کرتے تھے تبلیغ دیں پہ جب
کہتا تھا سنکے شوہر حمالۃ الحطب آئے نہ اسکے کہنے میں ہرگز کوئی عرب

مرتد ہوا ہے دینِ اب وجد سے سربسر
کرتا ہوں میں ہر ایک کو آگاہ و باخبر

طفیل کا قبول اسلام

اُس سال آیا حج کا جو دور سعید تر پھر شہ کو متہم لگے کرنے وہ خیرہ سر
مطلب تھا دینِ حق سے نہ کوئی بہرہ ور لیکن جو خوش نصیب تھے آپہنچے دوڑ کر

آیا چنانچہ یونہیں طفیل انکو اساس
ان ملحدوں کا روک کا کچھ بھی کیا نہ پاس

اسوقت پڑھ رہے تھے شہِ دیں نمازِ شام   یہ دیکھکر ٹھہر گیا وہ مرد نیک نام
آواز سے پڑھا جو نہیں اللہ کا کلام   فرطِ اثر سے ہوگیا سنتے ہی وہ غلام

پڑھ کر نماز جو نہیں چلے جانب مکاں
فوراً عقب میں آپکے وہ بھی ہوا رواں

داخل ہوئے مکانمیں جب شاہ بحر و بر   حضرت سے اذن خواہ ہوا وہ نکوسیر
سنکر گذارش اس کی معاً سید البشر   لائے مکاں میں بخشی اُسے جائے مفتخر

پھر پوچھا اس سے آئے ہو تم کسلئے یہاں
یہ سنکے اسنے شہ سے کیا حال سب بیاں

جب اُسنے شہ پہ حال کیا اپنا آشکار   بولے یہ اس سے سنکے رسول کرم شعار
ہے از دیادِ کفر سے ان سب کا حال زار   تعلیم انکو دیتا ہی رہتا ہوں بار بار

پڑتا نہیں ہے انپہ مگر اسکا کچھ اثر
دل ہے ہر ایک شخص کا آہن سے سخت تر

یہ کہہ کے اُس سے بولے شہنشاہ مرسلیں   برحق ہے اے طفیل بلاشبہ میرا دیں
توحیدِ حق کا میری نبوت کا کر یقیں   زیبا نہیں تجھے کرے تقلید مشرکیں

یہ سنتے ہی معاً کیا اسلام کو قبول
فرمانبر رسولؐ ہوا وہ نکو اصول

...ندان و اکثر ...قبیلہ طفیل ...ول اسلام

بعد اسکے جب مدینے میں پہنچا وہ خوش سیر   پہلے تو سارے گھر کو کیا دیں سے بہرہ ور
ڈالا پھر اپنے اہل قبیلہ پہ بھی اثر   تھوڑے سے لوگ رہ گئے آبا کے دین پر

طیبہ میں بھی اشاعتِ دیں ہوگئی شروع
ہونیلگے وہاں کے بھی افراد اب رجوع

سنہ ۱۱ نبوی بی بی عائشہؓ و سودہؓ سے حضرت کا نکاح

جس وقت یازدہ سن نبوی ہوا دواں ۔ بی عائشہ سے شہ نے کیا عقد اس زماں
بعد اسکے دیں پہ آئیں جو سودہؓ بکوشاں ۔ لائے انھیں بھی عقد میں شاہنشۂ زماں

چمکا نصیب عقدِ شہ دیں میں آگئیں
خوش بخت تھیں سعادتِ دارین پا گئیں

آل حنیفہ کی بے التفاتی

آل حنیفہ جنکا یمامہ میں تھا قیام ۔ راہی ہوئے اُدھر شہِ دیں سید انام
جا کر سنایا انکو جو اللہ کا کلام ۔ بگڑے زبسکہ سنتے ہی وہ سارے زشت کام

یہ دیکھتے ہی آئے پلٹ شاہِ مرسلیں
پہنچے وہاں سے پھر بنی شیبان کے قریں

مفروق کا معذورانہ جواب

ہمراہِ آنجناب تھے بوبکر نیک نام ۔ پہنچے جونہیں جناب رسولِ فلک مقام
مفروق سے یہ بولے رفیقِ شہ انام ۔ مشہور جس نبی کی خبر تھی بخاص و عام

واللہ وہ رسولِ مکرم ہیں آپ ہی
لازم ہے صدقِ دل سے انھیں مانو تم نبیؐ

یہ سنتے ہی ہوا وہ شہ دیں سے ہمسخن ۔ کن باتوں کو سکھاتے ہیں آپ اے عزیز من
یہ سنکے شاہِ دیں ہوئے یوں اس سے حرف زن ۔ واحد ہے لاشریک ہی وہ رب ذوالمنن

معبود اس کو جانو سمجھ لو مجھے نبی
لُبِّ لُباب ہے مری تعلیم کا یہی

انعام کی کچھ آیتیں پھر آپ نے پڑھیں ۔ جو پُر تھیں سود مند نصائح سے بالیقیں
سنتے ہی بولا وہ پسِ تحسین و آفریں ۔ آبا کا دفعتہً نہیں چھٹ سکتا مجھسے دیں

اسکے علاوہ ہوں تہِ حکمِ شہِ عجم
کیوں کر میں کر سکوں سرِ تسلیم اپنا خم

یہ سنکے راستگوئی کی دی شہ نے اسکو داد — بعد اسکے بولے اس سے شہ دیں بصد وداد
حامی ہے اپنے دین کا خود خالق عباد — توسیع دیں کی مجھ سے اُسے فکر ہے زیاد
یہ کہہ کے پھر ہوئے شہِ دیں اسطرف رواں
رہتا تھا جسطرف بنی عامر کا خانداں

آنحضرت کی فراس سے گفتگو

پہنچے وہاں جو جا کے رسولِ کرم شعار — تبلیغ دیں پہ کی جو نہیں تقریر زوردار
سنکر کلام حضرتِ محبوب کردگار — بولا فراس ان میں جو تھا مردِ پختہ کار
آئیں یہ اختیار میں میرے اگر کہیں
کر لوں تمام عرب کو مسخر میں بالیقیں

پھر بولا اس کا عہد کرو مجھ سے استوار — بخشے خدا عرب پہ اگر تم کو اقتدار
ہو گا مجھی کو بعد تمھارے ہر اختیار — بے فائدہ نہ ہوگا تمھارا میں جنبہ دار
یہ سنکے بولے اس سے شہنشاہِ کائنات
میں اس کا عہد کیا کروں جو ہو خدا کے ہات

یہ سنکے بولا شہ سے وہ طماع مال و زر — پھر کیوں ہر اک عرب کی عداوت لوں اپنے سر
پایا جو اس سے شہ نے جواب ایسا خشک تر — لوٹ آئے خسروِ دو جہاں فوراً اپنے گھر
تبلیغ دیں میں لیل جو ہوئے محو شاہِ دیں
دھو دھو کے ہاتھ پیچھے پڑے سارے ملحدیں

کفار کی خصوصیت سے ایذا رسانی

اکدن حرم میں پڑھتے تھے سلطان دیں نماز — حاضر تھے ملحدوں کے بھی سرمایگان ناز
اتنے میں بول اُٹھا ابوجہل کینہ ساز — لائے شتر کی اوجھ کوئی ساکنِ حجاز
گردن میں انکی ڈالو نگا جب سر جھکائینگے
یہ اپنی حرکتوں سے جبھی باز آئینگے

یہ سنکے اوجھ لایا معاً عقبہ لعیں — اسوقت سر بسجدہ تھے سلطان مرسلیں
گردن میں شہ کی ڈالدی فوراً از راہِ کیں — یہ حال دیکھکر ہوئے خوش بسکہ ملحدیں

پہنچی جو گوش فاطمہ زہرا میں یہ خبر
باوصف کم سنی ہوا غم - آئیں دوڑ کر

دیکھا تو سر بسجدہ ہیں محبوب ذوالجلال — اوجھ آپکے گلے میں لعینوں نے دی ہے ڈال
یہ دیکھکر زبس ہوئیں محزون و پُر ملال — فوراً لیا گلوئے پدر سے اُسے نکال

پھر وہ تو کوستی ہوئیں عقبہ کو پہنچیں گھر
پر آنجناب اُف بھی نہ لائے زبان پر

حد سے ہوئے بروں جو ستمہائے مشرکیں — خبّاب آئے نزدِ شہنشاہِ مرسلیں
کہنے لگے حضور سے آکر وہ خوش یقیں — بہتر نہیں سکوت اب اے فخر عالمیں

بیحد ستا رہے ہیں اب اعدائے روسیاہ
لازم ہے بد دعا سے انھیں کیجیئے تباہ

آنحضرت کی پیشینگوئی

سُنتے ہی سُرخ ہوگیا فوراً رُخ جناب — خبّاب سے بغصہ کیا آپ نے خطاب
گذرے ہیں تم سے پہلے بہت ایسے شیخ و شاب — آرے چلے ہیں جنپہ پسِ ظلم بیحساب

تاہم وہ اپنے فرض سے آئے نہیں ہیں باز
عامل رہے بحکم خداوند بے نیاز

میرا بھی کام پورا ہی کردے گا کردگار — اکدن وہ وقت آئیگا از فضل ربِ بار
صنعا سے گر کرے گا سفر اک شتر سوار — بیخوف جائیگا حضر موت تک وہ یار

اسکو سوا خدا کے کسی کا نہ ہوگا ڈر

پیشینگوئی کا صادق آنا

آخر کو پورا ہی ہوا یہ قولِ شاہِ دیں — بے خوف چار سمت لگے پھرنے مسلمیں
خطرہ تھا رہزنوں کا نہ تھا خوفِ مشرکیں — رکھتے تھے صرف خوف خداوند عالمیں

ہر سمت سکہ بیٹھا تھا نام اللہ کا
بجتا تھا کوس دینِ رسالت پناہ کا

ابوجہل کا اشتہار قتل اور کفار کا سکوت

ایذائیں دیکے تھک گئے جب بانیانِ شر — تبلیغ دیں سے باز نہ آئے شہ بشر
تدبیر جب ہوئی نہ کوئی ان کی کارگر — پھر باندھی قتل شہ پہ ابوجہل نے کمر

انعام مشتہر کیا پھر بہرِ قتل شاہ
آمادہ پر ہوا نہ کوئی خصم روسیاہ

چاہ سرِ راہ

دیکھا جو یہ بھی بازی ہوئی جارہی ہے مات — انعام پر بھی قتل کو اٹھتا نہیں ہے ہات
سوچا کہ کیا کروں معاً آئی یہ دل میں بات — اک چاہ کھودا جائے سرِ رہ جو آئے رات

آتے ہی اس خیال کے ازبس ہوا وہ شاد
گرنے کا اپنے علم نہ رکھتا تھا بدنہاد

آخر بلا کے چاہ کنوں کو بوقتِ شام — حکم اسنے دیدیا بنے جلد ایک چاہ خام
حکم اسکا پا کے کرنے لگے چاہ کن جو کام — گذری تھی نیم شب کہ ہوا کھد کے وہ تمام

طیار کھد کے ہو گیا آخر جو نہیں وہ چاہ
بچھوا کے تیلی لکڑیاں ڈلوادی خاک راہ

پھر چہ سے اتنی دور پہ بٹھلائے کچھ بشر — جسجا سے سن لیں گرنیکی آواز سر بسر
بٹھلا کے انکو جمع کرائے معاً حجر — بعد اسکے بولا گر پڑے اس میں کوئی اگر

ان پتھروں سے مل کے کرو اس کو سنگسار
جانے نہ پھر بھی اسکے نہ باز آؤ زینہار

یہ کہہ کے وہ لعیں تو گیا جانبِ مکاں — بیدار ہو کے شہ سوئے مسجد ہوئے رواں
واقف نہ تھے کہ چاہ سرِ راہ ہے یہاں — اک گام آگے بڑھتے ہی گرتے شہِ جہاں

حافظ مگر تھا آپ کا خلاقِ بحر و بر
روح الامیں نے کر دیا فوراً ہی باخبر

چاہ کن را چاہ

جس کے لئے کھدایا تھا اُس بد گہر نے چاہ — فضلِ خدا سے بچ گیا وہ شاہِ دیں پناہ
اب قدرتِ خدا پہ ذرا ڈالیئے نگاہ — اک رات گھر سے نکلا ابوجہل روسیاہ

آیا نہ اس کو چاہ سرِ راہ کا خیال
جونہیں قدم بڑھائے گرا خود وہ بدسگال

ابوجہل پر سنگباری

جونہیں گرا کنوئیں میں ابوجہل بدسیر — جنکو بٹھایا تھا ہوئے واقف وہ سب بشر
فوراً ہی پتھروں سے جو لینے لگے خبر — چلایا چیخا خوب وہ مردودِ خیرہ سر

لیکن کسی بشر نے نہ اس پر کیا کرم
کہتے تھے حکم ہی نہیں۔ باز آئیں گے نہ ہم

پڑتی رہی جو تا بسحر پتھروں کی مار — چوٹ اتنی کھائی ہو گیا بسمل وہ نابکار
جب روشنی ہوئی ہوا ہر اک پہ آشکار — آقائے نامدار ہی ہوتے تھے سنگسار

فوراً ہی رسّے ڈالے منگا کر میانِ چاہ
لیکن کوئی نہ پہنچا کہ نکلے وہ روسیاہ

آنحضرت کا ابوجہل کے ساتھ برتاؤ

آخر نکل سکا نہ جو وہ راسِ ملحداں — بولا کہ کوئی لائے محمدؐ کو اس زماں
انکے سوا نہیں کوئی ایسا بشر یہاں — جو چاہ سے نکالے بچائے ہماری جاں

آخر کو اک بشر گیا سوئے شہِ بشر
فوراً ہی آئے سنتے ہی سلطانِ بحر و بر

دیکھا جو شہ کو بولا ہو تم واقعی نبیؐ
ایماں میں لایا تم پہ تمہارے خدا پہ بھی
بہر خدا نکالو مجھے چاہ سے ابھی
احسان تمہارا مانونگا میں تا بہ زندگی

اللہ رے رحم۔ آیا نہ ایذاؤں کا خیال
فوراً ہی ہاتھ ڈال کے اسکو لیا نکال

ابوجہل کی احسان فراموشی

آیا بُرون چاہ جو بوجہل بد سیر
بولا ہوئے ہو سحر میں مشاق اسقدر
رسا کنوئیں میں پہنچا نہ مجھ تک کوئی مگر
تمنے معاً نکال لیا ہاتھ ڈال کر

کارِ نبیؐ نہیں یہ ہے جادوگروں کا کام
ایسے نبیؐ کو دور سے کرتا ہوں میں سلام

کس درجہ خود غرض تھا ابوجہل بدسرشت کام
مطلب نکال کر ہوا اس طرح ہمکلام
اس واقعہ سے آئے تحیر میں خاص و عام
بیٹھا دلوں پہ نقش وقار شہ انام

ایذا دہی پہ تلتا نہ تھا اب کوئی بھی شقی
اعدا کے دل پہ چھا گئی تھی ہیبت آپ کی

کفار کا آنحضرت سے تمسخر

ایذا دہی کا کرتا نہ تھا اب کوئی خیال
لیکن ٹھٹھول کرتے تھے اب بھی وہ بدسگال
اک روز عاص اور ولید زبوں خصال
اک بت کو لائے نزد رسولِ قمر جمال

بولے ہم آپ صلح کریں آئیے بہم
اکسال پوجیں آپ اسے اکسال رب کو ہم

تاریخ پیدا ہو نہ مرے آپکے میاں
کہتے ہی تھے جناب سے یہ دونوں بلحداں
اتنے میں آیا حکم خداوند دو جہاں
ان کافروں سے کہدو جو آئے ہیں اسرہاں

تم بت پرست میں ہوں پرستار ذوالجلال
کیونکر نبھے گی میرے تمہارے یہ ہے محال

اس سال کامیاب ہوئے پھر وہ خوشخطاب — پھر حج میں چھ بشر ہوئے طیبہ کے بہرہ یاب
گو انکو روکتے رہے کفار بے حساب — لیکن انھوں نے چھوڑا نہ وہ جادۂ صواب
شرمندہ ہو کے چپ ہوئے آخر وہ بدسیر
پر جل گئے ترقی اسلام دیکھکر

چھ مدینوں کا قبول اسلام

آیا جو دوازدہ سن نبوی بحسن تام — بست و ششم رجب کا ہوا روز جب تمام
مشتاق دید شاہ ہوا رب ذوالاکرام — جبریل لائے شب کو براق صبا خرام
تا سدرہ اس پہ پہنچے شہنشاہ انبیا
پھر لامکاں پہ جانے کو رفرف عطا ہوا

۱۲ سنہ نبوی

ذکر معراج شریف

رفرف پہ جو نہیں بیٹھے رسول قمر جمال — جا پہنچے لامکاں پہ پیئے دید ذوالجلال
حاصل ہوا وہاں پہ جب اللہ کا وصال — صوم و صلوٰۃ فرض ہوئے بعد قیل و قال
خلاق دہر کر چکا جب انکشاف راز
نار و جناں کی دید کو پہنچے شہ حجاز

جب کر چکے معائنہ دوزخ و جناں — سلطان مرسلیں پلٹ آئے سوئے مکاں
آئے تو گرم بستر عالی تھا اسی زماں — کر آئے تین ساعتوں میں سیر آسماں
تھوڑے سے وقت میں نہیں ممکن تھا یہ سفر
روکے تھا پر زمانے کو خلاف تجربہ

وقت سحر جو واقعۂ شب کیا بیاں — سنتے ہی خندہ زن ہوا بوجہل بدگماں
فوراً یہ ماجرا کیا بوبکر سے بیاں — فرمایا راست کہتے ہیں سلطان انس و جاں
شہ سے عطا ہوا انھیں صدیق کا خطاب
اور کفر کے جنونیوں کو ملا دنداں شکن جواب

بارہ مدنیوں کا قبولِ اسلام

اِس سال آیا حج کا جو دورِ سعید تر — ایمان لائے طیبہ کے پھر دوازدہ نفر
جب دینِ حق سے ہو گئے وہ لوگ بہرہ ور — سلطانِ مرسلیں سے کہا اسید البشر

تعلیمِ دیں کی ہمکو ضرورت ہے اس زماں
اس کام کیلئے کوئی صاحب چلیں وہاں

حضرت مصعب

پس مصعبؓ بن عمیر صحابی نامور — جو مسلم قدیم تھے اور دیں سے باخبر
حکمِ رسولِ پاک سے راہی ہوئے اُدھر — پہنچے جو نہیں مدینے میں وہ مردِ خوش سیر

اور تعلیم و تبلیغ

اسعد بن زرارہ کے گھر پر کیا قیام
پر جاتے تھے اک ایک مکان پر وہ نیکنام

حضرت مصعب کی کامیابی

تعلیمِ دینِ حق ہی نہ تھا صرف انکا کام — تبلیغ میں بھی رہتے تھے وہ محو بالدوام
پُر اثر سناتے تھے اللہ کا کلام — پتھر کو موم کرتے تھے یوں وہ بحسنِ تمام

ان کوششوں کا ان کی کچھ اتنا ہوا اثر
دو ایک روز ہونے لگے دیں سے بہرہ ور

پھر تو یہ نوبت آگئی از فضلِ کبریا — ہر گھر میں جلوہ گر ہوئی اسلام کی ضیا
سرعت سے یوں جو بڑھنے لگا دینِ مصطفیٰ — جا پہنچا اسکا سلسلہ طیبہ سے تا قبا

بس حطمہ اور وائل و واقف کے چند گھر
باقی رہے ہوئے نہ جو ایماں سے بہرہ ور

سعد بن معاذ کا مع قبیلہ قبولِ اسلام

سعدِ معاذ جو کہ تھے اک مردِ با اثر — اور خاندانِ اوس کے سردارِ معتبر
جب پہنچے انکے پاس یہ ہادی خوش سیر — پہلے تو دین سے ہوئے نافر وہ سر بسر

لیکن انھیں سنایا جو اللہ کا کلام
وہ اور اوسیاں ہوئے سب دیں سے شاد کام

اس سال آیا حج کا جو پھر دورِ خوشگوار | آئے بہتّر آدمی حج کو بفضلِ بار
کچھ لوگ بت پرست تھے انکے سفر کے یار | انسے چھپا کے دیں کو کیا سب نے اختیار

بعد اسکے بولے آپ سے چلئے ہمارے گھر
خدمت کرینگے آپ کی ہم لوگ عمر بھر

۱۳ سنہ نبوی
بہتّر مدینوں کا قبول اسلام اور انکی استدعا

باوصفِ کفر بول اٹھے عباسِ نیکنام | اہل قبیلہ کرتے ہیں سب انکا احترام
سینہ سپر رہے ہیں ہم انکے لئے مدام | دیکھو اگر کریں یہ تمھارے یہاں قیام

گر ان کا ساتھ دیسکو تم لوگ تا حیات
تو انکا جانا ٹھیک ہے ورنہ ہے لغو بات

مدینے چلنے کے مسئلے پر گفتگو

یہ سنتے ہی براء نے شہ سے کیا خطاب | آغوش تیغ میں ہیں پلے ہم سب احباب
اتنا ہی کہنے پایا تھا وہ جراُت انتساب | بولا ابوالہیثم اشہِ دیں کرم مآب

ہم سے یہود سے ہیں پرانے تعلقات
ناممکن انکا رہنا ہے اب اے نکو صفات

پس یہ نہو جو آپکو حاصل ہو اقتدار | واپس وطن کو ہوں مع اصحاب جاں نثار
یہ سنکے بولے سید عالم وفا شعار | تم میرے میں تمھارا جدائی کا کیا ہے کار

لیکن ابھی میں چھوڑ نہیں سکتا ہوں وطن
جب تک کہ حکم دے نہ مجھے ربِ ذوالمنن

پھر دوازدہ نقیب کئے شہ نے منتخب | جنکو کہ پیش کرتے گئے خود وہ سب کے سب
یہ نظم یہ ترقیِ دینِ شہِ عرب | سنتے ہی جل کے خاک ہوئے سارے بے ادب

لیکن وہ بت پرست جو تھے انکے ہمسفر
بولے گر ایسا ہوتا تو ہم ہوتے باخبر

دوازدہ نقیب کا تقرر

کہنے سے انکے بجھ گئی وہ آتشِ فساد کرتے وگرنہ جنگ یہ کفارِ بدنہا[د]
اس واقعے کو سنکے بڑھا تھا بہت عناد حافظ تھا سب کی جانوں کا پر خالقِ عبا[د]
ہم مذہب انکے انکے طرفدار ہو گئے
ہر اک طرح صفائی پہ طیار ہو گئے

حکمِ ہجرت بسمت مدینہ

اہلِ مدینہ جب ہوئے ایماں سے بہرہ ور اور بولے شاہِ دیں سے چلیں آپ میرے گھ[ر]
سلطانِ مرسلیں نے خلوص انکا دیکھکر فرمایا سب مدینے کی جانب کریں سف[ر]
یہ سنکے جو نہیں کرنے لگے ہجرت اختیار
مانع ہوئے ہر ایک کو کفارِ نابکار

اصحاب کا مدینے جانا

دیکھا جو یہ تو جانے لگے چھپ کے مومنیں کچھ روز میں پہنچ گئے سب جانِ دیں
باقی یہاں پہ رہ گئے بے مایہ مسلمیں یا حضرتِ علی و ابوبکر خوش یقیں
ٹھہرے تھے جو بپاسِ رسولِ کرم شعار
حکم خدائے پاک کا تھا جن کو انتظار

ہجرت اصحاب کفار کا تدابیر رفعت سوچنا

آخر صحابہ کر گئے جب اسطرح سفر اہلِ مدینہ بن گئے ان لوگوں کی سپر
سوچا لعینوں نے یہی حالت رہی اگر حملہ کرینگے ہمپہ یہ اک دن بلا خطر
اس خوف سے اکٹھا ہوئے سارے روسیاہ
اور سوچنے لگے کریں کیونکر انھیں تباہ

حاضر وہاں تھا آپکا ہر ایک بیخ کن اک شخص نے کہا انھیں دو قید پر محن
تا کوئی شخص ہو نہ سکے انسے ہم سخن شیطاں یہ سنتے ہی ہوا یوں انسے ہر فن
دفعِ محمدِ عربی کی نہیں یہ راہ
اٹھکر معاً چھڑائیگا ہر ایک خیر خواہ

بعد اسکے بولا دوسرا مکے سے دو نکال — جب یہ نہ ہونگے دین بھی ہوگا نہ پائمال
شیطان نے کہا یہ ہے بالکل غلط خیال — یہ ہر جگہ بنائیں گے اپنا شریکِ حال

آخر میں تابعیں بھی پہنچ جائینگے وہاں
پھر مل کے تم پہ حملہ کریں گے کسی زماں

ابوجہل اور شورۂ قتل آنحضرت

یہ سنتے ہی معًا اٹھا بوجہل بدسگال — بولا اس امر کا نہیں یوں ہوگا انفصال
جب تک کرو نہ قتلِ محمدؐ کا سب خیال — لیکن اک آدمی سے ہو یہ امر ہے محال

لازم ہے ہر قبیلے سے چن لو اک اک بشر
وہ گھیر لیں مکانِ محمدؐ کا شب کو در

گھر سے نکلتے وقت جونہیں آئیں باب پر — لازم ہے مل کے قتل کرے انکو ہر بشر
اسطرح ٹکڑے ٹکڑے کرینگے انھیں اگر — دل سے قصاص کا بھی نکل جائیگا خطر

مانا کہ ہاشمی ہیں دلیر اور اہلِ جوش
مشکل پہ سب سے جنگ ہے ہو جائینگے خموش

قتل انکو کردو آج ہی یہ قصہ ہو تمام — دہشت سے جاں کی لے نہ کوئی پھر خدا کا نام
آبا کے دیں پہ آئے ہر اک شخص لاکلام — تبلیغِ دینِ نو کا مٹے سارا انتظام

یہ رائے سنکے خوش ہوئے از بس وہ بدنہاد
شیطاں نے بھی بنایا دل و جاں سے اسپہ صاد

جبریل کا شورہ کی خبر دینا اور حکم ہجرت لانا

یقین وقت کر چکے جسدم وہ بد گہر — فوراً ہی آئے حضرتِ جبریلِ خوش سیر
آتے ہی پہلے شورۂ اعدا کی دی خبر — پھر بولے حکم دیتا ہے خلاقِ بحر و بر

جس شب کو آکے گھیریں معاند تمھارا باب
لازم سوئے مدینہ اسی شب ہو تم شتاب

تیاری ہجرت

یہ سنکے پہنچے آپ ابو بکر کے وہاں
فرمایا شورہ کرنا ہے کچھ تم سے اسزماں
لیکن ضرورت اسکی ہے اے میرے رازداں
اسوقت شخص غیر سے خالی ہو یہ مکاں

فرمایا عائشہ کے سوا اسے سید زمن
اسوقت کوئی بھی نہیں از جنس مرد و زن

یہ سنکے مطمئن جو ہوئے سید البشر
شورے کا کافروں کے کیا ذکر پیشتر
بعد اسکے حکم آمدۂ نو کی دی خبر
یہ سنکے پوچھنے لگے صدیق خوش سیر

میں ہونگا ہمرہی کی سعادت سے بہرہ یاب
فرمایا لیچلوں گا تمھیں اپنے ہمرکاب

یہ سنکے بولے حضرتِ صدیق خوشخصال
دو اونٹنیوں کو پالا ہے میں نے بایں خیال
ہجرت کے وقت تا نہ سفر کرنا ہو محال
لے لیں اک آپ انمیں سے از بہر ذو الجلال

فرمایا مفت کر نہیں سکتا اسے قبول
تکلیف ایسے وقت میں دینا ہے بے اصول

دیکھا جو مفت لیتے نہیں شاہ ذی وقار
قیمت لی آنجناب سے تھا گرچہ ناگوار
طے ہو گیا یہ امر جو مابین ہر دو یار
آئے مکاں کو اپنے رسولِ کرم شعار

لیکن یہاں کسی پہ نہ کھولا سفر کا راز
ہجرت کے دن علی پہ کیا باب راز باز

[illegible]سہ نبوی

بولے علیؑ سے جاتے ہوئے سید البشر
بستر پہ میرے سونا ردا میری اوڑھکر
دے آنا یہ امانتیں واپس دم سحر
پہنچا سکیں گے تم کو نہ اعدا کوئی ضرر

یہ کہہ کے پہنچے بابِ مکاں پہ جو آنجناب
دیکھا معاندین سے ہے محصور سارا باب

[illegible]ت

لا یبصرون تک آپنے یٰسین پڑ اثر پڑھ کر جو ڈالی خاک اُن اعدا کے فرق پر
حکم خدا سے ہو گیا ہر ایک کور و کر آئے کسی کو بھی نہ نظر سید البشر

یوں بچ کے گھر سے نکلے جو سلطانِ بے پناہ
فوراً ہی چالی رفیقِ سفر کے مکانکی راہ

آگے بڑھے تو کعبے پہ جا کر پڑی نظر بولے لبِ تحسّر بسیار و بیشتر
مکہ تو کل جہاں سے ہے پیارا مجھے مگر کیونکر رہوں کہ دشمنِ جاں ہیں ترے پسر

ملجاؤں گر انھیں مجھے کر دیں ابھی ہلاک
اک دم کے دم میں قصہ ہی ہو جائے میرا پاک

یہ کہہ کے پہنچے جانب صدیق خوشخطاب وہ منتظر تھے ہو گئے فوراً ہی ہمرکاب
جب پہنچے غار ثور پہ دونوں کرم مآب صدیق بولے شہ سے ۔ توقف کریں جناب

کر آؤں جا کے صاف ذرا پیشتر میں غار
پہلے سے جائیے نہ ۔ مبادا ہو کوئی مار

یہ کہہ کے پہنچے غار میں صدیق خوش سیر سوراخ سیکڑوں انھیں آئے وہاں نظر
کرنے لگے جو بند انھیں چادر کو پھاڑ کر ہر اک کو بند کر نہ سکے اس طریق پر

سوراخ اک جو رہ گیا باقی مآل کار
اینڈی لگا کے بیٹھ گئے اسپہ یار غار

سوراخ بند کر چکے اسطرح جب جناب آواز دی حضور کو آجائیے شتاب
پہنچے جو غار میں شہِ دیں برکت انتساب زانو پہ رکھ کے سر ہوئے فوراً ہی محو خواب

سوئے اُدھر جو حضرتِ سلطانِ بحر و بر
پہنچا وہاں اس عرصے میں شدید ہان بد گہر

پوچھا محاصریں سے ہو کیسے کھڑے یہاں — بولے وہ فکرِ قتلِ محمدؐ ہے اس زماں
کہنے لگا یہ سنکے وہ مردودِ دوجہاں — وہ تمپہ خاک ڈال کے کب کے ہوئے رواں

لاحق تھی فکر قتل محمدؐ تمھیں اگر
اسطرح عین وقت پہ ہوتے نہ بے خبر

دیکھا تو فرق وچشم پہ تھا خاک کا نشاں — یہ دیکھکر یقین تو لائے وہ ملحداں
پر دلمیں کہتے تھے کوئی سویا نہیں یہاں — جاتے تو کیوں نہ ہوتی خبر ہمکو اسزماں

کیونکر صحیح مان لیں آخر ہم اس کی بات
کاٹی کھڑے کھڑے یونہیں ہم نے تمام رات

گو کہہ رہے تھے دل میں یہ اعدائے بدسیر — تردید اسکی کرتے تھے ہر طرح سربسر
لیکن ہر اک کلام میں ہوتا ہے اک اثر — کہنے پہ اسکے درز سے دیکھا جو جھانک کر

شیر خدا تھے بستر عالی پہ محو خواب
سمجھے کہ سو رہے ہیں رسولِ فلک جناب

جونہیں بشوق قتل ہوئے داخل مکاں — جاگ اُٹھے حضرت اسداللہ ناگہاں
ڈالی نظر تو تھے نہ وہ سلطان انس وجاں — شیر خدا امیر عرب بیٹھے تھے وہاں

ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے بولے وہ بدسیر
تم جس کے جانشیں ہو وہ حضرت گئے کدھر

فرمایا آپنے میں نہ تھا ان کا پاسباں — مجھکو خبر نہیں کہ ہیں اسوقت وہ کہاں
یہ سنکے انکو کعبے میں لائے وہ ملحداں — سمجھے تھے دب کے کھولینگے سر خفی یہاں

پر آپنے دیا جو اسی طرح پھر جواب
مایوس ہو کے چھوڑ دیا آپ کو شتاب

پھر جستجوئے شہ میں جو نکلے وہ بد شعار — سوتے تھے غار ثور میں آں شاہِ نامدار
زانوئے دوست پر تھا سرِ شاہِ ذوالفقار — حاصل تھا یارِ غار کو جس دم یہ افتخار
مارِ سیاہ نے معاً اس پانوں کو ڈسا
جس سے کئے تھے بند وہ سوراخ غار کا

ڈستے ہی اسکے زہر نے فوراً کیا اثر — تاثیر زہر سے ہوئی تکلیف سخت تر
پر پاسِ شہ سے اُف بھی نہ لائے زبان پر — کہتے تھے جاگ اٹھیں نہ سلطان بحر و بر
لیکن جو حد سے بڑھ گئی ایذائے آنجناب
قلبِ الیم کر نہ سکا ضبطِ اضطراب

ابرِ مطیر بن گئیں چشمانِ اشکبار — ٹپکا جو اشک جاگ اُٹھے شاہِ نامدار
دیکھا تو تر ہے اشکوں سے رخسار یار غار — پوچھا کہ کیا ہوا جو ہوا اسدرجہ بیقرار
کی عرض مجھکو سانپ نے شاید ڈسا حضور
ایذائے زہر سے ہے دل از بسکہ ناصبور

یہ سنتے ہی ملا دہنِ پاک کا لعاب — ملتے ہی دفع ہو گیا وہ کرب بے حساب
حاصل ہوا سکون گیا دل سے اضطراب — بیٹھے ہوئے تھے غار میں ہر دو نکو خطاب
اتنے میں پہنچے غار پہ جا کر وہ نابکار
صدیقؓ دیکھتے ہی ہوئے ان کو سوگوار

کی عرض خسرو دو جہاں سے شہ امم — آپہنچے نزد غار کے اعدائے پرستم
دیکھیں گے یہ نہیں اگر جانب قدم — فوراً ہی دیکھ لینگے کہ بیٹھے کہاں ہیں ہم
فرمایا مت ڈرو اگر آئے وہ بدسگال
ہم دو نوں کا رفیق ہے خلاق ذوالجلال

پہنچے جو باب غار پہ اعدائے بدگہر
تھا تار عنکبوت تنا اسپہ سربسر
انڈے کو سیتے آئے کبوتر بھی دو نظر
لوٹے وہ سب لعیں وہاں سے یہ دیکھ کر
حافظ تھا انکی جانوں کا خلاقِ ذوالکرام
حضرت کے جاتے ہی ہوا تھا سب یہ انتظام

سہ روز غار میں رہے وہ دونوں ہمسفر
پی پی کے دودھ کرتے رہے زندگی بسر
بوبکر کا غلام جو تھا بسکہ خوش سیر
شبکو چرا کے بکریاں لیجاتا تھا ادھر
پی لیتے تھے جو دودھ وہ دونوں نکو نشاں
ہوتا تھا لیکے بکریاں گھر کی طرف رواں

عبداللہ جو تھے حضرت بوبکر کے پسر
خوش فہم خوش سلیقہ و خوش بخت خوش سیر
لیتے تھے دن میں کافروں کا سر بستہ
ہنگام شب ہر امر کی پہنچاتے تھے خبر
حکم پدر سے رہتے بھی تھے شبکو وہ وہیں
منظور تھی حفاظتِ سلطانِ مرسلیں

جب تین روز غار میں یوں ہوگئے بسر
روز چہارم آتے ہی فوراً دمِ سحر
عبداللہ اور ابن فہیرہ نکو سیر
لے آئے گھر سے اونٹنیاں دونوں پیغمبر
بوبکر و شاہ دیں ہوئے اک اونٹنی پر سوار
اور دوسری پر عامر و عبداللہ ذیوقار

جب ہوگئے سوار شہنشاہ انس و جاں
اُجرت پہ رہنما لیا اک اپنے ہمعناں
جو رہنمائی کرتا تھا موقع پہ ہر زماں
یوں اک شبانہ روز چلے خسروِ جہاں
روز دوم جو چلتے ہوئے گذرے دوپہر
از بسکہ کسلمند ہوئے سید البشر

یہ حال دیکھتے ہی ابوبکر یارِ غار — فوراً تلاش کرنے لگے جائے سایہ دار
جب مل گئی ز فضلِ خداوند کردگار — چادر معاً بچھادی پئے شاہ نامدار
لیٹے جب اسپہ حضرت سلطان بحر و بر
فکر طعام میں چلے صدیق خوش سیر

کھانے کی تو امید ہی بیکار تھی وہاں — باوصف جستجو بھی نہ ہاتھ آیا اسز ماں
آخر کو اک شباں سے لئے تھا جو بکریاں — لائے دوہا کے دودھ پئے شاہ دوجہاں
جب اسکو نوش کر چکے محبوب کردگار
خورشید ڈھل چکا تھا معاً ہو گئے سوار

اعدا کو مل سکے نہ تھے جب شاہ بحر و بر — ملکر کیا تھا سب نے یہ انعام مشتہر
زندہ پکڑکے لائے محمدؐ کو جو بشر — انعام صد شتر سے معاً ہو وہ بہرہ ور
بوبکر کی گرفت کا بھی ہے یہی بدل
جو منچلے ہوں اٹھیں یہ عقدے کریں وہ حل

سراقہ کا تعاقب کرنا اور اُسکا خمیازہ اُٹھانا

یہ اشتہار سن چکے تھے لوگ دور دور — انعام کی ہوس میں تھے ازبسکہ ناصبور
نکلا اسی خبر پہ سراقہ بصد غرور — تھوڑی ہی دور آیا تھا آئے نظر حضور
چاہا جو تیر کا کرے سلطانِ دیں پہ وار
یہ عزم کرتے ہی گرا گھوڑے سے نابکار

آیا جو پشتِ زیں سے وہ گر کر سوئے زمیں — ترکش سے تیر فال چلانے لگا وہیں
ہاں کے عوض جواب میں نکلا معاً نہیں — منصوبے سے پر اپنے نہ باز آیا بدیقیں
انعام صد شتر کا نہ تھا اس قدر حقیر
جسکے عوض قبول وہ کرتا کلام تیر

فوراً ہی اُٹھ کے گھوڑے پہ پھر ہو گیا سوار جو نہیں بڑھا بسمتِ شہِ دیں وہ نابکار
نکلا زمیں نے تا بہ شکم اس کا راہوار یہ دیکھکر اُتر پڑا فوراً وہ بد شعار

پھر فال دیکھی تو بھی ملا پھر وہی جواب
تو اپنے حملہ کرنے سے ہو گا نہ کامیاب

یہ دیکھکر خجل ہوا از بس وہ بد گہر آیا معاً بخدمتِ سلطانِ بحر و بر
کی عرض منفعل ہوں میں نادم ہوں سر بسر فرمائیں آپ میری خطاؤں سے درگذر

پہنچا سزا کو اپنی میں اے شاہِ نامدار
دیجے دعا کہ زندہ نکل آئے راہوار

کرتا ہوں وعدہ اسکا میں اے شاہ انس و جاں متعاقبیں کو آنے نہ دونگا کبھی زماں
گذرینگے اسطرف سے جو خصمانِ جانستاں واپس کرونگا سبکو میں فوراً سوئے مکاں

کہدونگا آئے ہی نہیں ابتک وہ اسطرف
تم ڈھونڈھو جا کے انکو اُدھر ہوں وہ جسطرف

یہ سنکے شاد ہو گئے سلطانِ انس و جاں فوراً اُٹھایا دست دعا سوئے آسماں
فیضِ دعا سے چھوڑا زمیں نے اسی زماں رہوار اسکا نکلا نئے سر سے پائی جاں

یہ دیکھکر سراقہ کو فوراً ہوا خیال
غالب ضرور ہونگے کبھی یہ نکو خصال

آتے ہی اس خیال کے وہ مرد ہوشیار بولا رسول پاک سے اے شاہ نامدار
اک امن نامہ لکھدیں زِ الطاف بے شمار تا مجھ سے معترض نہوں اصحاب باوقار

آخر بحکم حضرت شاہنشہ اُمم
عامر نے امن نامہ معاً کر دیا رقم

جب لکھے امن نامہ کو جانے لگا وہ گھر　　متعاقبین ملتے گئے اس کو جسقدر
کہتا گیا ہر اک سے وہ آئے نہیں ادھر　　میں دیکھے آرہا ہوں عبث کیوں کرو سفر
واپس کیا یونہیں جو ہر اک روسیاہ کو
کوئی نہ پاسکا شہِ عالم پناہ کو

راہی ہوئے وہاں سے جو سلطانِ بحر و بر　　جا پہنچے ام معبدِ خوشخو کے خیمہ پر
چیزیں وہاں پہ ملتی تھیں اکثر بصرفِ زر　　ایذا نہیں اُٹھاتا تھا کوئی دم سفر
آخر اسی بنا پہ کیا آپ نے طلب
لاؤ ہمارے واسطے تم لحم اور رطب

بولیں نہیں ہے ان میں سے اک چیز بھی یہاں　　کہنے لگے یہ سنکے شہنشاہِ انس و جاں
بکری بندھی ہے خیمہ کے گوشے میں جو وہاں　　دو حکم اسکا دودھ ہی دوھ لیں ہم اس زماں
بولیں اک عرصہ سے نہیں دیتی ذرا بھی شیر
پیرانہ سالی سے ہے بہت لاغر و حقیر

فرمایا مانتا ہوں کہ وہ ہے ضعیف تر　　پیری سے دودھ خشک ہوا اسکا سربسر
پر حکم اسکے دوہنے کا دو اے نکو سیر　　شاید کہ دودھ آتار دے خلاق بحر و بر
یہ سنکے حکم دوہنے کا شہ کو دیا جو نہیں
بسم اللہ کہکے دوہنے لگے شاہ مرسلیں

دوہنے لگے جو دودھ شہنشاہ بحر و بر　　برکت سے شہ کی دودھ اتر آیا اسقدر
فوراً ہی دودھ سے گیا ظرف اک بڑا سا بھر　　جب پی گئے دودھ ہو گیا آسودہ ہر بشر
پھر بھر کے ظرف دودھ سے فوراً شہ انام
راہی سوئے مدینہ ہوئے بسکہ شادکام

آئے جو لوٹ کر ابو معبد سوے مکاں   دیکھا تو دودھ سے تھا بھرا ظرف اک وہاں
یہ دیکھتے ہی ہو گئے از بس وہ شادماں   پوچھا کہاں سے آ گیا دودھ اسقدر یہاں

یہ سنکے انکی بیوی نے فوراً دیا جواب
آئے تھے اک بزرگ یہاں برکت انتساب

ابو معبد و ام معبد کا قبول اسلام

یہ سب انھیں کے دست مبارک کا ہے اثر   ورنہ کہاں سے دودھ یہاں آتا اسقدر
جب انپہ منکشف ہوا یہ حال سربسر   حضرت سے راہ میں ملے جا کر وہ خوش سیر

پھر حکم شہ سے داخلِ دینِ مبیں ہوئے
زوج اور زوجہ دونوں مشرف بدیں ہوئے

راوی معتبر کی روایت سے ہے عیاں   وہ بکری جسکا دودھ دوہا آپنے وہاں
قائم رہی وہ عہد عمرؓ تک بقید جاں   دو وقت دوہتے تھے ابو معبد بکو نشاں

دورانِ قحط میں بھی ہوا کم نہ اسکا شیر
فیض نبی مدام رہا گھر میں جائے گیر

بریدہ کا معہ ہمراہیان کے قبول اسلام

نزد مدینہ پہنچے جو سلطان بحر و بر   آئے بُرَیْدَہْ ابنِ حَصِیب اَسْلَمی نظر
یہ بھی چلے تھے سنکے وہ انعام مشتہر   لائی تھی جسکی حرص سراقہ کو پیشتر

ہفتاد تن تھے انکی اعانت میں ہمرکاب
حضرت نے دیکھتے ہی کیا انسے یوں خطاب

کیا تم بتاؤ گے ہمیں کیا ہے تمھارا نام   بولے بریدہ کہتا ہے ہر ایک خاص و عام
یہ سنکے ساتھیوں سے کیا شہ نے یوں کلام   فضل خدا سے ہو گیا ٹھنڈا ہمارا کام

بعد اسکے پھر بریدہ سے بولے شہ بشر
اپنے قبیلے سے بھی کرو ہم کو باخبر

کی عرض ہے قبیلے کا اسلم ہمارے نام — بولے تفاؤلاً شہ دیں سنکے یہ کلام
سالم رہے ہم از کرم رب ذوالکرام — اب راہ میں ملیں گے نہ اعدائے زشت کام

یہ کہہ کے پھر بریدہ سے شہ نے کیا خطاب
کس قوم سے ہو تم ہمیں اسکا بھی دو جواب

بولے بنی سہم کا ہوں میں اک آدمی — یہ سنکے انسے کہنے لگے شاہ البطحی
ہوتا ہے حصہ سہم کا مفہوم اے اخی — اسلام سے ملے گا تمھیں حصہ واقعی

ان لفظوں کا بریدہ پہ اتنا پڑا اثر
فوراً ہی سب کے ساتھ ہوئے دیں سے بہرہ ور

قبیلۂ اسلم کا قبول اسلام

پھر شہ کو لیکے سمت قبیلہ ہوئے رواں — پہنچے وہاں جو حضرت سلطانِ انس و جاں
اہل قبیلہ لائے سب ایماں اسی زماں — بعد اسکے شوق دل سے بنے شہ کے میزباں

ٹھہرے وہیں پہ تھے شہ دیں سید البشر
آیا اس عرصے میں ابولیلیٰ انکو سیر

حضرت نے دیکھتے ہی کیا اس سے یوں کلام — شخص نو آمدہ! ابولیلا ہے تیرا نام
خط تبع کا جو لایا ہے اے ستودہ کام — حیراں ہوا وہ سنکے کلام شہ انام

بولا کہ تیرے رخ پہ نہیں سحر کا اثر
تو کون ہے جو رکھتا ہے ہر حال کی خبر

فرمایا آپنے میں ہوں پیغمبر زماں — مشہور میرا نام محمد ہے بیگماں
سنتے ہی یہ سخن ہوا وہ بسکہ شادماں — خط دیکے شہ کو سمت مدینہ ہوا رواں

جاتے ہی سبکو آمد حضرت کی دی خبر
سنتے ہی اس خبر کے ہوا شاد سر بسر

جب اس قبیلے سے چلے سلطان بحر و بر　　بولے شہ ہدا سے وہ اے سید البشر
جب آپکا مدینۂ عالی میں ہو گذر　　آگے سواری کے ہو نشاں اک بلند تر

یہ کہتے ہی بنایا اُنھوں نے بس اک نشاں
اک چوب میں لپیٹ کے پگڑی اسی زماں

طیار اسطرح پہ ہوا جو نہیں وہ نشاں　　فرمایا شاہ دیں نے تمھیں لیکے ہو رواں
قدرت خدا کی پہنچے تھے کس عزم سے وہاں　　اب لیکے جا رہے ہیں نشانِ شہِ زماں

حافظ ہو جسکی جان کا خلاق ذوالجلال
اسکو کوئی ستا سکے کس کی ہے یہ مجال

سلہ ہجری　جب سے مدینے والوں نے پائی تھی یہ خبر　　آتے ہیں سید دو جہاں شاہ بحر و بر
کہتا تھا فرطِ جوش مسرت سے ہر بشر　　شاکر ہوں کسطرح ترا رب بزرگتر

مہماں بنے گا فخرِ ہر دو جہاں مرا
پہنچے گا اب نصیبہ کہاں سے کہاں مرا

وقت سحر ہی چھوڑ کے سب اپنا کاربار　　کرتے تھے ثنیات پہ حضرت کا انتظار
جب دیکھتے نہ آئینگے اب شاہ نامدار　　سمتِ مکاں پلٹتے تھے سب لوگ سوگوار

اکدن پلٹ کے جا ہی رہے تھے سب اپنے گھر
قلعہ سے اک یہودی کی شہ پر پڑی نظر

فوراً پکار کر ہوا وہ اُن سے ہمکلام　　آؤ پلٹ مدینے کے اصحاب خاص و عام
رہتے تھے انتظار میں تم جسکے صبح و شام　　آ پہنچا وہ بفضل خداوند ذوالکرام

یہ سنکے شاد ہو گئے فوراً وہ سب بشر
تکبیر کی صداؤں سے گونج اُٹھے دشت و در

حضرت کا قُبا میں پہنچنا

سج کر سلاح گھر سے مثا سارے خاص و عام خوش خوش چلے بجانب شاہنشہ انام
جسدم ہوئے زیارت حضرت سے شاد کام اک شور مرحبا کیا برپا بجوشِ تام
اس شان سے جو آگے بڑھے شاہ بحر و بر
پہنچے قبا میں جو تھا وہاں سے قریب تر

انصار کے وہاں پہ کئی اک تھے خاندان ممتاز اُن سبھوں میں تھا عمرو کا دودمان
ابنِ ہدم تھے اسکے رئیس بلند نشاں پہنچے جو اس قبیلے میں شاہنشہ زماں
دل پر ہر اک کے دوڑ گئی اک خوشی کی لہر
تکبیر کی صداؤں سے گونج اُٹھا سارا شہر

آخر پس گذارشِ کلثوم ذی ہمم ٹھہرے انھیں کے گھر پہ رسول نکو شیم
یہ فخر انھیں کے بخت میں لکھا تھا یکقلم مہمان کیونکر اور کے ہوتے شہ امم
ٹھہرے جو انکے گھر پہ رسول کرم شعار
آنے لگے سلام کو انصار جاں نثار

آئے تھے پہلے شہ سے جو اصحاب نیکنام کلثوم ہی کے گھر پہ تھا ہر ایک کا قیام
پہنچے وہاں جو حضرت حیدر ستودہ کام وہ بھی وہیں رُکے بخیال شہ انام
انکے بھی میزباں بنے کلثوم خوش سیر
برکت سے بھر لیا غرض اپنا تمام گھر

مسجد قُبا کی تعمیر

پہنچے وہاں جو حضرت سلطان انس و جاں مسجد کی شہ نے ڈالی بنا جاتے ہی وہاں
مصروف رہتے کام میں خود بھی بدل بجاں پتھر اُٹھاتے تھے دم حاجت گراں گراں
جب کوئی کہتا تھا نہ کریں کام یہ جناب
کرتے تھے اسکو چھوڑ کے کار دگر شتاب

اسطرح زور شور سے ہونے لگا جو کام ـــــ بن کر ہوئی وہ مسجد عالی معاً تمام
جب افتتاح کر چکے اسکا شہ انام ـــــ کہنے لگے حضور سے طیبہ کے خاص عام

لازم ہے اب بسمتِ مدینہ چلیں جناب
ہم سب بھی ہوں سعادتِ خدمت سے بہرہ یاب

آخر دو ہفتہ رہ کے شہنشاہ بحر و بر ـــــ آیا جو روز جمعہ ہوئے عازم سفر
وقتِ نماز جمعہ جو آیا قریب تر ـــــ ٹھہرے میانِ راہ معاً سید البشر

پڑھ لی محلۂ بنی سالم میں جب نماز
راہی ہوئے مدینے کی جانب شہ حجاز

نیے میں حضرت کا پہنچنا

تشریف آوری کی جو پہنچی وہاں خبر ـــــ دوڑا معاً بجوشِ مسرت ہر اک بشر
پہلے پہنچتے ہی ہوا رویت سے بہرہ ور ـــــ بعد اسکے شہ کے ساتھ چلا ہر نکو سیر

صف بستہ تھے دو رویہ شہ دیں کے جاں نثار
مابین انکے ناقۂ محبوبِ کردگار

اہل مدینہ کا حضرت کے ساتھ برتاؤ

انصار کے جو رستے میں ملتے تھے خانداں ـــــ کہتے تھے خسرو دو جہاں سے سب اُس زماں
یہ گھر ہے اور یہ مال ہے اور یہ ہے نقد جاں ـــــ حاضر ہر ایک شے ہے پئے شاہ دو جہاں

خوش ہوئے کہتے جاتے تھے سلطان مرسلیں
اجر جمیل دے تمھیں خلاق عالمیں

جب آئے نزدِ شہر شہنشاہ انس و جاں ـــــ تکبیر کی صداؤں سے گونج اٹھا آسماں
کوٹھوں پہ جا کے پہنچیں خواتین سب اس زماں ـــــ کہتی تھیں بعض۔ آئینگے کب شاہ دو جہاں

اب فرطِ اشتیاق سے دل ہے بڑا اضطراب
رب کریم جلد دکھادے رخِ جناب

اور بعض فرطِ وجد میں کہتی تھیں اسرِ ماں   نکلا ہے ثنیّات سے چاند آج بیگماں
واجب ہے ہم پہ شکر خداوندِ دو جہاں   جب تک دعائیں مانگیں زمانے کے مرِ ماں

اس کا حبیب آئے ہمارے مکان پہ
نازاں نہ کیوں زمین ہو اب آسمان پہ

پہنچے میانِ شہر جو سلطانِ مرسلیں   آراستہ کئے تھا مکاں اپنا ہر مکیں
ہر اک مصر تھا میرے ہی مہماں ہوں شاہِ دیں   پر کب پسند کرتے یہ وہ فخرِ عالمیں

دلجوئیٔ انام تھا کارِ شہِ انام
یہ حال دیکھکر ہوئے آپ انسے ہمکلام

ناقے کو میرے چھوڑ دو انصار خوش سیر   مامور ہے خدا کی طرف سے یہ سر بسر
رک جائیگا یہ آپ سے جسکے مکان پر   دار الاقامہ میرا بنے گا اسی کا گھر

یہ حکم سنتے ہی ہوئے سب اسپہ کاربند
ناقے نے گھر کیا ابو ایوب کا پسند

دو منزلوں کا تھا ابو ایوب کا مکاں   کی پیش شاہ منزل ثانی اسی زماں
لیکن لیا نہ شاہ نے اسکو بایں گماں   وقت سے آئینگے مری خدمت میں ائراں

اللہ رے کسر نفسی سلطان مرسلیں
سمجھا مقدم آپ نے آرام زائریں

جب میزباں بنے ابو ایوب نیک نام   دو وقتہ لاتے تھے پئے سلطان دیں طعام
کھا چکتے تھے طعام جو شاہنشہ انام   پس خوردہ لیکے جاتے تھے گھر با صد احترام

ہوتا جہاں پہ آپکی انگشت کا نشاں
انگلی وہیں پہ ڈالتے وہ بیوی اور میاں

اکروز حضرتِ ابو ایوب کے وہاں   اک ظرف آب ٹوٹ گیا گر کے ناگہاں
آیا خیال انکو یہ فوراً اسی زماں   ممکن ہے آب جائے بسمتِ شہ جہاں
فوراً اٹھا کے ڈال دیا آب پر لحاف
تکلیف پائیں تا کہ نہ وہ شاہ ذی العفاف

مسکن گزیں ہوئے جو وہاں سید انام   اب تک ہوا نہ تھا کوئی مسجد کا انتظام
جاتے ہی آنجناب نے چھیڑا معاً یہ کام   آخر کو سات ماہ میں مسجد ہوئی تمام
جب اسکے آس پاس کے حجرے بھی بن گئے
اٹھکر وہاں جناب رسولِ زمن گئے

ہمسایگانِ شہ میں تھے جو صاحب کرم   ان میں سے ایک تھے ابو ایوب محترم
ت سعد اور دوسرے جناب عمارہ بن حزم   اور تیسرے عبادہ کے فرزند محتشم
یہ لوگ دودھ بھیجتے تھے شاہ دیں کے پاس
قانع اسی پہ رہتے تھے اکثر وہ خوش اساس

اسکے علاوہ ابن عبادہ نکو سیر   اہل دول میں جو تھے ہر اک سے بزرگتر
بالمرہ بھیجتے تھے پئے سید البشر   گہ دودھ گاہ گھی گہے سالن پیالہ بھر
قانع اسی پہ رہتے تھے وہ شاہ مرسلیں
صابر اسی پہ رہتے تھے وہ فخرِ عالمیں

ام انس نے پیش جو کی اپنی جائداد   خواہش تھی انکی صرف کریں خود شہِ عباد
پر نفس کش تھے اتنے رسولِ نکو نہاد   دایہ کو اپنی بخشدی سب از رہِ وداد
پروا نہ کی کہ کرتے تنگیٔ عسرت سے خود بسر
فرماتے تھے ہے فقر مجھے فخر سر بسر

حضرت کا اہل بیت کو مدینے بلوانا

ہجرت کے وقت آئے تھے تنہا شہ جہاں   مکے ہی میں تھیں آپکی ازواج و دختراں
نقلِ مکاں جو کر چکے سلطانِ انس و جاں   مکے کی سمت زید کو فوراً کیا رواں
راہی ہوئے مدینے سے جب وہ نکو سیر
ہمرہ انھیں کے چلدئے صدیق کے پسر ۵

القصہ سودہ اور بتول نکو نشاں   ہمراہ زید خدمتِ شہ میں ہوئیں رواں
بھائی کے ساتھ عائشۂ صادق البیاں   راہی ہوئیں بسمتِ شہنشاہِ دو جہاں
جب پہنچیں جاکے عائشہ و سودہ و بتول
بے فکر و شادماں ہوئے اللہ کے رسول

۵ حضرت عبداللہ

تقررِ اذاں

اجماع کا ہوا نہ تھا اب تک کوئی نظام   جس سے نماز پڑھتے جماعت سے خاص و عام
محسوس اسکو کرتے ہی اکدن شہِ انام   کہنے لگے مجتبا کریں کیا وہ انتظام
جس سے کہ پنجگانہ اکٹھا ہو ہر بشر
مل کر کرے نماز ادا اپنی وقت پر

دیکھا جو شورہ خواہ ہیں سلطانِ انس و جاں   شورے کئی دئے گئے فوراً اسی زماں
لیکن نہ آیا کوئی پسند شہ جہاں   جب حضرت عمرؓ نے دیا شورہ اذاں
شورہ ہوا یہ آپ کا مطبوعِ خاص و عام
شہ نے معاً بلالؓ کو سونپا اذاں کا کام

مواخات

نکلے تھے گھر سے باسر و ساماں جو مومنیں   مانع ہوئے تھے انکو بصد جور مشرکیں
آخر کو چھوڑ کر وہ زر و مال سب وہیں   بے مائگی سے پہنچے تھے وہ سب فدائے دیں
دنیائے دوں کو کر دیا تھا دین پر نثار
ڈرتے نہیں تھے ہونگے مصائب کے ہم شکار

گو انکے میزبان تھے انصار خوش سیر — پر تا بکے وہ لوگ کیا کرتے یوں بسر
خیرات و نذر پر نہیں راغب تھے سر بسر — کرتے تھے محنت اور مشقت سے کسب زر
لیکن یہاں پہ کر نہیں سکتے تھے کوئی کام
بے خانمان و بے سر و ساماں تھے لا کلام

آخر یہ دیکھکر شہِ دیں نے کیا خطاب — گھر میں انس کے جمع ہوں سب مسلمیں شتاب
حکم نبی سے آ گئے جب سارے شیخ و شاب — اک اک کا کر کے دونوں گروہوں سے انتخاب
آپس میں بھائی چارہ کرایا بایں اصول
راضی خوشی سے ہو گئے اصحاب فی معقول

جب بھائی چارہ ہو گیا ان میں بہمدگر — انصار پہنچے بھائی مہاجر کو لیکے گھر
ہر شئے کا جائزہ دیا جاتے ہی پیشتر — پھر نصف حصہ دیدیا ہر شے کا بانٹ کر
ابن ربیع جو تھے اک انصار خوشخصال
دو بیویاں تھیں عقد میں انکے قمر جمال

فرمایا ابن عوف سے! اے اخِ نکو نشاں — جسکو کہو طلاق دوں فوراً اسی زماں
بولے یہ سنتے ہی وہ غلام شہ جہاں — مجھکو بتا دو اتنا کہ بازار ہے کہاں
اسکے سوا نہیں مجھے درکار کوئی چیز
محنت سے کسبِ رزق کروں ہے یہی عزیز

یہ سنکے قینقاع کی ان کو بتا دی راہ — گھی اور پنیر لیکے وہ جا پہنچے صبحگاہ
اسطرح کام کرتے رہے جب وہ چند ماہ — سرمایہ دار ہو گئے از رحمتِ الٰہ
آتا تھا سات سات سو اونٹوں پہ انکا مال
شادی بھی اپنی کر لی بالطاف ذو الجلال

ہر ایک نے غرضکہ تجارت کیا شعار بوجہ خوش سیرنے کی بزازی اختیار
عثماں کھجور بیچتے تھے باصد افتخار ایران تک عمرؓ کا بھی پھیلا تھا کاربار
خرد و کلاں تھے جتنے مہاجر نکوسیر
کرنے لگے تھے کار تجارت پہ سب بسر
اسوقت کچھ نہ رکھتے تھے انصار مال و زر باغات پر کھجور کے کرتے تھے سب بسر
جب بھائی چارہ ہو گیا۔ وہ سب نکوسیر آئے معًا بخدمت سلطان بحر و بر
کی عرض اندرون مکاں تھی جو جائداد
تقسیم اسکی کر چکا ہیں از رہِ وداد
باغات جو کھجور کے ہیں اے شہ جہاں آپ انکو خود ہی بانٹ دیں از دست حق رساں
یہ سنکے آپنے کہا اے خیلِ محسناں کب ہیں مہاجرین زراعت کے رازداں
اسمیں بجائے نفع وہ نقصاں اٹھائینگے
جب کام جانتے ہی نہیں کیا کمائینگے
انصار نے یہ سُنکے کہا اے شہ اُمم ناآشنائے کار جو وہ ہیں تو کیا ہے غم
انکے بجائے کام جو ہوگا کرینگے ہم جو حاصلات ہونگے وہ کرلیں گے منقسم
ایثار ان کا دیکھ کے خوش ہو گئے جناب
باغات سارے بانٹ دئے آپنے شتاب
انصار میں سے کرتا تھا کوئی جو انتقال پاتے تھے اسکا ترکہ مہاجر نکوخصال
حکم رسولِ پاک کا تھا اسقدر خیال سب کو مجاز پر تھا حقیقت کا احتمال
تعلیم مصطفےٰ میں تاثر تھا کس قدر
پیغمبر خدا میں تدبر تھا کس قدر

آخر میں اسکنہ کا ہوا پیش جب نظام
بعضوں نے دی زمیں فتادہ زفیض عام
بعضوں نے کر سکے نہ زمیں کا جو انتظام
آدھا مکان اپنا دیا ہو کے شادکام
بے خانماں تھے جتنے ہوئے صاحب مکاں
خانہ بدوشی کا بھی گیا غم بیک زماں

ظاہر میں گو تھا اسلیئے یہ نظم بہتریں
طیبہ میں اپنے پانوں جمائیں مہاجریں
پر باطناً تھا اس لئے یہ نظم بالیقیں
سیکھیں مہاجریں سے انصار علم دیں
فضل خدا سے موزوں تھا اتنا یہ انتخاب
جو جسکا ہم مزاج تھا تھا اس سے فیضیاب

انصار نے بپاس رسول فلک جناب
کی تھی مہاجریں پہ عنایت وہ بیحساب
تاریخ جسکا دے نہیں سکتی کبھی جواب
مداح جان و دل سے ہو ہر ایک شیخ و شاب
مہماں نوازیوں ہی کا ان کی تھا یہ اثر
مہماں ہوئے حبیب خدا شاہ بحر و بر

ملک بنی نضیر پہ قبضہ ہوا جو نہیں
انصار یوں سے بولے شہنشاہ مرسلیں
نادار ہے زبسکہ گروہ مہاجریں
تم لوگ گر کہو انھیں دیدوں یہ سب زمیں
قابض ہوں جب سے اسپہ وہ سارے نکونہاد
واپس لو اپنی اپنی ہر اک اُن سے جائداد

انصار نے یہ سنکے کہا اے شہ امم
حضرت اسے بشوق کریں انپہ منقسم
وہ جائداد پہلے جسے دے چکے تھے ہم
اسکو بھی اپنے پاس ہی رکھیں وہ محترم
فضل خدا سے ہمکو نہیں ہے کوئی کمی
کرتے ہیں اپنی زیست بسر ہم بخرمی

لیکن جو فتح کر چکے خیبر شہ جہاں — اور ہو گئے زمین کے مالک مجاہداں
فوراً مہاجریں نے پس شکر معطیاں — واپس کیا عطیۂ باغات اسی زماں

انصار نے جو دیکھا ہوئی دُور مفلسی
باغات اپنے لئے واپس بصد خوشی

بحرین فتح کر چکے جب وہ کرم مآب — انصار کو بلا کے بہ شفقت کیا خطاب
میں چاہتا ہوں تمکو کروں اس سے بہرہ یاب — انصار نے یہ سنکے دیا اس طرح جواب

پہلے مہاجرین پہ آپ اتنی ہی زمیں
تقسیم کر دیں تو اسے ہم لینگے بالیقیں

اصحاب صفہ جو کہ تھے بے مایہ سر بسر — سمت مدینہ آئے تھے گھر اپنا چھوڑ کر
کرتے تھے عمر اپنی تجرد ہی میں بسر — منشا تھا علم دیں سے ہوں آگاہ و باخبر

اصحاب

دن ختم کرتے بارگہ مصطفا میں وہ
صفے میں شب گذارتے یادِ خدا میں وہ

کسب معاش کیلئے کرلی تھیں ٹولیاں — جاتی تھیں باری باری سے چننے جو لکڑیاں
منشائے دل تھا فاقے کی کچھ کم ہوں سختیاں — پر جو ہے سرنوشت میں مٹ سکتا ہے کہاں

باوصف اسکے کرتے تھے فاقے وہ چار چار
گر پڑتے تھے نماز میں از فرطِ اضطرار

صدقے کا کھانا آتا تھا جب شاہ دیں کے پاس — دیتے تھے سب انھیں کو وہ شاہِ نکو اساس
ہدیے کا کھانا آتا تھا جب نزدِ خیر ناس — کرتے شریک انھیں بھی کچھ آتا تھا انکا پاس

جب دیکھتے بہم نہیں پہنچا انھیں طعام
تقسیم کرتے ان کو باشندگانِ عام

کرتے تھے لطف انپہ جو سلطان بحر و بر　　احسان انپہ کرتا ہی رہتا تھا ہر بشر
سعد عبادہ جو تھے سخی نکو سیر　　کھلواتے اسّی اسّی نفر کو طعام تر

سلطانِ مرسلیں کو تھا خود اتنا جب خیال
اصحاب کیوں نہ کرتے پھر اسدرجہ دیکھ بھال

اک روز بی بی فاطمہ زہرا نکو نشاں　　عاجز تھیں جو کہ آسیہ رانی سے بیگماں
کہنے لگیں حضور سے اے میرے بابا جاں　　اِک لونڈی ہو کہ پاؤں لسپائی سے میں ماں

فرمایا کس طرح تمھیں لونڈی خرید دوں
تمسے بھی اہلِ صفہ کو تکلیف ہے فزوں

دیکھا جو علم دیں کے یہ شائق ہیں اسقدر　　حضرت پہ انکے شوق کا جا کر پڑا اثر
قرآن سکھانے پر گیا مامور اکِ بشر　　تجوید میں بھی تھا جسے بہرہ تمامتر

تعلیم اسکی آئی کچھ اسدرجہ انکو راس
قاری ہوئے بہت سے بالطاف رب ناس

جاتا تھا اب جو دعوت دیں کیلئے کوئی　　ہوتا تھا اہلِ صفہ ہی میں کا وہ آدمی
فیض حضوری شہ دیں تھا یہ واقعی　　تبلیغ کی جو انمیں صلاحیت آ گئی

سمت معونہ پہنچے تھے جتنے مبلغیں
وہ سب اسی گروہ کے تھے چیدہ مسلمیں

اک سائبان صفہ تھا مسجد کے متصل　　رہتے تھے رات دن یہیں حق کی مشتغل
کرتا تھا عقد جب کوئی انمیں کا نیکدل　　ہوتا تھا اِس گروہ سے از خود وہ منفصل

پہنچا تھا چار سو تک ان اصحاب کا شمار
اک وقت میں کبھی تھے پر اتنے جاں نثار

معاہدہ

یہ سارے کام کر چکے جب شاہ مرسلیں — کسب معاش میں ہوئے سرگرم مسلمیں
چاہا حضور نے کہ یہود اور مومنیں — اک عہد نامہ لکھیں بہم محکم و متیں

واضح ہوں تا ہر اک پہ ہر اک کے تعلقات
بالاتفاق طے ہوں تمامی معاملات

اس عہد نامے میں جو شرائط ہوئیں رقم — انمیں سے ایک یہ تھی کہ ملکر رہیں بہم
اور دوسری یہ شرط تھی بے کاست اور کم — جاری رہے گا فدیہ کا دستور مرتسم

اور تیسری یہ تھی کہ کسی اک کا عدو اگر
لڑنے کو اس سے آئے بنے دوسرا سپر

چوتھی یہ تھی جو طے ہوئی تھی انکے درمیاں — اہل قریش کو نہ کبھی دے کوئی اماں
اور پانچویں یہ تھی کہ یہودی بہر زماں — ہر امر مذہبی میں رہیں مطلق العناں

شرط ششم تھی آئیں مدینے پہ گر عدو
ملکر یہ دونوں اس سے کریں جنگ دوبدو

اور ساتویں یہ شرط ہوئی تھی بعہد گر — گر اک فریق عدو سے تلے اپنے صلح پر
لازم ہے دوسرا بھی ہو آمادہ دیکھ کر — پر جنگ مذہبی پہ نہیں اسکا کچھ اثر

جسدم معاہدہ یہ ہوا انکے درمیاں
اعدا سے مطمئن ہوئے کچھ کچھ شہ جہاں

طعن کفار

اسعد بن زرارہ و کلثوم ذی ہمم — اس سال اس جہاں سے گئے جانب عدم
رحلت سے ان صحابہ کی پہنچا بہت ہی غم — راضی تھے پر مشیت حق پر شہ امم

رحلت پہ انکی جب ہوئے کفار طعنہ زن
بولے جناب میں نہیں مختار ذوالمنن

طعن کفار کا قدرتی جواب

اس طنز کا جواب ملا حق سے خوب تر — عاص و ولید جو تھے رئیسانِ اہل شر
کہتے تھے جن کو اپنا وہ سردار مفتخر — دونوں ہی بے نشاں گئے اس دار سے گذر

ان واقعوں سے بند ہوئی اسطرح زباں
گویا لگادی مہر خدا نے سر دہاں

ابن زبیر کی ولادت

سمت مدینہ آئے تھے جب سے مہاجرین — اولادیں انکے گھر میں ابھی تک ہوئی نہ تھیں
کہتے تھے اس بنا پہ بہم سارے مشرکیں — جادو کیا یہودیوں نے انپہ بالیقیں

لیکن ہوا زبیر کے گھر میں جو نہیں پسر
دل سے گیا ہر ایک کے وہ وہم سر بسر

نمازِ ظہر و عصر و عشا کا چہار رکعتی ہونا

ظہر و عشا و عصر کی اب تک ہر اک نماز — دو رکعتی ہی پڑھتے تھے سلطانِ پاکباز
پر اب ہوا یہ حکم خداوند بے نیاز — کیجے چہار رکعتی ان کو شہ حجاز

اسدن سے ان نمازوں کی رکعات ہیں دوچند
لیکن رہے سفر میں اسی طرح کار بند

سلسہ ہجری تحویل قبلہ

کعبہ کہ جو خلیل کا قبلہ تھا بالیقیں — لازم تھا ہوتا قبلۂ سلطانِ مرسلیں
اسواسطے کہ آپ انہیں کے تھے جانشیں — پر اسکو اپنا قبلہ بنائے تھے مشرکیں

مکے میں اسلئے رہے جب تک شہ حجاز
پڑھتے رہے مقام براہیم پر نماز

واقع بسمتِ مسجدِ اقصیٰ تھا یہ مقام — حاصل تھا قبلتیں کا فخر اس سے لاکلام
پر مکے سے مدینے جب آئے شہِ انام — قبلے کا راز ہو گیا افشا بخاص و عام

شہ نے جو سوئے مسجد اقصے پڑھی نماز
فوراً ہی قبلے کا ہوا اعدا کو امتیاز

کہتے تھے برملا یہ جہودانِ بدیقیں　　قبلہ تو میرا ہی ہے بدلتے رہیں یہ دیں
یہ سنکے غم رسیدہ ہوئے شاہ مرسلیں　　کی عرض حق تعالےٰ سے اے رب عالمیں

دیتے ہیں طعنہ قبلے کا اعدائے نابکار
کعبے کو مسلمین کا قبلہ تو دے قرار

یہ کہتے ہی دعا ہوئی فوراً یہ مستجاب　　عینِ نمازِ ظہر میں حق سے ہوا خطاب
دیتے ہیں طعنِ قبلہ جو اعدائے بےحجاب　　کعبے کی سمت پھیرئے رُخ آپ بھی شتاب

آیا جو نہیں یہ حکم بسمتِ شہِ انام
رُخ کرکے سُوئے کعبہ نماز انکی کی تمام

سلطانِ مرسلیں نے جو قبلہ دیا بدل　　برہم ہوئے بہت ہی جہودانِ پُر دغل
کہتے تھے ضد سے کام لیا ہے وریں محل　　آئے ہمارے دین کی وقعت میں تا خلل

ورنہ نہ تھا یہ قبلہ بدلنے کے واسطے
جو کچھ کیا ہمارے ہی جلنے کے واسطے

یہ سنکے جتنے اضعف الایماں تھے مسلمیں　　کہتے تھے قبلہ کوئی بدلنے کی شے نہیں
بُرہانِ بےثباتیِ دیں ہے یہ بالیقیں　　ہوتا ہے بس یونہیں متزلزل ہر ایک دیں

لازم نہ تھا بدلتے اسے شاہ بحر و بر
قبلہ تو دیں کا ہے شعار بزرگ تر

کم عقل مسلمیں جو لگے کرنے یوں کلام　　آئی یہ وحی از طرف رب ذوالکرام
تحویل قبلہ پر ہیں اگر معترض عوام　　کہہ دیجئے اُنسے آپ یہ اے خسرو انام

قبلہ کبھی بدلتا نہ خلاقِ دوجہاں
پر دیکھنے تھے اس کو مطیعانِ دیں کشاں

غرب اور شرق سب کا ہے خلاق وہ جلیل | رُخ ہو اُدھر تو ملتا نہیں بدلۂ جمیل
مانو اگر خدا کو رسل کو بلا دلیل | تسلیم کر لو دل سے انھیں ہادیٔ سبیل

ایمان لاؤ ساری کتابوں پہ حشر پر
دولت کو اپنی صرف کرو اہل فقر پر

البتہ یہ امور ہیں سب موجب ثواب | ملتا ہے ان اُمور کا بدلہ بھی بے حساب
لازم ہیں کاربند رہیں اسپہ شیخ و شاب | انکے سوا ملیں گے نہیں جادۂ صواب

قبلہ شعار دیں کا ہے اک بہر امتیاز
اسکے سوا نہیں ہے کوئی اور اسمیں راز

حکم صوم و جہاد و فطرہ کا نزول

اس سال ہی بحکم خداوند دوجہاں | صوم مہ صیام ہوئے فرض بے گماں
حکم جہاد آیا سوئے شاہ انس و جاں | فطرے کا اذن بھی ہوا صادر اسی میاں

تا مال اغنیا سے مساکیں ہوں فیضیاب
فاقہ کشی کا انپہ سے اُٹھ جائے کچھ عذاب

نماز عیدین کا وجوب

اس سال ہی بحکم خداوند بے نیاز | واجب ہوئی ہر ایک پہ عیدین کی نماز

جناب بتول کا عقد

اس سال ہی بتول سی خاتون پاکباز | آئیں بعقد شیر خدا خسرو حجاز

جناب رقیہ کی رحلت

اس سال ہی رقیہ سی دختِ شہ اُمم
دنیائے دوں سے کرگئیں رحلت سوئے عدم

مدینے میں حضرت کے اعداء

جب تک رہے وطن میں شہنشاہِ مرسلیں | دُکھ دیتے تھے قریش ہی از راہ بغض و کیں
پہنچے سوئے مدینہ جو با خیل مرسلیں | پیدا ہوئے دو اور گروہ مخاصمیں

اول یہود جو علے الاعلان تھے عدو
ثانی منافقیں جو تھے در پردہ کینہ جو

ابن اُبَی کے نام قریش کا خط

آرام سے جو ٹھہرے وہاں شاہ بحر و بر — مکے کے مشرکوں کو ہوئی جو نہیں یہ خبر
نارِ حسد سے جل کے ہوئے خاک سر بسر — ابن اُبَیّ کو لکھا اک نامہ زود تر
انصار میں یہ شخص تھا ذیجاہ نامدار
ہجرت کے قبل سب کا تھا سردار باوقار

لکھا تھا اس کو قتل کرو مصطفٰے کو تم — یا شہر سے نکال دو شاہ ہدا کو تم
بیٹھے بٹھائے لاؤگے سر پہ بلا کو تم — پورا نہ کر سکوگے جو اس مدعا کو تم
حملہ کرینگے تم پہ بہ طیاریِ کمال
لوٹیں گے گنج مال۔ زنانِ قمر جمال

حضرت کا ابن اُبَیّ کو سمجھانا

شہ کو ہوئی قریش کے خط کی جو نہیں خبر — ابنِ اُبَیّ سے کہا اے مردِ با اثر
آمادہ اس گروہ سے ہونا نہ جنگ پر — جنمیں ہے کوئی بھائی ترا اور کوئی پسر
انصار چونکہ ہو چکے تھے دیں سے بہرہ یاب
سوچا نتیجہ جنگ کا ہے واقعی خراب

اعدائے مدینہ کی دلیری

یہ سوچ کر سکوت کیا اسنے اختیار — لیکن ہوا جو نامے کا مضمون آشکار
شہ پائی شادماں ہوئے اعدائے بدشعار — آمادہ سرکشی پہ ہوئے سارے نابکار
کہتے تھے اسنے نوبتِ جنگ آگئی اگر
ہونگے قریش میری اعانت پہ سر بسر

ابن اُبَیّ کا متکبرانہ خطاب اور حضرت کا تحمل

اکروز کا ہے ذکر جنابِ شہ جہاں — پہنچے محلۂ بنی خزرج میں ناگہاں
محو کلام تھے بشر اسوقت کچھ وہاں — جنمیں تھے مسلیں کچھ اور کچھ معانداں
اسوقت تھے سواری پہ شاہنشہ بشر
ٹاپوں سے گرد اڑی تو ردا رخ پہ ڈالکر

ابن اُبَیّ نے کیا نخوت سے یوں خطاب — گرد اسقدر اڑاؤ نہ رہ اپنی لوشتاب

سنکر کلام اسکا رسولِ فلک جناب — پڑھنے لگے کلام خدا برکت انتساب

سنکر کلام حق لگا کہنے وہ بدسیر
مجھکو نہیں پسند ہے ہو راست بھی اگر

تم میرے پاس آکے سناؤ نہ یہ سخن — مجھکو نہیں پسند یہ فقرات دلشکن

سننے کو جائیں پاس تمھارے جو مرد وزن — انکو سناؤ مجھ سے عبث ہو نہ حرف زن

سنتے ہی یہ سخن بگڑ اٹھے سب اہل دیں
ہو جاتی جنگ ہوتے نہ گر شاہ مرسلیں

سعد معاذ اور ابو جہل کی گفتگو

سعد معاذ جو کہ تھے سردار اوسیاں — مکے کو بہر عمرہ گئے تھے اسی زماں

گھر پر اُمیّہ کے ہوئے تھے جاکے میہماں — پہنچے طواف کو جو وہ ہمراہ میزباں

آ پہنچا اتفاق سے بوجہل خیرہ سر
پوچھا تمھارے ساتھ ہے یہ کون دو خبر

سنکر امیہ نے دیا بوجہل کو جواب — سعدِ معاذ ہیں مرے ہمراہ و ہمرکاب

یہ سنکے اس لعین نے کیا سعد سے خطاب — دی تم نے صابیوں کو اماں راہ لوشتاب

ہوتے نہ ساتھ امیہ کے اسوقت تم اگر
گھر بچ کے جانہ سکتے تھے لیجاتی یوں خبر

سعد معاذ نے کیا یہ سنکے یوں کلام — روکو گے تم جو داخلۂ مسجد حرام

ہملوگ تم سے لینگے ضرور اس کا انتقام — روکینگے قافلے کو تمھارے براہِ شام

ہمسے بگاڑ کرنے کا اچھا نہیں مآل
فاقہ کشی کروگے مقرر۔ رہے خیال

قریش کی عزت کا سبب

متولّی حرم تھے قریشی بایں سبب کرتا تھا انکی عزت و وقعت ہر اک عرب
ہوتے تھے گر کسی سے کبھی بھی وہ پُر غضب تلتے تھے اس سے جنگ جدل پر یہ سب کے سب

جو نہیں شہ رسل کے ہوئے وہ عدوئے جاں
فوراً مؤیدیں بنے انکے یہ ملحداں

عبد قیس کی معذرت

اغوا سے جب قریش کے بگڑے یہ خیرہ سر باندھی ہر اک نے دشمنی شاہ پر کمر
آتے تھے مسلمیں جو حضور شہ بشر ہوتے تھے سدِّ راہ یہ سب بانیانِ شر

چھ ہجری میں سفارتِ بحرین آئی جب
کی عرض عبد قیس نے اے سید عرب

ہم آنا چاہتے ہیں جو خدمت میں آپکی کرتے ہیں روک ٹوک مضر کے سب آدمی
ان روزوں منع ہوتی نہ گر جنگ باہمی آسکتا تھا نہ خدمت والا میں پھر کوئی

ہملوگ دور حج ہی میں شہ آسکیں گے اب
جائز نہیں سمجھتے ہیں جنگ اندرون عرب

قریش کی مدینے پر حملے کی طیاری

اتنے ہی پر قریشیوں نے کی نہ اکتفا ہر شخص انتظام لگا کرنے جنگ کا
حضرت کا قتل سب کا تھا منشاء و مدعا اسلام کا جہان سے ہوتا کہ خاتما

کہتے تھے وقت اب نہیں غفلت کا دوستو
لازم ہے مل کے حملہ مدینے پہ سب کرو

تدابیر حفاظت

طیاری انکی سنکے شہنشاہ بحر و بر کرتے تھے جاگ جاگ کے روزانہ شب بسر
پر کب تلک آپ جاگتے اسطرح تا سحر اکروز تنگ ہوکے یہ لائے زبان پر

امشب جو پہرہ دیتا کوئی اچھا آدمی
سوجاتا ہوکے مطمئن اللہ کا نبی

۵ حضرت سعد وقاص کے پسر نے سنا جو نہیں یہ کلام
سج کر سلاح دینے لگے پہرہ شاد کام
مدت کے بعد سوئے تھے اس شب شہ انام
گویا کہ نیند ہو گئی تھی آپ پر حرام

یوں گزر رہے تھے زیست شہنشاہِ دیں بسر
ہر لحظہ حیات گذرتا تھا سخت تر

سج کر سلاح سوتے تھے اصحاب تا سحر
کفار بد شعار کا خطرہ تھا اس قدر
اس حال پر جو خالق عالم نے کی نظر
حکم جہاد بھیجا بسمتِ شہِ بشر

منشائے حکم تھا کہ ستم دیدہ مسلمیں
اب کافروں سے جنگ کریں ہو نگا ہیں معیں

جب اہل دیں ستائے گئے حد سے بیشتر
حکم جہاد آیا سوئے سید البشر
منشائے حکم حق سے ہوئے شہ جو با خبر
کیں بہر حفظ جاں یہ تدابیر پر اثر

پہلے کیا نواح کے لوگوں سے اتحاد
بعد اسکے راہ شام کا فرمایا انسداد

الحاصل اس بنا پہ پئے انسدادِ راہ
مکے کی سمت جانے لگے پیروانِ شاہ
تھا مدعا یہیں اگر اعدائے کینہ خواہ
دھمکائیں اچھی طرح۔ کریں خواب انتباہ

تا ڈر کے پھر نہ جائیں تجارت کو سوئے شام
فاقوں سے تنگ آکے کریں صلح پر کلام

اس اس طرح کی تین مہیں ہوئیں رواں
رہ میں ملا ہر اک کو گروہ معانداں
نوبت جدال کی مگر آئی نہ درمیاں
غایت ہر اک مہم کی تھی خائف ہوں کافراں

ورنہ بچا کے جاں کو نہ جا سکتے تھے لعیں
حمزہ۔ عبیدہ۔ سعد تھے سردار مسلمیں

اس طرح چھیڑ چھاڑ جو ہونے لگی بہم — ہشیار خطرے سے ہوئے پہلے شہ امم
چاہا تعلقات کو وسعت دیں اپنے ہم — اطراف میں بھی تا نہ عدو کے جمیں قدم

پس کی سوے جُہینہ مہم شہ نے اک رَواں
وہ ہوئے بر تو نگا میں مساوات ہر زماں

سن دو میں جب مہم سوے ابوا ہوئی رواں — یہ اسّی میل پر تھا مدینے سے بیگماں
قائد تھے اس مہم کے شہنشاہ انس و جاں — تھے ہمرہی میں ساٹھ مہاجر نکو نشاں

آباد تھے وہاں بنی ضمرہ ہر ایک سُو
ٹھہرے پئے معاہدہ سلطانِ نیک خو

مخشی جو ضمریوں کا تھا سردار محترم — اس سے معاہدہ ہوا ان شرطوں سے بہم
حملہ کریں کسی پہ گر اعدائے پرستم — تم ہو میرے معین تمہارے معیں ہوں ہم

پر جنگ مذہبی سے ہر اک رکھے احتراز
اس حال میں رہے گا نہ قائم یہ ساز باز

مخشی سے عہد کر چکے جب شاہ بحر و بر — اک ماہ بعد کرز جو جابر کا تھا پسر
پہنچا سوے چراگہ طیبہ وہ زود تر — چرتے تھے جس جگہ شہ عالم کے جانور

ان سب کو لیکے چلدیا وہ دشمنِ مبیں
دوڑے عقب میں پر نہ لگا ہاتھ وہ لعیں

اس واقعے کے بعد شہنشاہ انس و جاں — دو سو مہاجرین کے ہمراہ دہمعناں
فوراً ہی ذوالعشیرہ کی جانب ہوئے رواں — ذو منزلوں کا فصل جو رکھتا تھا بیگماں

آباد اس جگہ بنی مدلج تھے سر بسر
جا کر وہاں مقیم ہوئے شاہ بحر و بر

تھا انکے ضمریوں کے بہم ربط و اتحاد ۔ پس اس بنا پہ انسے ملے جب شہ عباد
سب نے قبول کیں وہ شرائط بڑا ز وداد ۔ آئندہ جنگ کا ہو اجن سے کہ انسداد

جب کر چکے معاہدہ ان سے شہ جہاں
فوراً وہاں سے آئے پلٹ جانب مکاں

واپس مکاں کو آئے جو شاہنشہ عرب ۔ عبد اللہ ابنِ جحش کو فرمایا پھر طلب
آئے حضور شاہ میں جب وہ بصد ادب ۔ ہجرت کا سال دوسرا تھا اور ماہ رجب

خط دیکے ساتھ انکے کئے دوازدہ نفر
فرمایا بطنِ نخلہ کی جانب کرو سفر

خط لیکے جب وہاں سے ہوئے وہ صبا خرام ۔ کہنے لگے یہ اُن سے جناب شہ انام
دو دن کے بعد پڑھنا اسے مرد نیک نام ۔ لکھا ہو جو کچھ اسپہ عمل کرنا لاکلام

یہ سنکے رہ نورد ہوئے وہ نکو سیر
دو روز بعد کھولا وہ خط بزرگ تر

لکھا تھا بطنِ نخلہ پہنچ کر کرو قیام ۔ دیکھو قریشیوں کے ہیں کیا عزم و انتظام
حالت کا انکی تم پہ ہو جب انکشاف تام ۔ فوراً دو اطلاع کہ بگڑے نہ دیں کا کام

خط پڑھ چکے تھے جو نہیں وہ سردار نامور
چند آدمی قریش کے آئے انھیں نظر

یہ لا رہے تھے شام سے سوداگری کا مال ۔ بے خوف آتے تھے نہ تھا حملے کا کچھ خیال
دیکھا جو ابنِ جحش نے یوں دل ہوا نہال ۔ فوراً ہی حملہ کر کے کیا ان کو پائمال

عمرو بن حضرمی ہوا قتل اور دو اسیر
باقی ہوئے فرار ملا مال زر کثیر

جحش ... قتل ... حضرمی

حضرت کا مال غنیمت واپس کرنا

جب آکے ابنِ جحش نے حالت یہ کی بیاں ۔ اور لائے مال لوٹ کا پیشِ شہ جہاں
ناراض ہو کے بولے شہنشاہِ انس وجاں ۔ ان حرکتوں کا تمکو ملا اذن کس زماں
لیجاؤ ہمکو مال غنیمت نہ چاہیئے
خواہاں نہ تھے ہم اسکے یہ دولت نہ چاہیئے

اصحاب کا ابن جحش پر غصہ

اصحاب مصطفٰے بھی ہوئے سنکے خشمگیں ۔ بولے تمھیں روا تھے یہ افعال بدتریں
کیوں حضرمی کے خون سے کی سرخ وہ زمیں ۔ کیوں لوٹ لائے مال یہ بے حکم شاہِ دیں
ماہِ حرام میں تمھیں لازم نہ تھا قتال
بے حکم شاہ لوٹنا جائز نہ تھا یہ مال

حضرمی کے قتل پر حرب کا بگڑنا

جب حضرمی کے قتل کی پہنچی وہاں خبر ۔ باپ اسکا حرب کا تھا حلیف عزیز تر
یہ حرب تھا عرب کے رؤسا میں مفتخر ۔ بعد عبد مطلب کے تھا حاکم ہر ایک پر
اس کے حلیف کا جو بہا تا کوئی لہو
کیونکر نہ آتا غیظ میں یہ مردِ تند خو

نوفل و عثمان کی اسیری پر مغیرہ کا بگڑنا

آئے تھے ہو کے نوفل و عثمان جو اسیر ۔ پوتے یہ تھے مغیرہ کے جو تھا بڑا شریر
اور بعد حرب دوسرے درجے کا تھا امیر ۔ کرتے تھے اس کا پاس صغیر اور سب کبیر
پوتوں کے قید ہونے پہ کب آتا اسکو چین
تھے اسکے نورِ عین کے یہ دونوں نورِ عین

سبب غزوۂ بدر

پہنچی قریش والوں میں جسوقت یہ خبر ۔ کینہ ہر ایک شخص کا پہنچا کمال پر
ہر اک نے انتقام پہ باندھی معاً کمر ۔ آمادہ جنگ پر ہوئے با جان و مال و زر
اس واقعے سے کھیل گئے جان پر قریش
باعث یہی تھا بدر کا غزوہ جو آیا پیش

قریش اور قتل حضرت کی تدابیر

آئے تھے جب سے مکے سے شاہنشہ انام
رہتے تھے سب قریش اسی غم میں صبح و شام
کس طرح قصۂ شہ عالم کریں تمام
اسلام کا جہاں سے کیونکر مٹائیں نام
پہلے بن اُبّیؔ کو اک خط کیا رواں
جس میں ہر ایک پہلو سے دیں اسکو دھمکیاں

ان دھمکیوں پہ بھی نہ کیا اسنے جب خیال
غارتگری پہ تل گئے آخر وہ بد مآل
جب ایسی حرکتوں سے بھی بینکا ہوا نہ بال
نار غضب کا دل میں ہوا سبکے اشتعال
چاہا کہ جنگ فیصلہ کن مسلمیں سے ہو
معدوم تا گروہ یہ روئے زمیں سے ہو

تدبیر فراہمی سرمایۂ جنگ

چاہا یہ سوچ کر ہو لڑائی کا انتظام
پر مال کے بغیر نہیں چلتا کوئی کام
محسوس کرکے اس کو زن و مرد خاص و عام
سرمایہ سارا لائے گھروں سے بجوش تام
پھر اس سے سب تجارتی ساماں خرید کر
مکے سے شام کو چلے اعدائے بدگہر

مطلب تھا جتنا نفع میں حاصل ہو مالُ زر
سامانِ جنگ اس سے خریدے ہر اک بشر
اس سال اس ارادے پہ مبنی تھا یہ سفر
پہلے سے بھی زیادہ تھی کوشش بایں نظر
اب تک میانِ شام ہی تھا سارا کارواں
نخلہ میں حضرمی کا ہوا قتل ناگہاں

قتل حضرمی و سلسلہ جنگ کا

مکے میں اسکے قتل کی پھیلی جو نہیں خبر
سنتے ہی مشتعل ہوئے اعدائے خیرہ سر
آمادہ پہلے ہی سے تھے وہ لوگ جنگ پہ
اتنے میں یہ خبر بھی ہوئی سب میں مشتہر
آتے ہیں فکر مالِ غنیمت میں مسلمیں
لوٹیں گے رہ میں قافلہ والوں کو بالیقیں

کھایا قریشیوں نے یہ سنتے ہی ہیچ تاب طیار ہو کے شام کی جانب چلے شتاب
واقف ہوئے اس عزم سے جب شاہ خوش خطاب صادر کیا یہ حکم کہ حاضر ہوں شیخ و شاب
حکم حضور سنکے جو نہیں آئے مومنیں
شہ نے معاً بیان کیا عزم ملحدیں

جب دشمنوں کا عزم کیا سب پہ آشکار بولے مہاجرین جو تھے لبسکہ جاں نثار
دل میں ہمارے ڈر نہیں اعدا کا زینہار لڑتے رہینگے جسم میں جبتک ہے جان زار
لیکن رخ سخن نہ تھا سوئے مہاجریں
انصار تھے مخاطب سلطانِ مرسلیں

دستِ بزرگ شہ پہ یہ بیعت ہوئے تھے جب سب نے کہا تھا آپسے اے سید عرب
جس دم مدینے آئینگے اعدائے بے ادب ہونگے مقابل انکے ہم انصار سب کے سب
اس موقع کے علاوہ مگر اے شہ امم
انکا مقابلہ نہ کریں گے کبھی بھی ہم

اس وجہ سے رسولِ خدا سید انام نگراں تھے سمتِ اہلِ مدینہ دم کلام
اس نکتے کو سمجھ گئے انصارِ نیک نام سعد عبادہ بولے! رسولِ فلک مقام
ہم کو وجائیں بحر میں فرمائیں آپ اگر
ہم وہ نہیں جو کثرتِ اعدا سے جائیں ڈر

بعد ان کے بولے حضرت مقداد ذی ہمم ہم موسیٰ نہیں جو یہ کہدیں! اے شہ امم
تم جاؤ جنگ کے لئے یا رب ذو الکرم فاضل ہماری جاں نہیں جاتے نہیں ہیں ہم
پیدل ہمارے جنگ کریں گے سوار سے
نکلیں گے تیغ لیکے یمین و یسار سے

قافلہ ...
خبر پر قریش ...
شام کیطرف ...

حضرت کا ...
ارادہ قریش ...

سعد عبادہ ...
کا جواب

مقداد کی ...
سے گفت ...

پیشِ جناب آئے پئے قتل گر عدو — تیغ اپنی اُس لعین کا پی جائیگی لہو
حملہ کرے گا پشت پہ گر کوئی فتنہ خو — بچ کر نہ جا سکے گا کہیں وہ سیاہ رو
ہم سب ہنر بہ پیشۂ دینِ اللہ ہیں
اعدا کے سر اُڑانے میں ذی دستگاہ ہیں

یہ سُنکے باغ باغ ہوئے شاہ خوشخطاب — فرطِ سرور سے چمک اٹھا رخِ جناب
فرمایا بہرِ جنگ ہوں طیار شیخ و شاب — سنتے ہی حکم آپکا آ پہنچے سب شتاب
پھر کیا تھا لیکے سب کو معاً سیدِ انام
بارہ صیام کو ہوئے راہی بسمت شام

جسدم چلے مدینے سے سلطانِ نامدار — زائد تھے تین سو سے کچھ اصحاب جاں نثار
اک میل چل کے بولے رسولِ کرم شعار — ٹھہرو کہ لے لوں جائزۂ فوج ایک بار
یہ سُنکے رُک گئے معاً اصحاب آنجناب
کم عمروں کا حضور نے فرمایا انتخاب

زاں بعد اُن سے بولے یہ شاہنشہ انام — میدانِ جنگ میں نہیں تم کمسنوں کا کام
گھر جاؤ رزمگاہ ہے خطرات کا مقام — اب تا بلوغ جنگ کا لینا کبھی نہ نام
یہ سُنکے رو دئے جو عمیر نکو نشاں
فرمایا رو رہے ہو تو خیر آؤ ہمعناں

سعد انکے بھائی خسروِ دیں کے تھے ہمرکاب — خنجر گلے سے ان کے حمائل کیا شتاب
اس طرح آخرش ہوئے وہ ہمرہِ جناب — راہی ہوئے وہاں سے جو اب شاہ خوشخطاب
سوچا دغا کریں جو یہود و منافقین
بچوں کے عورتوں کے لہو سے ہو تر زمیں

لشکر طیاری

غزوہ بدر

غزوہ بدر

آیا جو یہ خیال تو فوراً اسی زماں　　شہ نے کیا مدینہ ابوالبابہ کو رواں
جب چلدیئے اُدھر وہ رئیس نکو نشاں　　بولے تمھیں مدینے پہ کرتا ہوں حکمراں
جب تک نہ آوں میں کرو سب کی محافظت
اعدا نہ کرنے پائیں ذرا بھی مداخلت

متعین انکو کرچکے جب سید انام　　عاصم بن عدی سے کہا ! مرد نیکنام
جا عالیہ کو تو بھی ترا بھی یہی ہے کام　　جب تک نہ آؤں رہنا بصد حسن انتظام
ہر دو جگہ کا کرچکے جب نظم شاہ دیں
لی راہ بدر آتے تھے جس رہ سے ملحدیں

قبل اسکے شہ نے بھیجدیئے تھے دو مخبراں　　جو ہو چکے تھے قافلے کو پہلے ہی رواں
مطلب تھا بڑھ کے دیں خبر نقل دشمناں　　وادی پہ پہنچے دوسری جانب وہ جبس زماں
فوراً خبر رسانوں نے آکر یہ دی خبر
وادی کی سمت ثانی پہ ہے انکا مستقر

پہنچے تھے نزد بدر کے جب شاہ انس و جاں　　حاضر ہوئے تھے خدمت عالی میں مخبراں
اسوقت سترہ رمضاں کی تھی بیگماں　　اعدا کو سنکے ٹھہرے وہیں سید زماں
پیغمبر خدا نے جو اُس جا کیا قیام
ٹھہرے مجاہدین بھی وہیں با سر در تمام

ہمراہ آنجناب تھے جتنے مجاہدیں　　پیدل تھے ان میں دو کے سوا سارے مومنیں
سامان حرب و ضرب بھی تھا پاس کمتریں　　عسرت سے کر رہے تھے بسر اکثر اہل دیں
لیکن بایں ہمہ بھی تھے از بسکہ بے خطر
رکھتے تھے فضل حضرت خلاق پہ نظر

برعکس انکے نکلے تھے جب گھر سے کافراں   جمعیت اک ہزار تھی ان سبکی بے گماں
جنمیں سے سو سوار تھے باصد شکوہ و شاں   پیدل تھے باقی۔ پہ مسلح تھے سب جواں

سامانِ حرب و ضرب بھی کافی تھا سب کے پاس
ہمراہی میں رسد بھی تھی بیحد و بیقیاس

جو جو قریش کے تھے رئیسانِ با اثر   جز بولہب سب آئے تھے گھر بار چھوڑکر
دولت سے مالامال تھے وہ لوگ اسقدر   لشکر کی میزبانی پہ باندھے تھے سب کمر

عتبہ بنِ ربیعہ جو تھا مردِ ذی شکوہ
اسوقت ان سبھوں کا تھا سردار و سرگروہ

پہنچے تھے نزدِ بدر جو اعدائے خیرہ سر   مسموع ہو چکی تھی اسیوقت یہ خبر
اب کارواں کو کچھ بھی نہیں خوف اور خطر   اعدا کی زد سے بچ کے وہ جا پہنچا دور تر

یہ سنکے زہرہ اور عدی کے جو تھے امیر
کہنے لگے کہ اب نہیں جنگ ان سے ناگزیر

بوجہل بدسیر نے سنا جو نہیں یہ کلام   بولا سکوت ہے بڑی نامردی کا کام
جو شیر دل ہیں چاہیئے سمجھیں اسے حرام   مرجائینگے مگر نہ ہٹائیں گے پیچھے گام

یہ سنکے وہ قبیلے تو گھر کو ہوئے رواں
اور باقی چلے طرفِ بدر اسی زماں

پہنچے تھے چونکہ بدر میں پہلے ہی مشرکیں   پس اُس پہ جم گئے جو موقع کی تھی زمیں
پہنچے جو بعد اُنکے وہاں صاحبانِ دیں   بہرِ قیام پائی جگہ بسکہ بدتریں

پانی کا جس مقام پہ نام و نشاں نہ تھا
بالو ہی بالو تھی کوئی چشمہ کنواں نہ تھا

ٹھہرے وہاں جو خسرِ دیں شاہ خوشخطاب کہنے لگے حضور سے با صد ادب حباب
کیا وحیِ حق سے اسکو کیا شہ نے انتخاب بولے یہ اُنسے سنکے رسولِ فلک جناب

اسکے لئے ہوا نہیں کچھ وحی کا نزول
یونہیں ٹھہر گیا یہاں اللہ کا رسُول

یہ سنکے بولے شہ سے حُباب نکو سیر ٹھہرایا اپنی رائے سے گر اس کو مستقر
فوراً ہی اسکو چھوڑئے اے سید البشر چشمے پہ قبضہ کیجئے للہ جلد تر

بہتر ہے اسکو مانیئے اے شاہِ مرسلیں
راحت نصیب ہوں گے بایں طور مسلمیں

شورہ ہوا حُباب کا مطبوع خاص و عام چشمے پہ جا کے ٹھہرے معاً سید انام
جونہیں کیا حضور نے جا کر وہاں قیام بارش بھی ہو گئی بعنایات ذو الکرام

جس سے کہ گرد دب گئی اس رزمگاہ کی
تائید تھی یہ قادرِ ذی عز و جاہ کی

بارش لگی جو ہونے بالطاف ایزدی کہنے لگے صحابہ سے اللہ کے نبیؐ
روکو یہ آب حوض بنا کر ابھی ابھی تا آگے چل کے پیش نہ آئے کوئی کمی

یہ سنکے سب نے حکم کی تعمیل کی شتاب
فوراً ہی چند حوض کی صورت میں روکا آب

اس طرح آب پر ہوئے قابض جو شاہِ دیں لازم تھا آب پاتے نہ یکقطرہ مشرکیں
رحمت تھے پر حضور مرے بہر عالمیں محرومِ آب رہتے تو کیونکر معاندیں

اس موقع پر بھی جاری رہا شہ کا فیض عام
تخصیص مسلمیں تھی نہ اعدا کی روک تھام

ہنگام شب تھا کر چکے جب انتظام آب　　خستہ سفر سے تھے بہت اصحاب آنجناب
کھولی کمر ہر اک نے بالآخر برائے خواب　　بستر پہ پہنچے ہی تھے کہ نیند آگئی شتاب
لیکن شہِ ہدا رہے بیدار ساری رات
اعدا کا خوف تھا رہے ہشیار ساری رات

گذری دعائے فتح میں شہ کی وہ ساری رات　　ہوتے ہی صبح سبکو جگایا پئے صلوات
فارغ ہوئے نماز سے جب وہ نکو صفات　　تقریر کی جہاد پہ پُر مغز و پُر نکات
تا باخبر ہوں مرضی رب العباد سے
لیں کام وقت جنگ اُصولِ جہاد سے

گو بہر جنگ سارے قریشی تھے بیقرار　　پر ایسے بھی تھے کچھ جنھیں تھا اس سے ننگ و عار
منجملہ ان کے اک تھا حکیم نکو شعار　　جو جاکے بولا عتبہ سے اے مرد ذی وقار
میداں جو آج گرم نہ ہو کارزار کا
روز آج کا ہو روز تری یادگار کا

عتبہ نے پوچھا پاؤں میں کیونکر یہ افتخار　　بولا یہ سنکے اس سے حکیم ستودہ کار
ہے حضرمی کا خون فقط وجہِ کارزار　　وہ آپ کا حلیف تھا آپ اسکے دستدار
گر اس کا خوں بہا انھیں دیدیں ابھی جناب
لیں راہ اپنے اپنے گھروں کی یہ سب شتاب

مثل اور کافروں کے نہیں تھا وہ بدنہاد　　کہنے لگا کہ اچھا ہی رک جائے گر فساد
لیکن بغیر شورۂ بوجہل پُر عناد　　ممکن نہیں تھا کرنا اکیلے وہ انسداد
یہ سُنکر حکیم سے بولا وہ صلح جو
جا کر اس امر میں تو ہی کر اس سے گفتگو

پہنچا جو اس کے پاس سنتے ہی وہ جواں پھیلا رہا تھا تیروں کو اپنے وہ بدگماں
جو نہیں پیام عتبہ کا اس سے کیا بیاں بولا بگڑ کے اس سے وہ سردار مشرکاں

عتبہ کو جرأتوں نے دیا اسکی کیا جواب
بھیجا جو میرے پاس یہ پیغام ناصواب

اسکا پسر نہوتا محمدؐ کے ساتھ اگر آمادہ خامشی پہ نہوتا وہ بھول کر
اب جبکہ اسکو بیٹے کی جانب سے ہے خطر ساعی اس امر میں ہی کہ سب لوٹ جائیں گھر

ہم ایسے صفدروں سے تو ممکن نہیں یہ بات
ایسا وہی کریگا جو ہو اسکا ہم صفات

یہ کہہ کے حضرمی کے اخی کو کیا طلب آیا جو وہ تو کہنے لگا۔ ہو گیا غضب
تیرا شکار دام سے جاتا ہی دیکھ اب اعدا کے رعب و داب سے عتبہ گیا ہے دب

ڈرتا ہے صدمہ پہنچے نہ بیٹے کی جان کو
کہتا ہی مجھ سے لوٹ چلو اب مکان کو

طالب ہیں حضرمی کی دیت کے قریش گر اعدا کے بدلے دونگا میں مانگیں گے جتنا زر
یہ سنکے آیا طیش میں وہ حد سے بیشتر کر ڈالا پارہ پارہ لباس اپنا سر بسر

یہ دیکھکر قریش میں پیدا ہوا وہ جوش
ہر ایک رزمگاہ میں پہنچا بصد خروش

عتبہ نے سنکے طعنۂ بوجہل بدسیر بولا بگڑ کے۔ ہے وہ زمانہ قریب تر
دیکھے گی خلق کون ہے نامرد سر بسر ہوتا ہے کون خوف سے جو مُندۂ مفر

یہ کہکے مانگا مغفر سنگی اسی زماں
پر کوئی ٹھیک اُترا نہ سر اتنا تھا کلاں

مغفر نہ ٹھیک اترا جو عتبہ کے فرق پر
کپڑا لپیٹا سر سے کہ پہنچے نہ کچھ ضرر
ڈوبا سلاحِ جنگ میں جب وہ تمام تر
ہر اک بشر سے پہلے کسی جنگ پہ کمر
دیکھا جو اس کو جنگ پہ طیار ہو گیا
ہر اک سپاہی پیرو سردار ہو گیا

رحمت تھے چونکہ بہرِ جہاں شاہ مرسلیں
پس دشمنوں پہ بھی نہیں ہوتے تھے خشمگیں
اس وقت جب تھے تشنۂ خوں سارے ملحدیں
تو بھی تر انکے خوں سے نہ فرمائی تیغِ کیں
اک خس کے سائبان میں ٹھہرے شہِ بشر
جو رزمگہ کے گوشے پہ واقع تھا سربسر

ہنگام صبح آیا تو شہ نے اسی زماں
تقسیم تین حصوں میں کی فوجِ غازیاں
مصعب مہاجروں کے بنے صاحبِ نشاں
سعد و حباب اوس و خزرج پہ حکمراں
تقسیمِ فوج کر چکے جب شاہ ذیوقار
پھر کی درست اشارۂ ناوک سے ہر قطار

صف بندیاں جو کر چکے شاہنشہِ امم
فرمایا صف کے آگے نہ پیچھے ہو اب قدم
شور و شغب کا نام نہ لے کوئی یک قلم
خاموش رہے ہر ایک کوئی بھی نہ مارے دم
وقتِ مقابلہ لڑے بڑھ بڑھ کے ہر جری
اعدا پہ ربِ ہر دو جہاں دے گا برتری

اس موقع پر کہ فوجِ مقابل تھی بیشتر
خوش ہوتے بڑھتا شاہ کیجانب جو اک بشر
ایفائے عہد کا تھا مگر پاس اس قدر
امرِ خلاف ہو نہیں سکتا تھا عمر بھر
تھا اعتماد نصرتِ ربِ جلیل پر
جاتی نہ تھی نگاہ کثیر و قلیل پر

مکے سے آرہے تھے حذیفہ بن الیماں
ہمرہ ابو حسیل بھی تھے اُنکے اُس زماں
رستے میں انکو دیکھ کے بولے یہ مشرکاں
کیا دونوں جاتے ہو پئے امدادِ دوستاں
جانے نہ پاؤ گے ہبل و لات کی قسم
جب تک کرو نہ عہد نہ ہونگے معین ہم
دیکھا جو جانے دیتے نہیں ہمکو مشرکیں
مجبور عہد پر ہوئے وہ دونوں مسلمیں
جب عہد کرکے آئے سُوئے شاہ مرسلیں
روداد عہد عرض کی با چشم آبگیں
سُن کر یہ حال بولے رسولِ فلک جناب
بد عہدیوں سے ہوتے نہیں لوگ کامیاب
اللہ رے پاس عہدِ شہنشاہِ بحر و بر
امرِ خلاف وعدہ سے نفرت تھی کس قدر
لازم ہے ہمکو ڈالیں گریباں میں اپنا سر
دیکھیں ہیں کتنے تبعِ سید البشر
وعدہ خلافیوں سے ہے کتنا ہمیں گریز
لازم ہے اپنے حال پہ ہم خود ہوں اشک ریز
اب وقت آیا تھا ہوں نبرد آزما ضرور
اسلام ۔ کفر باطل و حق ۔ ظلمت اور نور
منظر یہ پیش چشم تھا سجدے میں تھے حضور
لب پر دعائے فتح تھی دل لبکہ ناصبور
کہتے تھے اے خدا اگر اسلام مٹ گیا
تو جان لے کہ جہاں سے ترا نام مٹ گیا
آئے جو بیقرار نظر شاہِ مرسلیں
بو بکرؓ رو کے کہنے لگے افخر عالمیں
وعدہ وفا کریگا خدا اپنا بالیقیں
رنجیدہ اس قدر ہیں عبث آفتابِ دیں
یہ کہہ رہے تھے آگیا وقتِ سعیدِ فتح
وحیِ الٰہ بن گئی پیغامِ عیدِ فتح

اب پاس بالکل آگئے اعدائے خیرہ سر بولے یہ انکو دیکھ کے سلطان بحر و بر
تم لوگ پیش قدمیاں کرنا نہ بھول کر رب کریم دیگا یقیناً تمھیں ظفر
البتہ یہ خیال رہے اے مجاہدیں
تیروں سے روکو آئیں سر و نیزہ جو ملحدیں

اسوقت رزمگہ کا تھا عالم عجیب تر بو بکرؓ ادھر تھے نازکا پالا پسر اُدھر
عُتبہ اُدھر حریف اِدھر پارۂ جگر ماموں کے خوں کا تشنہ لبِ خنجر عمرؓ
گویا کہ امتحانگہِ ایماں تھی رزمگاہ
جس میں بدل شریک تھی سب پیران شاہ

صف بستہ رنیں ہو گئے جب ہر دو لشکراں عامر معاً ہی لیکے چلا خنجر و سناں
بھائی تھا حضرمی کا یہ سردار مفسداں کی تھی اسی نے جامہ دری صورت کتاں
مہجع نے اُسکے خون سے کی سُرخ اپنی تیغ
آتے ہی اس لعیں کو کیا قتل بے دریغ

پہنچا جو قتل ہو کے جہنم کو وہ لعیں پھر جدال عُتبہ بڑھا سوئے مسلیں
تُلتا نہ جنگ پر کبھی وہ مردِ دوربیں کرتا نہ طعن سے جو ابو جہل خشمگیں
آیا نکل کے فوج سے جسوقت وہ جواں
نکلے ولید و شیبہ بھی فوراً اسی زماں

آتے ہی کی جو مدِ مقابل کی جستجو پہنچے معاذ و عوف و عبد اللہ روبرو
پوچھا ہر اک سے نام و نسب کر کے گفتگو بعد اسکے بولا شاہِ رسل سے بصد غلو
ہملوگ انسے کر نہیں سکتے کبھی بھی جنگ
انسے لڑائی کرنا ہمارے لئے ہے ننگ

واپس جو آئے حکم نبی سے وہ سب جواں
پہنچے عبیدہ - حمزہ - علی نکو نشاں
رخ پر نقاب ڈالے تھے یہ لوگ اس زماں
پوچھا جو عتبہ نے نسب و نام غازیاں
فوراً ہی دیکے کافی و شافی اسے جواب
بہر مقابلہ بڑھے ہر سہ نکو خطاب

عتبہ شرار فوج و ولید و شیبہ کا قتل

جسوقت عتبہ نے کیا حمزہ پہ بڑھکے وار
اک ضرب تیغ میں لیا حمزہ نے اسکو مار
سمت علی بڑھا جو ولید ستم شعار
مقتول ہو کے پہنچا وہ ملعون بھی سوئے نار
شیبہ ہوا عبیدہ کی جانب جو تیغ زن
کمبخت نے جناب کا زخمی کیا بدن
یہ دیکھتے ہی پہنچے جناب ابو تراب
اک ضرب میں لعین کو بھیجا پئے عذاب
جب قتل اسکو کرچکے وہ فخر شیخ و شاب
لائے عبیدہ کو بھی اُٹھا دوش پر شتاب
یوں دم کے دم میں پہنچے وہ تینوں سوئے جہیم
حمزہ نے اک کو دو کو علی نے کیا دو نیم
بعد انکے صف سے نکلا عبیدہ بن سعید
ڈوبا ہوا تھا سر بسر آہن میں یہ پلید
آنکھیں کھلی ہوئی تھیں فقط اسکی بہر دید
باقی تمام عضو پہ تھی پوشش حدید
آیا تو اس طرح ہوا آتے ہی ہمکلام
اے دشمنو! سنو ہے ابو کرش میرا نام
یہ سنکے نکلے صف سے زبیر نکو سیر
برچھی لعیں کی آنکھ میں ماری وہ تاک کر
آ پہنچا پشت زیں سے وہ فوراً زمین پر
گرتے ہی تن سے جان حزیں نے کیا سفر
ناری تھا سوئے نار گیا ایک وار میں
ارمان فتح لیکے دل بے قرار میں

لڑ لڑ کے قتل ہونے لگے یوں جو وہ لعیں سوچا شکست دینگے بایں طور مسلمیں
اب ان سے بچکے جانہ سکے گا کوئی کہیں پس جنگ با اصول کا موقع رہا نہیں
آخر یہ دل میں سوچ کے اعدائے بدسیر
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے مسلمین پر

اسدم تھے سر بسجدہ شہنشاہ مرسلیں دست دعا اٹھا جو سوئے رب عالمیں
غیبی سپاہ چرخ سے آکر ہوئی معیں مقتول چار سمت لگے ہونے ملحدیں
جو سر ابھی تھا دوش پہ آیا زمین پہ
گویا قضا کی تیغ چلی مشرکین پہ

ابوجہل کا قتل

بوجہل جو تھا دشمنِ شاہنشہِ بشر ایذا دہی پہ باندھے ہی رہتا تھا جو کمر
عتبہ کے بعد سب کا تھا سردار مفتخر فرماں پذیر جسکے تھے دل سے سب اہل شر
اس فانی اقتدار پہ تھا بسکہ اسکو ناز
اپنے کو جانتا تھا وہ تاج سر حجاز

یہ دیکھکر معوذ و معاذِ نکو نشاں انصار کے جو دونوں تھے جانباز نوجواں
کہنے لگے بہم۔ اسے مارو بلے جہاں پروا نہیں اس امر میں جائے ہماری جاں
اب زندہ رہنے دینگے نہ ہم اس لعین کو
ناپاک کر رہا ہے سراسر زمین کو

یہ عزم کرکے نکلے وہاں سے وہ نوجواں جا پہنچے اس جگہ پہ بن عوف تھے جہاں
جاتے ہی پوچھا کان میں بوجہل ہے کہاں وہ بولے اس سے کام ہے کیا تم کو اسزماں
فرمایا بہر قتل ہوئی اس کی جستجو
یہ تیغ آج چاٹے گی اس شوم کا لہو

یہ سُن کے انسے بولے بنِ عوف ذی وداد کیا سامنے کھڑا ہے وہ بدبخت نامراد

پایا نشان جو اسکا بڑھے دونوں خوش نہاد پہنچے جو نہیں زمیں پہ تھا وہ بانیٔ فساد

دیکھا جو عکرمہ نے پدر کا یہ حالِ زار

پیچھے سے تیغ کا کیا قاتل پہ ایک وار

کھایا جو نہیں معاذ نے شانے پہ ایک وار کٹ کر لگا لٹکنے زمیں پر یدِ یسار

تکلیف گرچہ اسکی تھی ازبسکہ ناگوار توبھی کیا تعاقبِ خصمِ دغا شعار

لیکن قضا نہ آئی تھی بچ کر نکل گیا

آتے ہی زیرِ دام شکارِ اجل گیا

زد سے جو انکی بچ کے گیا عکرمہ نکل کرتے رہے معاذؓ اسی طور پر جدل

دیکھا جو یہ کہ دست بُریدہ ہے پُر خلل فوراً دبایا پانوں سے تسمہ گیا نکل

اب کیا تھا قید دست سے آزاد تھے معاذ

اور کافروں کیواسطے جلّاد تھے معاذ

بوجہل بدسگال کو چھوڑ آئے تھے اُدھر غلطاں تھا فرشِ خاک پہ وہ شوم فتنہ گر

بیٹے کو اپنی جان کا پیدا ہوا جو ڈر اسنے بھی اپنے باپ کی جاکر نہ لی خبر

اتنے میں بولے حضرتِ سلطانِ مرسلیں

کس حال میں ہے دیکھو تو بوجہل بدیقیں

یہ حکم سنتے ہی بنِ مسعود نیک نام نکلے کہ دیکھیں حالتِ بوجہلِ زشت کام

دیکھا تو مرتا تھا وہ عدوئے شہ انام پوچھا تجھی کو کہتے ہیں بوجہل خاص و عام

بولا بصد غرور وہ ملعون بد صفات

توم اک کو قتل کردے نہیں فخر کی یہ بات

بوجہل نے رخِ بن مسعود پر کبھی مارا تھا اک طپانچہ بصد نخوت و منی
اسوقت اس لعین کی دیکھی جو بے بسی فوراً ہی انتقام کی خواہش انھیں ہوئی
گردن پہ اسکی پانو جو رکھا بصد سرور
بولا بگڑکے آپ سے وہ پیکرِ غرور

بکری چرانے والے کہاں رکھتا ہے قدم گردن پہ اُسکی ہی جو ہے ہراک سے محترم
یہ سنکے اس لعیں کا معاً سر کیا قلم بعد اسکے فوراً آئے حضورِ شہِ امم
ڈالا سر اس کا زیرِ قدم شہ جہاں
یونہیں ذلیل ہوتے ہیں آخر میں سرکشاں

کچھ لوگ جبراً آئے تھے ہمراہِ اہلِ شر واقف تھے انکے حال سے سلطانِ بحروبر
بس کہدیا تھا سب سے لڑائی سے پیشتر انمیں سے سامنے اگر آئے کوئی بشر
لازم ہے سبکو قتل سے اس کے کریں دریغ
برسائیں تیرو تیغ کا ہرگز نہ اسپہ میغ

بوالبختری بھی تھا انھیں اشخاص میں شمار مجذر کی جب نگاہ پڑی اسپہ ایک بار
کہنے لگے ہے حکم رسولِ کرم شعار جبراً جو آئے ہیں وہ نہوں قتل زینہار
ان رحم کردہ لوگوں میں تو بھی ہے اے جواں
ورنہ نہ چھوڑتا میں تجھے زندہ اس زماں

بوالبختری کے ساتھ تھا اک اسکا جاں نثار بولا امان اسکو بھی ہو اے نکو شعار
کہنے لگے وہ مجھکو نہیں اسکا اختیار مستثنا یہ نہیں کہ کروں قتل سے میں عار
سنتے ہی یہ کلام دیا اسنے یہ جواب
ہرگز نہیں یہ امر گوارا مجھے جناب

زوف ایسی زندگی پہ بچالوں میں اپنی جاں — اور دوست میرا قتل ہو از دستِ دشمناں
بے شرم اتنا میں بنوں ممکن ہی یہ کہاں — سنتے ہی طعنہ دینگی مجھے قوم کی زناں

یہ کہہ کے بعد حملہ ہوا قتل وہ لعیں
"ابنِ شریف دوست کو ہی چھوڑتا کہیں"

اس جنگ میں حضور کا خصم شدید تر — ملعون امیہ بھی تھا خلف کا جو تھا پسر
اس سے کبھی جناب بنِ عوف خوش سیر — یہ کہہ چکے تھے آیا مدینے میں تو اگر

پہنچا سکیں گے تجھکو نہ اعدا ترے زیاں
ہیں تیری جان و مال کا ہونگا نگاہباں

اب جبکہ لڑنے آیا تھا وہ دشمنِ مبیں — لازم تھا قتل کرتے وہ ملتا جہاں کہیں
لیکن لحاظ رکھتے ہیں وعدے کا مومنیں — چاہا نہ اس بنا پہ کہ ہو قتل وہ لعیں

جا پہنچے اس کو لیکے وہ بالائے کوہسار
بچ جائے تا کہ قتل سے وہ شوم بدشعار

لیکن گیا جو کوہ کی جانب وہ بدسیر — پڑہی گئی بلالؓ کی کمبخت پر نظر
انصار کو انھوں نے معاً بڑھ کے دی خبر — سنتے ہی جاکے ٹوٹ پڑے سب لعین پر

دیکھا جو ابنِ عوف نے انصار کا ہجوم
بیٹے کو آگے کردیا بچ جائے تا وہ شوم

آیا جو زد پہ وہ تو تھی ممکن کہاں مفر — پہنچا پدر سے پہلے ہی وہ جانب سقر
قتل اسکو کر چکے جو نہیں انصار خوش سیر — دوڑے کہ اس لعیں کی بھی فوراً ہی لیں خبر

یہ دیکھتے ہی بولے بن عوف نیک نام
تو لیٹ جا زمیں پہ نہو کام تا تمام

یہ سنتے ہی زمین پہ لیٹا جو وہ لعیں فوراً ہی اسپہ چھا گئے وہ صاحب یقیں
تا قتل کر سکیں نہ اُسے صاجان دیں تشنہ تھے اسکے خون کے مگر سارے مومنیں
ہاتھوں کو ابن عوف کی ٹانگوں کے درمیاں
ڈالا جو اک نے وہ تھا وہ مردودِ دو جہاں

کشتہ ہوئے جو عتبہ و بو جہل بد گہر اعدا نے فرطِ رعب سے ڈالی معاً سپر
اب کیا تھا قید ہونے لگے حامیان شر عباس، عقیل۔ اسود و نوفل سے نامور
جتنے معززیں تھے ہوئے سب کے سب اسیر
لات و ہُبل ہوئے نہ کسی کے بھی دستگیر

عتبہ و شیبہ و ابو جہلِ کینہ خو بو البختری و زمعہ و منبہ سے کینہ جو
عاص و اُمیہ اور ولیدِ سیاہ رُو تاج سر قریش تھے یہ سب کے سب عدو
تائید حق سے ہو گئے سب نذر تیغ تیز
باقی رہا نہ ان میں سے کوئی پئے ستیز

یوں لکھ رہا ہے صاحب تاریخ معتبر کام آئے اس لڑائی میں کفار بیشتر
چُن چُن کے مارے لوگوں نے ستر اخاصکر وقت گرفت بھی تھا یہی مطمح نظر
ستر کو قتل کر دیا ستر ہوئے اسیر
یہ سب قریش ہی کے تھے سر لشکر و امیر

قادر نے زغم سب کے دلوں سے دیا نکال سرکش تھے جسقدر ہوئے اتنے ہی پائمال
جو قید تھے وہ تھے الم قتل سے نڈھال بھاگے جو۔ وہ تھے رنج ہزیمت سے خستہ حال
مارے گئے تھے جو وہ تھے درماندۂ عذاب
باقی رہے تھے جو وہ تھے غیرت سے آب آب

فضل خدائے پاک رہا مسلمین پر غالب ہر اک طرح رہے ہر اک لعین پر
تا ختم جنگ لڑتے رہے اپنے دین پر کمتر تھے جنکا خون بہا تھا زمین پر

شرکائے جنگ میں سے ہوئے چودہ ہی شہید
چھ تھے مہاجر آٹھ تھے انصار کے سعید

گو تھا لڑائیوں میں یہ معمول آنجناب دیتے تھے حکم لاش کی تدفین کا شتاب
پر اس لڑائی میں کہ تھے مقتول بحساب تدفین الگ الگ تھی ہر اک کی خود اک عذاب

پس اک وسیع چاہ میں واقع تھا جو وہاں
فرمانِ شہ سے ڈالے گئے سارے کشتگاں

لاش امیہ پھولی تھی جو حد سے بیشتر مدفون ہوئی وہیں وہ بحکم شہ بشر
واپس پھر آئے آپ مکاں کو بصد ظفر آتے ہی قیدیوں پہ کی الطاف کی نظر

اک ایک کی صحابہ پہ تقسیم شہ نے کی
آرام دیں سبھوں کو یہ تفہیم شہ نے کی

اصحاب جو تھے پیرو حکم شہ جہاں کرتے رہے اساریٰ پہ الطافِ بیکراں
کھاتے تھے خود کھجور انھیں دیتے تھے گرم ناں شرمندہ ان سلوک سے ہوتے تھے وہ ہر آں

برکت تھی سب یہ صاحبِ خلقِ عظیم کی
جو چارہ جوئی کرتے تھے قلب دو نیم کی

کپڑے نہ تھے پہننے کو ان قیدیوں کی پاس یہ دیکھتے ہی بولے رسول کرم اساس
تم لوگوں میں سے جو ہو رضا جوئے رب ناس ممکن ہو تو وہ دے ابھی لاکر انہیں لباس

سنتے ہی حکم حضرت سلطان بحر و بر
لے آئے کپڑے گھر سے سب اصحاب زود تر

حاضر کیا ہر اک نے جو ملبوس اس زماں　　آیا درست جسم پہ ہر اک کے بیگماں
عباس - پرتھو قد میں ہر اک شخص سے کلاں　　اترا نہ ٹھیک انپہ کوئی پیرہن اُس آن
آخر بن اُبَیؔ نے جو قد میں تھا جواب
منگوا کے گھر سے پیرہن اپنا دیا شتاب

بدلے میں تھا اسی کے جو بخشا ہے کفن　　حضرت نے اسکے مرنے پہ اک اپنا پیرہن
احساں کسی کا رکھتے نہ تھے سید زمن　　جز ذات پاک حضرت خلاق ذوالمنن
ممنون تھے تو لطفِ خدائے کریم کے
مرہون تھے تو رحمتِ ربِ رحیم کے

آیا تھا قید ہو کے سہیل عمرو کا پسر　　بولے یہ اسکو دیکھ کے فاروق نامور
یہ رَدِّ دیں میں کرتا تھا تقریر بیشتر　　وہ نچلے دانت اسکے تڑا دیں شہ بشر
فرمایا ایسا فعل کروں گا جو میں کبھی
کیا اسکا بدلہ لے گا نہ وہ قادرِ قوی

بعد اسکے شورہ خواہ ہوئے شاہ مرسلیں　　بارے میں ہر اسارٰی کے کیا رائے مومنیں
بولے یہ سنکے حضرتِ صدیقِ خوش یقیں　　سب اپنے ہی عزیز اقارب ہیں شاہ دیں
لے لے کے فدیہ چھوڑ دے ان کو شہ انام
اسکے سوا نہ دے گا کوئی شورہ یہ غلام

بعد انکے بولے حضرت فاروق خوش سیر　　جو جسکا ہو عزیز قریب اے شہ بشر
وہ اسکو اپنے ہاتھ سے بھیجے سوئے سقر　　اسکے سوا نہیں ہے کوئی شورہ دگر
لیکن نہ آئی آپ کو یہ رائے کچھ پسند
تجویزِ اولیں پہ ہوئے آپ کاربند

لے لیکے فدیہ چھوڑ چکے جب انھیں جناب — فوراً ہی اُتری آپ پہ یہ آیۂ عتاب
حکم نوشتہ میرا نہ کرتا جو سبقت باب — جو کچھ لیا تھا اسپہ اترتا بہت عذاب

یہ حکم سنکے روئے بہت سید اُمم
اور یارِ غارِ شہ بھی ہوئے بسکہ پُر الم

اتری رسولِ پاک پہ کیوں آیۂ عتاب — کیوں دی خدائے پاک نے دھمکی پئے عذاب
مسلم و ترمذی سے محدث انکو خطاب — دیتے ہیں اسکا اپنی کتابوں میں یوں جواب

فدیہ لیا حضور نے بے حکم ربّ بار
غارتگری صحابہ نے فرمائی اختیار

پر اتنا ہی حکم نہ آیا تھا پیشتر — اسوجہ سے خدا نے بھی کی عفو کی نظر
آخر میں آیا حکم خداوند بحر و بر — لوٹا جو تمنے کھاؤ وہ طیّب ہے سر بسر

یہ سنکے مطمئن ہوئے شاہنشہِ جہاں
اصحاب کا بھی دور ہوا رنج جانستاں

لی تھی ہر اک اسیر سے فدیہ میں جو رقم — فی کس تھی بالعموم وہ چالیس سو درم
لیکن جو تھے امارت میں مرداں ذی حشم — انسے زیادہ لی تھی کہ ہو جائے زر کم

نادار ہی سہی جو دے نہیں سکتے تھے اتنا مال
فرمایا انکو عفو گئے گھر وہ شاد حال

عباسؓ جو تھے آپ کے عمّ بزرگوار — بولے غریبی سے ہے مرا حال بسکہ زار
فدیہ کہاں سے دوں تمھیں اے ابنِ نامدار — شرم آتی ہے تمھارا چچا ہو کے لُوں اُدھار

فرمایا شہ نے کیا ہوا فرمائیے وہ زر
رکھا تھا جس کو پاس چچی کے دمِ سفر

بولے یہ سنتے ہی - ہو تم اللہ کے نبیؐ　　اس سرِ مخفی سے نہ تھا باخبر کوئی
وی ہے اُسی نے تمکو مری جان آگہی　　ایماں نہ لائے تم پہ جواب بھی تو ہے شقی

یہ کہہ کے صدقِ دل سے مسلماں ہوئے معاً
تھے حق پسند صاحب ایماں ہوئے معاً

نادار جو تھے فنِ کتابت سے بہرہ ور　　انکو ہوا یہ حکم شہنشاہِ بحر و بر
دس بچوں کو سکھاؤ کتابت کا گر ہنر　　آزاد ہو کے تم بھی چلے جاؤ اپنے گھر

یہ سنتے ہی ہر ایک نے کی ابتدائے کار
کچھ لڑکے زید سا ہوئے لکھنے میں ہوشیار

بوالعاص جو تھے شوہر بنتِ شہِ جہاں　　آئے تھے وہ بھی قید میں ہمراہِ قیدیاں
فدیہ کے انسے بھی ہوئے طالب شہِ زماں　　لیکن وہ مال رکھتے نہ تھے پاس کچھ وہاں

ہو جاتے جسکو دیکے وہ آزاد قید سے
گھر کرتے جا کے اپنا وہ آباد قید سے

دی آخرش یہ زینبِ ناشاد کو خبر　　بھیجو بقدر فدیہ کہ آجاؤں جھٹ کے گھر
بیوی نے جب سُنا ہوئیں رنجیدہ بیشتر　　اک ہار بھیجا اپنے گلے سے اُتار کر

یہ ہار تھا خدیجۂ کبریٰ کی یادگار
پہچانتے تھے اس کو شہنشاہ نامدار

اس ہار پر حضور کی جو نہیں پڑی نظر　　بے اختیار رو دئے آپ اسکو دیکھکر
یاد خدیجہ ہو گئی فوراً ہی تازہ تر　　کہنے لگے صحابہ سے دل اپنا تھام کر

مرضی ہو تم سبھو نکی تو فدیہ نہ انسے لوں
مادر کی یادگار کو واپس ابھی کردوں

یہ سنتے ہی ہوئے سر تسلیم سبکے خم　　مرضی ہر اک کی پا کے ہوئے خوش شہ امم
داماد سے کہا نہ ہو محزون و پُر الم　　تمکو معاف کرتے ہیں فدیہ کے سب درم
پہنا دو جا کے زینب دلگیر کو یہ ہار
کہدو پدر نے لی نہیں مادر کی یادگار

ابو العاص کا قبول اسلام

آئے مدینے سے جو ابو العاص چھوٹکر　　الطاف مصطفائی نے دلپر کیا اثر
زینب کو گھر پہ آتے ہی بھیجا پدر کے گھر　　بیٹی کو دیکھکر ہوئے خوش شاہ بحر و بر
بو العاص تاجروں میں تھے مکے کے نامدار
کچھ روز بعد شام گئے بہر کاروبار

اسدفعہ وہ گئے جو تجارت کو سوئے شام　　نفعِ کثیر پایا ز الطاف ذی الکرام
خوش خوش مکاں کو آ رہے تھے با صد احتشام　　آ پہنچا ایک دستۂ فوجِ شہِ انام
اسنے پہنچتے ہی کیا پہلے انھیں اسیر
بعد اس کے منقسم کیا مال و زر خطیر

یہ چھپ کے آئے بیوی کے پاس آ کے لی پناہ　　واقف ہوئے اس امر سے حبیب دو جہاں کے شاہ
اصحاب سے کہا تمھیں بخشے گا اور الٰہ　　بو العاص کا جو مال لیا ہے میانِ راہ
سمجھو مناسب اسکو تو واپس کرو ابھی
دیتا ہے تمکو شورہ یہ اللہ کا نبی

یہ سنتے ہی کیا سر تسلیم سب نے خم　　واپس ہر اک نے کر دی اک اک شے اک اک درم
مال اپنا پا گئے جو وہ مرد نکو شیم　　واپس گئے مکاں کو با فرحتِ اتم
شرکائے کاروبار کا پہلے کیا حساب
بعد اس کے دینِ حق سے ہوئے خود ہی بہرہ یاب

ایماں قبول کر کے جو ہجرت کی اختیار   شرکاؤں سے یہ بولے نہ آتا میں زینہار
پر ہے معاملے کی صفائی مرا شعار   آیا ہوں اسلیئے ادھر اے شاملانِ کار

تا یہ کہو نہ خاسر ایماں وہ ہو گیا
متقاضیوں کے ڈر سے مسلماں وہ ہو گیا

پہنچی شکستِ فاش کی اعدا کو جب خبر   ماتمکدہ بنا معاً انکا ہر ایک گھر
لیکن بوجہ شرم تھی یہ قید سخت تر   آہ و بکا نہ کر سکے کھل کر کوئی بشر

گھٹ گھٹ کے جان دیتے تھے مرد و زن شرم سے
رہتی تھی آہ سینے میں مسدود شرم سے

اسود تھا مکے والوں میں اک مرد با اثر   اس معرکے میں آئے تھے کام اسکے دو پسر
پر شرم قوم سے نہیں کی چشم اسنے تر   دل اُسکا امڈا آتا تھا اس غم سے سر بسر

اک روز آئی کان میں رونیکی کچھ صدا
سمجھا کہ اذن رونے کا شاید کہ ہو گیا

نوکر سے بولا سنتے ہی وہ مرد بے خبر   روتا ہے کون - دیکھ تو آ پھوٹ پھوٹ کر
جا کر جو اسنے دیکھا اک عورت ہے کھولے سر   کھویا تھا اونٹ روتی تھی اس غم میں سر بسر

مالک سے یہ وقوعہ جو اسنے کیا بیاں
بے اختیار بولا یہ سنکر وہ غم کشاں

گم شدگیِ شتر پہ تو رونا ہے اک ستم   لازم تھا کرتی واقعہ بدر پر الم
حارث عقیل ایسے دلیر نکا کرتی غم   جنکا وجود دہر نہ تھا بسکہ مغتنم

نیچے تھے جنکی زد سے وہ ان صف شکن
جنکے رجز سے ہوا تھا لرزاں تمام رن

عمیر کا قبول

اکدن عمیر و ابنِ امیہ سے بد شیم — کرتے تھے اہل بدر کا ماتم بکرب و غم
فارغ ہوئے جو اس سے وہ اعدائے پرستم — بولا ابن امیہ میں ہوں گرچہ ذیحشم

لیکن ذرا بھی لطف نہیں اب حیات کا
غم جانستاں ہے اخ و پدر کی ممات کا

بولا عمیر ہوتا نہ گر میں عیالدار — اور قرض کا نہ ہوتا مرے سر پہ کوئی بار
زندہ نہ چھوڑتا میں محمدؐ کو زینہار — جاتا مدینے ہو کے ابھی اسپ پر سوار

جاتے ہی سر اڑاتا معاً ان کا بیگماں
خنجر سے میرے ملتی نہ ہرگز انھیں اماں

صفوان جو امیہ سے دشمن کا تھا پسر — بولا وہ تم سدھارو یہ سب بار میرے سر
یہ سنتے ہی عمیر گیا فوراً اپنے گھر — خنجر بجھایا زہر میں اور باندھ لی کمر

پہنچا جونہیں مدینے میں وہ پیکر عناد
بھانپا معاً عمرؓ نے ہے آمادۂ فساد

نیت سے اسکی ہو گئے واقف جو یوں عمر — غصے سے سرخ ہو گئے رخسار سر بسر
لائے گلا دبا کے معاً بابِ شاہ پہ — آیا جو یوں عمیر حضورِ شہ بشر

فرمایا چھوڑ دو اسے آنے دو میرے پاس
یہ سنکے دستکش ہوئے فاروق خوش اساس

آیا جو وہ قریب شہنشاہ بحر و بر — فرمایا کس ارادے سے آیا بیان کر
کی عرض قید میں ہے ہمارا ابھی اک پسر — اسکو چھڑانے آیا ہوں طے کر کے یہ سفر

فرمایا پھر لئے ہے تو کیوں تیغ آبدار
بولا کہ اسنے بدر میں کیا کیا کئے ہیں کار

یہ سنکے اُس سے بولے شہنشاہ انبیا ۔ تمنے حجر میں بیٹھ کے شورہ کیا ہے کیا
سچ کہدو کیا نہیں مرا قتل اسکا مدعا ۔ سنتے ہی یہ کلام وہ حیرت میں آگیا

بولا ہیں آپ واقعی اللہ کے نبیؐ
کھولا اُسی نے آپ پہ یہ سرِ مختفی

ورنہ کسی کو شورے کی اصلا نہیں خبر ۔ صفوان کے سوا نہیں آگہ کوئی بشر
وہ اسکو لائے گا نہ کبھی بھی زبان پر ۔ شاہا اسی کا بھیجا ہوا ہوں میں بدگہر

یہ کہہ کے پھر تو دل سے مسلماں وہ ہوگیا
کافر تھا دم میں صاحبِ ایماں وہ ہوگیا

مکے کے مشرکین کو تھا اب اسکا انتظار ۔ آتے ہی مژدہ قتل کا دے گا وہ پختہ کار
لیکن پلٹ کے آیا جو وہ شخص ہوشیار ۔ کافر نہیں تھا بلکہ تھا اک مرد دیندار

دیکھا جو اسکو ہوگئے حیرت زدہ لعیں
قدموں کے نیچے سے گئی گویا نکل زمیں

اسدم تھا سارا مکے کا مکہ عدو کے دیں ۔ زندہ وہاں سے جا نہیں سکتے تھے مسلمیں
لیکن ہو جسپہ رحمتِ خلاقِ عالمیں ۔ بال اسکا بنیکا کر نہیں سکتا کوئی لعیں

آیا تو کی اشاعتِ دینِ خدائے پاک
انوارِ دیں سے ہوگیا اک مجمع تابناک

فاتح ہوئے جو بدر میں سلطانِ مرسلیں ۔ حیراں ہیں اس سے غرب کے سارے مورخیں
تائیدِ ایزدی کے تو قائل ہی وہ نہیں ۔ کہتے ہیں اک خیال ہے ناقابلِ یقیں

اسباب ظاہری ہی پہ کرتے ہیں وہ نظر
انکے خیال میں ہیں یہی باعثِ ظفر

اچھا یہی سہی کریں اسباب پر نظر   گر فتح کو انھیں پہ سمجھتے ہیں منحصر
دیکھیں تو میل ہی نہ تھا انہیں بہم گر   سردارِ فوج خود ہی نہ راضی تھا جنگ پر
زہرہ۔ عدی کے لوگ تھے بیزار جنگ سے
لوٹ آئے تھے مکان۔ تھا انھیں عار جنگ سے

بارش سے اُسجگہ۔ تھا جہاں انکا مستقر   کیچڑ کہیں ہوئی کہیں دلدل پر از خطر
جس سے کہ چلنا پھرنا ہوا امرِ سخت تر   عاجز تھا گویا زیست سے اپنی ہر اک بشر
بے قاعدہ تھے جمع وہ سب رزمگاہ میں
ترتیب تھی نہ بندشِ صف تھی سپاہ میں

اسباب ایسے ہوں تو ہوں کیا خاک فتحیاب   فتح و ظفر کا یوں نہیں کھلتا کبھی بھی باب
فوج و رسد۔ سلاح ہر اک شے ہو بحساب   تو بھی حصول فتح ہے امر خیال و خواب
جب تک نہ سب ہوں متحد و متفق بجوش
جبتک نہ سب ہوں جنگ کے خواہاں بصد خروش

فاتح ہوئے جو فخرِ رسل سید امم   روئے زمیں پہ جم گئے اسلام کے قدم
اہل مکہ کا ہوا ازبسکہ زور کم   اہل مدینہ بھی لگے کرنے سر اپنا خم
ابنِ اُبَیّ جو تھا وہاں مردِ ذی اثر
ظاہر میں ڈر کے وہ بھی ہوا دیں سے بہرہ ور

قرب جوار کے جو قبائل تھے انپہ بھی   فضل خدا سے بیٹھ گئی سطوتِ نبی
اب سرکشی کا عزم بھی کرتا نہ تھا کوئی   فتنے کی آگ گویا بھڑک کرکے دب گئی
اب مسلمیں کو نہ رہا مشرکیں کا ڈر
تائید حق سے پہنچا نصیب انکا اوج پر

غزوہ بنی قینقاع

اسطرح بدر میں ہوئے اعدا جو پائمال
کہنے لگے یہود جو تھے قینقاع کے آل
ہم شیروں سے جو آتی نہیں نوبت جدال
غزہ دلوں سے انکے مٹا دیتے ہم نکال

ان وحشیوں سے لڑکے ہوئے کامیاب گر
ہملوگ اس ظفر کو سمجھتے نہیں ظفر

نخوت سے اس طرح لگے کہنے جو وہ لعیں
فوراً ہی آیا حکم خداوند عالمیں
کہدیجے ان یہود سے اے شاہ مرسلیں
آتا ہی وقت ہار وگے تم سب بھی بالیقیں

روز قیام جاؤگے دوزخ میں سب کے سب
جو ہی مقام عذاب کا ازبسکہ پُر تعب

کیا بدر سے نہیں ہوئی عبرت تمھیں حصول
اپنے سے دوگنا دیکھتے تھے لشکر رسول
آجاؤ حق پہ دعوت ایماں کرو قبول
بہتر نہیں قضیۂ جنگ و جدل کا طول

یہ سنکے آئے طیش میں وہ سارے بدسگال
چاہا دلوں سے کینۂ دیرینہ لیں نکال

آمادہ چھیڑ پہ ہوئے آخر یہودیاں
عصمت دری کی اک زن مسلم کی ناگہاں
لازم تھا اس سے جنگ پہ تل جاتے مومناں
لیکن وہ ضبط و صبر کے خوگر تھے بیگیاں

سردار سے جو انکے کہا بہر انسداد
بجتا ہوا چلا گیا سنکر وہ بدنہاد

یہ دیکھکر بحکم خدا شاہ بحر و بر
خود لیکے فوج راہی ہوئے سوئے اہل شر
جاکر کیا حصارہ اُن اعدا کا پیشتر
دیں کی طرف بلانے لگے پھر شہ بشر

وہ ہفتے تک رہے وہاں اللہ کے رسولؐ
پر جنگ کو وہ نکلے نہ ایماں کیا قبول

تنگ آکے مانگنے لگے آخر کو وہ اماں　　اور لائے جزیہ سوئے شہنشاہ دو جہاں
اک عہدنامہ بھی دیا ترتیب اسی زماں　　فضل خدا سے دب گئے جب یوں وہ سرکشاں

فتح وظفر کے ساتھ پلٹ آئے شاہ دیں
کھاکر شکست ہو گئے مرعوب ملحدیں

پہلے تو حضرمی ہی کو روتے تھے اہل شر　　پیش آیا اب جو بدر کا غزوہ شدید تر
ماتمکدہ تھا فرط الم سے ہر اک کا گھر　　خواہاں انتقام تھا مکے کا ہر بشر

غزوہ سویق

پیش آیا بعد بدر کے جو غزوہ سویق
باعث یہی تھا ورنہ نہ لڑتا کوئی فریق

کشتہ ہوئے جو عتبہ و بوجہل بدسیر　　اب مشرکیں کا تھا ابوسفیان تاج سر
اس انتخار سے ہوا جو نہیں وہ مفتخر　　چاہا عوض لوں بدر کے کشتوں کا جلد تر

سوگند اسنے کھائی نہ لوں جب تک انتقام
ہے مجھ پہ زینت اور طہارت ہر اک حرام

یہ عزم کرچکا جو وہ مردود بدقمار　　لیکر چلا مدینے کو دو سو شتر سوار
پہنچا جو پاس حُیّ کے وہ مرد بدشعار　　امید رکھتا تھا مرا ہوگا معین کار

پر اسنے منھ چھپایا نہ کھولا مکاں کا باب
آگے بڑھا یہ دیکھ ابوسفیان بے حجاب

پہنچا بنی نضیر کے سردار کے قریں　　جسکو سلام کہتے تھے سب لوگ بالیقیں
سو وا اگری خزانہ تھا جس کے تہ نگیں　　آمد کی اس لعین کی پائی خبر جو نہیں

فوراً ہی پیشوائی کو نکلا مکان سے
گھر لاکے میہماں کیا عزو شان سے

پھر راز سب مدینے کی اسپر گئے عیاں ۔ واقف ہوا جو اُنسے وہ سردار ملحداں
حملہ کیا عریض پہ ملعون نے ناگہاں ۔ جو تین میل پر تھا مدینے سے بیگماں

حملے سے اسکے سعد جو عمرو کے تھے پسر
راہ خدائے پاک میں جاں سے گئے گذر

قتل انکو کر چکا جو وہ مردود خیرہ سر ۔ پھنکوائے چند گھاس کے انبار چند گھر
ان واقعات کی ہوئی شہ کو جو نہیں خبر ۔ نکلے پئے تعاقب خصم زبوں سیر

جب یہ خبر سنی کہ شہنشاہ انس و جاں
آتے ہیں مجھ سے لڑنے کو با فوج غازیاں

گھبرا گیا یہ سنکے وہ مردود نابکار ۔ سوچا قسم اُتر گئی ۔ بہتر ہے اب فرار
یہ عزم کرتے ہی رہ مکہ کی اختیار ۔ رستے میں بورے ستو کے پھینکے کہ کم ہو بار

سامان میں رسد کے تھا ستو ہی اسکے پاس
جسکو کہ پھینکتا گیا ۔ تھا اتنا بدحواس

نکلے مدینے سے جو تعاقب میں شاہ دیں ۔ آیا گرفت میں نہ گروہ مخالفیں
بورے وہ ستو کے نظر آئے کہیں کہیں ۔ ہمراہ ان کو لائے اٹھا کر مجاہدیں

ستو ہی کو سویق کہا کرتے ہیں عرب
پس غزوۂ سویق لگے کہنے اسکو سب

۳ سنہ ہجری نکاح حضرت حفصہؓ و زینبؓ و ام کلثومؓ ولادت حضرت حسینؓ و فرضیت زکوٰۃ

اس سال آئیں حفصہؓ بعقد شہ جہاں ۔ زینبؓ سے بھی نکاح ہوا شہ کا بعد ازاں
کلثومؓ کا غنیؓ سے ہوا عقد اسی زماں ۔ پیدا ہوئے جناب حسینؓ شاہ انس و جاں

اس سال ہی بحکم خداوند بحر و بر
قائم ہوئی زکوٰۃ ہر اک ذی النصاب پر

غزوۂ احد ۱۵۹

جب سے شکست بدر میں کھائے تھے قریش — مسکن گزیں قلب تھا غم جائے فرح و عیش
آمادۂ جدال تھے از بس بغیظ و طیش — ساعی بہر طرح تھے کہ افزوں ہو میرا جیش

جب کر چکے بجد اتم سارا انتظام
چاہا مدینے جا کے لوں حضرت سے انتقام

عم رسول حضرت عباس نامدار — مکے میں تھے جب عزم ہوا ان کا آشکار
اِک خط رواں کیا سوئے محبوب کردگار — تا عزم دشمناں سے ہوں آگاہ و ہوشیار

خط سے ہوا جو علم کہ کفار بد سیر
باسہ ہزار فوج ہیں آتے مدینہ پر

پڑھکر نماز جمعہ رسول فلک مقام — بولے مجاہدین سے! اصحاب خاص و عام
سوئے مدینہ آتے ہیں اعدائے بد قوام — تا لیں شکست بدر کا ہم سب سے انتقام

لازم ہے سنتے ہی کرو طیاری جہاد
تا ہوں ذلیل و خوار وہ سب بانیٔ فساد

سنتے ہی حکم حضرت سلطان مرسلیں — آمادۂ جہاد ہوئے سارے مسلمیں
شوال کی جو آگئی تاریخ ہفتمیں — طیار ہو گئے آئے گھروں سے سب اہل دیں

بہر جہاد جمع ہوئے جب مجاہداں
نکلے سلاح جنگ پہنکر شہ زماں

راہی ہوئے جو سوئے اُحد شاہ خوش خطاب — نو سو پچاس شخص مجاہد تھے ہمرکاب
کچھ رہ جو قطع کر چکے وہ نصرت انتساب — ڈر کر بن اُبی نے رہ گھر کی لی شتاب

دیکھا جو اسکو جاتے ہوئے جانب مکاں
کچھ خزرجی ہوئے متزلزل کچھ اوسیاں

لیکن سنبھل گئے وہ بتوفیق ایزدی
دل ان سبھوں کے کر دئے اللہ نے قوی
پہنچا اُحد کے پاس جو نہیں عسکر نبی
ٹھہرا وہیں بحکم شہنشاہِ ابطحی

پر جسجگہ تھا آپ کے لشکر کا مستقر
واقع تھا ایک درہ وہاں اُسکی پُشت پر

یہ دیکھکر رسول خدا فخر شیخ و شاب
بولے بن جبیر سے اے جرأت انتساب
ناوک فگن پچاس ابھی کر کے انتخاب
فوراً ہی بابِ درہ پہ ہو جاؤ سدِ باب

ہملوگ فتحیاب ہوں یا آئے منہزم
ہٹنا نہ بابِ درہ سے تم لوگ یک قدم

ورنہ کرینگے پشت سے حملہ معاندیں
دھوکے میں مارے جائینگے اکثر مجاہدیں
یہ سنکے بابِ درہ پہ آئے وہ خوش یقیں
محفوظ ہو گیا بھمہ انداز وہ جو نہیں

صف بستہ رہنیں لشکرِ اسلام ہو گیا
ہر اک دلیر غیرت بہرام ہو گیا

تھا سامنے ہی لشکرِ اعدا کا بھی مقام
نکلا برائے جنگ ابو عامر بد اختتام
تھے ہمرہی میں اُسکی کئی اور زشت کام
میدان میں چاہتے ہی تھے آ کر جمائیں گام

پر انپہ ہر طرف سے جو برسا سحاب تیر
ملتی نہ تھی مفر نہ تھا بنتا جوابِ تیر

طلحہ نے انکو دیکھا جو اسطرح منہزم
بہرِ مقابلہ بڑھا وہ عازم عدم
پہنچے ادھر سے لیکے علیؑ خنجر دو دم
اک ضرب میں لعین کا فرمایا سر قلم

اک اک اسی طرح جو ہوا راہی جہیم
گھبرائے دیکھتے ہی یہ روداد وہ لئیم

ملکر ہر اک نے حملہ کیا آخرش شتاب پر یوں بھی ہو سکے نہ وہ ملعون فتح یاب
فوراً ہی اہلِ دین نے اُدھر سے دیا جواب تکبیر کہہ کے ٹوٹ پڑے حملہ شیخ و شاب

میدان کارزار بنا دم میں لالہ زار
بھاگے بچا کے جان بالآخر سب اہلِ نار

دیکھا جب اہلِ دیں نے معاند کا انہزام دوڑے پئے تعاقبِ اعدائے زشت کام
متعینانِ درہ نے دیکھی جو فتح تام فوراً پئے تعاقب اعدا اٹھائے گام

فرمانِ مصطفائی کا آیا نہ کچھ خیال
اُس کان سے سنا دیا اس کان سے نکال

ابن جبیر نے انھیں روکا بہت مگر اک آدمی پہ بھی نہ پڑا کہنے کا اثر
ابن ولید نے جو نہیں دیکھا تھی ہے ورر حملہ کیا بجوشِ اتم مسلمین پر

یہ دیکھتے ہی بھاگ رہے تھے جو ملحدین
وہ بھی بن ولید کے آکر ہوئے معیں

حملہ یہ دفعتہً جو ہوا مسلمین پر اک تازیانہ تھا جو لگا غائبین پر
کرتے عمل جو گفتہ صادق امین پر جائے مفر تلاش نہ کرتے زمین پر

سردار کے جو حکم کا کرتے نہیں خیال
ہوتے ہیں آخرش وہ اسی طرح خستہ حال

شیطان نے جو دیکھا ہے ہنگامہ اک بپا شکلِ بن سراقہ میں چلا کے یوں کہا
خوش ہو قریشیو کہ ہوئے قتل مصطفا یہ سنکے مسلمیں ہوئے اکثر گریز پا

کہتے تھے کیا کریں سبھی ارباب باخبر
ہوش و حواس ہو گئے تھے سلب سر بسر

سعدؓ جناب بوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ و زبیرؓ بن العوام
وقاص کے پسرؓ و بنِ عوفؓ نیک نام
طلحہؓ ابو عبیدہؓ و خبابؓ خوش نظام
عاصمؓ۔ ابو دجانہؓ و حارثؓ ستودہ کام

اسیدؓ سعیدؓ اور سہیلؓ نکو نشاں
یہ چند لوگ تھے جو تھے نزد شہ جہاں

دیکھا جو مشرکین نے سلطانِ مرسلین
بیٹھے ہیں رزمگاہ میں با چند مسلمین
چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے لیکے تیغ کیں
پر حافظ جناب تھا خلاق عالمیں

اصحاب نے سنبھال لی شمشیر آبدار
صدہا گئے عدم کو ہزاروں ہوئے فرار

شمشیر زن جو آئے تھے بھاگے وہ مثلِ زن
کوئی ٹھہر سکا نہ قریب شہ زمن
پر دو لعینوں نے کہ جو تھے لبسکہ پرفتن
دو سنگ مارے بر رُخ محبوب ذو المنن

جن سے حضور کا ہوا دندان اک شہید
اور زخم آیا ناصیہ و لب میں بھی شدید

مجروح ضرب سنگ سے جسدم ہوئے حضور
اک غار میں پہنچ کے کیا خون رخ سے دُور
پھر درگہ الٰہ میں کی عرض اے غفور
آنکھیں تو انکو دے نہو آئندہ تا قصور

اللہ رے رحم حضرت سلطانِ مرسلیں
ایذائیں پاکے بھی نہوئے آپ خشمگیں

وہ دونوں بدنہاد جو تھے لبسکہ بدسیر
تیغ ابو دجانہ سے پہنچے سوئے سقر
دم بھر بھی رہنے پائے نہ زندہ زمیں پہ
پائے معاً ہی فعل زبوں کے زبوں ثمر

اک ابن قمیہ تھا بدافعال بدمآل
اور دوسرا اتھا عتبہ وقاص بدسگال

بھاگے ہوئے تھے سنکے رحلت حضرت کی جو خبر   ان لوگوں میں سے کعب کی شہ پر پڑی نظر
آئے تھے اتفاق سے وہ باب ورد پہ   حضرت کو زندہ دیکھ کے بولے وہ چیخ کر

فضل خدا سے زندہ ہیں سلطان مرسلیں
پروانو آؤ جمع ہو سب گرد شمع دیں

جو نہیں خبر یہ پائی کہ زندہ ہیں مصطفا   فوراً ہی جمع ہو گئے اصحاب با صفا
یکجا ہوئے جو نہیں وہ سب از فضل کبریا   پہنچے احد پہ ہمرہ سلطان انبیا

دیکھا جو ملحدوں نے اُحد پر ہیں شاہ دیں
چاہا جو چڑھنا چڑھ نہ سکے رہ گئے وہیں

بولا یہ دیکھکر ابوسفیان بدگہر   فوج قریش کا جو تھا سردار مفتخر
اے قاتلان کوہ محمد کی دو خبر   زندہ ہیں یا کہ دار فنا سے کیا سفر

دنیا ہی چاہتے تھے صحابہ معاً جواب
پر حکم شاہ دیں سے نہ کچھ کر سکے خطاب

پایا نہ اُس لعیں نے جو کچھ پاسخ سخن   بار دوم ہوا وہ پھر اسطرح حرف زن
بوبکر ہیں کہ انکا بھی مقتل بنا یہ رن   بگڑے صحابہ سنتے ہی یہ قول دلشکن

چاہا جواب دیں پہ رکھا شاہ دیں نے باز
خامش ہوا نہ پھر بھی وہ متکبر حجاز

بار سوم یہ بولا وہ مردود بدشیم   تم میں عمر ہیں یا گئے وہ بھی سوئے عدم
یہ سنکے بولے خسرو دیں سید اُمم   اب بھی نہ بولو چپ رہو سب لوگ یکقلم

اس بار بھی جو چپ رہے اصحاب ذیواد
چلا کے بولا زور سے وہ بانی فساد

شاید یہ تینوں کر گئے اس دار سے سفر
گر زندہ ہوتے بولتے بے خوف بے خطر
یہ سنکے تاب لا نہ سکے حضرت عمر
فرمایا سب ہیں زندہ نہ تو خوش ہو اسقدر

ڈھائینگے تجھپہ قہر و بلا ہم سب ایکدن
لائینگے تیرے سر پہ قضا ہم سب ایکدن

بولا یہ سنتے ہی ابوسفیان بے حجاب
آئندہ ہوگی بدر میں پھر جنگ اک شتاب
فرمایا شاہ دیں نے یہ سنتے ہی دو جواب
حاضر ہیں بہر جنگ یہاں سارے شیخ و شباب

فضل خدائے پاک ہے ہر دم معین حال
بھاگو گے پھر مقابلے سے باصد انفعال

یہ سنکے پھر ہبل سے کہا اسنے ہو اعل
فرمایا شہ نے کہدو کہ اے مرد پر دغل
جز ذات حق نہیں ہے کوئی اعلیٰ و اجل
ہیں پارہ ہائے سنگ یہ سب لات اور ہبل

ملتے ہی اس جواب کے بولا وہ بد اساس
عزیٰ نہیں ہے مثل ہمارے تمہارے پاس

یہ سنتے ہی صحابہ سے بول اٹھے شاہ دیں
کہدو لعیں سے عزیٰ کی حاجت ہمیں نہیں
مولا ہے ہم سبھو نکا وہ خلاق عالمیں
مولا ترا بھی ایسا ہے کوئی بتا کہیں

پایا جو اس لعیں نے صحابہ سے یہ جواب
نخوت کے ساتھ کرنے لگا اسطرح خطاب

مقتول آئیں گے تمھیں مثلہ کئی نظر
الزام اسکا دینا نہ تم لوگ میرے سر
حکم اسکے واسطے نہ تھا میرا کوئی ۔ مگر
ناراض بھی ہوا نہیں اصلا اس امر پہ

اس گفتگو کے بعد وہ سردار ملحداں
مکے کی سمت چلدیا با فوج کافراں

ہیں متفق اس امر میں سارے مورخیں   اس غزوہ میں شہید ہوئے ستر اہل دیں
شامل تھے انمیں حمزہ بھی راس المجاہدیں   رکھتے تھے جو خطاب یداللہ بالیقیں

غزوات میں دکھاتے تھے جو اپنی صفدری
اعدا کے دل پہ نقش تھی جن کی بہادری

کشتہ ہوئے جو بدر میں کفار بدشیم   انمیں سے اکثر آپکے ہاتھوں گئے عدم
عتبہ کا آپ ہی نے تھا فرمایا سر قلم   کی تھی جناب ہی نے طعیمہ پہ تیغ علم

عتبہ تھا زوجۂ ابوسفیان کا پدر
اور تھا طعیمۂ عدی بھی مرد با اثر

وحشی تھا اُسکے بھائی کے بیٹے کا اک غلام   حربہ زنی کے فن میں تھا مشہور اسکا نام
آقا نے اُسکے جو کہ تھا از بسکہ بدنظام   جسکو جبیر کہتے تھے سب کے خاص و عام

ہنگام جنگ اس سے کہا اے نکوشیم
حمزہ کو قتل کرکے جو کر راہی عدم

اسکا عوض یہ ہے نہ رہے گا تو پھر غلام   آزادی دونگا تجھکو میں فوراً ہی لاکلام
حاضر تھی ہندہ بھی جو تھی اُمّ امیر شام   وحشی سے بولی کردے جو کام انکا تو تمام

بدلے میں اسکے میں بھی دوں انعام اسقدر
تو مالدار ہوکے کرے زندگی بسر

وعدوں کو انکے سنتے ہی فوراً وہ بدگہر   نکلا بہ فکر قتل یداللہ خوش سیر
دیکھا کہ لڑ رہے ہیں وہ ہمشکل شیر نر   اور اسکی سمت آتے ہیں بے خوف بے خطر

کترا کے زیر سنگ وہ فوراً ہوا نہاں
لیکن اسے نہ دیکھ سکے حمزہ اسزماں

آئے برابر اسکے جو نہیں وہ ہنر بروئے اصلاً خبر نہ تھی کہ ہے وحشی تہ کمیں
حربے کا وار اسنے کیا پھینک کر جو نہیں ضرب آئی زیر ناف اجل آگئی وہیں
جھپٹے جو اسکی سمت اُٹھا کر وہ چند گام
گر کر زمیں پہ آئے ہوئی زندگی تمام

قتل جناب کی ہوئی ہندہ کو جب خبر آئی قریب لاش کے فوراً وہ بدگہر
مثلہ کیا جناب کو آتے ہی بیشتر پھر پیٹ چاک کرکے چبایا معاً جگر
اس سانحے سے خسروِ دیں کو ہوا وہ غم
تشریح جسکی کر نہیں سکتا مرا قلم

غالب ہوئے تھے فوج عدو پر جو غازیاں کرتے تھے سب تعاقبِ خصمانِ جانستاں
حملے کا فتحیابی کے باعث نہ تھا گماں یہ آگئے عقب سے جو کفار ناگہاں
ہراک نے تیغ غم کی بڑھا جوش انتقام
جاتی رہی ہر ایک سے تمیز خاص و عام

تھے حضرت یمانِ حذیفہ کے جو پدر کشتہ یونہیں ہوئے وہ صحابی خوش سیر
چلائے چیخ گرچہ حذیفہ بہت مگر تھا جوش انتقام سے خود رفتہ ہر بشر
کہنے پہ ایک نے بھی نہ اُنکے کیا خیال
حتےٰ کہ ان غریب نے فرمایا انتقال

ابن خلف کا قتل

ابنِ خلف جو سید عالم کا تھا عدو رہتا تھا فکر قتل میں ہر دم وہ کینہ جو
پالا تھا اس لعین نے اک اسپ تند خو ہجرت سے قبل کہتا تھا شہ سے وہ زشت رو
پالا ہے تیرے قتل کی خاطر یہ راہوار
ہنگام قتل ہونگا اسی اسپ پر سوار

اس جنگ میں جو پایا کچھ اپنے کو کامیاب نکلا بعزم قتل شہِ دیں وہ بد خطاب
چاہا مجاہدین نے جو روکیں اسے شتاب فرمایا آپ نے نہو تم لوگ سد باب

حافظ ہماری جاں کا ہے وہ خلق آفریں
ان مشرکین کا ہمیں اصلا خطرہ نہیں

اتنا ہی کہنے پائے تھے محبوب کردگار گھوڑا کودا تا آگیا سر پہ وہ نابکار
فوراً اک آدمی سے جو تھا شہ کا جاں نثار لی برچھی اور گلے پہ کیا اس لعیں کے وار

زخم خفیف تھا پہ تڑپ اٹھا وہ لعیں
بھاگا مقابلے سے سوئے فوج مشرکیں

پہنچا وہاں تو بولے یہ کفار دیکھ کر زخم خفیف پر تو ہے چلاتا اس قدر
کہنے لگا ہے دست محمدؐ کا یہ اثر مرجاتا میں وہ تھوک بھی دیتے کہیں اگر

تکلیف بڑھتے بڑھتے بالآخر ہوا یہ حال
ملعون نے وقت کوچ کیا رہ میں انتقال

مکے کو کوچ کر گئی جب فوج کافراں حضرت بھی چلدئے پس تدفین کشتگاں
نزد مدینہ پہنچے جو نہیں شاہ انس وجاں سب طالبانِ دیدِ شہ دیں ہوگئے رواں

جب سے خبر گئی تھی وہاں ارتحال کی
باقی نہیں تھی حد کوئی رنج و ملال کی

اک بی بی نیکبخت کہ کبشہ تھا جن کا نام تھیں جو محبہ شہ دیں سید انام
انکا پسر بھی آیا تھا راہِ خدا میں کام کہتے تھے جسکو عمرو مدینے کے خاص و عام

وہ سنکے یہ خبر کہ ہیں آتے مجاہدین
آئیں بشوق دیدِ شہنشاہ مرسلیں

جونہیں جمالِ پاکِ نبی پر پڑی نظر　بولیں بجوشِ الفت صادق وہ خوش سیر
روئے جناب دیکھ کے اے شاہ بحر و بر　مشکل نہیں کوئی جو نہو مجھ پہ سہل تر
یہ سنکے بولے خسروِ دیں شاہ انس و جاں
مژدہ تجھے کہ عمرو ہوا راہی جناں

پھر اسکے ساتھ ہی ہوئے یوں انسے حرف زن　جو جو ہوئے قتیلِ رہِ ربِ ذوالمنن
راحت کناں ہیں خلد میں باعیش جان و تن　گھر والے اُنکے ہوں نہ الیم اور پُر محن
یہ سنکے بولیں شاہ رسل سے وہ خوشخصال
فرمائیے دعا نہ رہیں تا وہ پُر ملال

کہنے پہ انکے سید عالم شہ امم　خالق سے ملتجی ہوئے اے رب ذوالکرم
دل میں ہے مسلمین کے جو اقربا کا غم　قدرت سے اپنی کر دے اسے محو یک قلم
جو جو مصیبتیں ہیں پڑیں انپہ اے جلیل
انکے عوض میں بخش انھیں بدلۂ جمیل

جو خوش نصیب آئے ہیں راہِ خدا میں کام　جان انکی طیر سبز کے قالب میں بالدوام
کرتی ہے دن کو سیر جناں باسرور تام　کھاتی ہے میوہ جات بالطاف ذی الکرام
کرتی ہے شب کو عرش کی قندیل میں بسر
پاتی ہے یہ تقرب خلاق بحر و بر

عبد اللہ جو تھے والد جابر نکو سیر　وہ بھی ہوئے تھے فیض شہادت سے بہرہ ور
روح انکی پہنچی بعدِ شہادت جو عرش پر　بولا یہ بالمشافہ خلاق بحر و بر
خواہش کسی طرح کی تجھے ہو تو کر بیاں
ایذا کسی طرح کی اُٹھانا نہ تو یہاں

یہ سنکے بولی روح بکو اختر و سعید — نعمت ہر ایک خلد میں ہے وافر و مزید
خواہش مجھے جو ہے تو یہی اے مرے مجید — دنیا میں جا کے پھر ہوں تری راہ میں شہید

فرمایا حق تعالےٰ نے اے روح نازنیں
پھر جا کے تو شہید ہو ممکن یہ اب نہیں

بولی یہ سنکے روح پھر اے رب دو جہاں — کر خویش۔ اقربا پہ مرا حال ہی عیاں
تا ہوں نہ میرے قتل کے صدمے سے غم کناں — دیں جان میری طرح پئے عیش جاوداں

خواہش پہ انکی حق نے کچھ آیات پُر نکات
بھیجی ہیں جن کا ترجمہ ہے مظہر صفات

جو مسلمین جنگ احد میں ہوئے شہید — کہتا ہے انکے بارے میں یہ قادر مجید
مُردہ انھیں نہ سمجھو ہیں زندہ یہ سب سعید — پاتے ہیں مجھ سے رزق بھی سب افزوں مزید

شاداں خوش ہیں بسکہ مری نعمتوں سے وہ
مستغنی ہر طرح ہیں مری رحمتوں سے وہ

اس غزوے میں فرار ہوئے تھے جو مسلمیں — انکا قصور عفو کیا حق نے بعد ازیں
گر ہو گئی خطا تھے بشر وہ بھی بالیقیں — کیونکر نہ عفو کرتا وہ غفار مذنبیں

وہ لوگ جاں نثار حبیب اللہ تھے
وہ لوگ یار غار شہ دیں پناہ تھے

غزوۂ حمراء الاسد

مکے کو جب احد سے چلی فوج اہل نار — کہتا تھا راہ میں ابو سفیانِ بد شعار
کب میری فتح فتح میں ہو سکتی ہے شمار — جب زندہ گھر کو جائیں محمد بصد وقار

بیکار یک ہزار جوانوں کا خوں ہوا
مارا گیا عدو نہ عدو سر نگوں ہوا

گھر کو پہنچ چکے تھے شہنشاہِ دیں مگر — پہنچی جو گوشِ سیدِ عالم میں یہ خبر
بولے شریکِ غزوۂ ہذا اٹھے جو لشکر — باندھیں معاً تعاقبِ اعدا پہ سب کمر

یہ حکم سنتے ہی ہوئے طیار مسلمیں
قائد بنے سبھوں کے شہنشاہِ مرسلیں

جسدم سنا کہ آتے ہیں سلطانِ دو جہاں — خائف ہوا بہت ابوسفیانِ بدزباں
شورہ جو ساتھیوں سے کیا بولے مشرکاں — مشہور فتح ہو گئی ہے اپنی اس زماں

ممکن ہے اب پلٹنے سے بگڑے ہمارا کام
اعدا کو فتحیابی ہو ہم سب کو انہزام

یہ سنکے وہ پلٹ نہ سکا سوئے مسلمیں — چھائی لعیں پہ ہیبتِ سلطانِ مرسلیں
بڑھتے تھے جتنا اسکے تعاقب میں اہلِ دیں — اُتنا ہی تیز مکے کو جاتا تھا وہ لعیں

یوں قطع کرکے چند منازل شہِ اُمم
حمراسے واپس آئے بصد شوکت و حشم

سریہ رجیع

چلکر اُحد سے مکے کو پہنچے جو مشرکیں — سفیان ابنِ خالدِ ہذلی تھا اک لعیں
لے ساتھ عضل و قارہ کے وہ چند ملحدیں — پہنچا برائے تہنیتِ اعدا کے جب قریں

جا کر سنا سلافہ کا انعام مشتہر
سو بہتریں شتر لے جو عاصم کا لائے سر

یہ اشتہار سنتے ہی گھر آیا وہ لعیں — عضل اور قارہ کے چنے سات اسنے ملحدیں
بعد اسکے ان کو بھیجا سوئے شاہِ مرسلیں — پہنچے حضورِ شاہ جو نہیں وہ معاندیں

لائے منافقانہ وہ ایمان پیشتر
پھر بولے سیدِ دو جہاں سے وہ بدسیر

اصحاب سے کچھ آدمی فی العلم ذی شعور ہمراہ ہم سبھوں کے روانہ کریں حضور
ہم خادمان کو بھی ہو قرآں پہ تا عبور خدمت میں انکی ہوگا نہ ہرگز کوئی قصور

جن لوگوں کو روانہ کریں شاہ البطحی
عاصم کا انکے ساتھ میں ہونا ہے لازمی

پھر ٹھہرے خانۂ ابوالعاصم پہ وہ لعیں عاصم کو آئے انکی محبت کا تا یقیں
عاصم سے کہتے تھے کہ شہنشاہ مرسلیں تم کو ہمارے ساتھ اگر بھیجتے کہیں

ہو جاتا علم دیں سے ہر اک شخص بہرہ ور
شفقت سے تم بتاتے ہر اک سر مستتر

جب پایا شوق علم ان اعدا نے بیشتر چیدہ دس آدمی کئے ان سب کے ہمسفر
جانے لگے جو نہیں سوئے مکہ وہ خوش سیر عاصم کو شاہ دیں نے کیا انکا تاج سر

عسفان اور مکہ کے مابین پہنچے جب
سفیاں کو اک نے جاکے خبر دی بصد طرب

آج آرہا ہے دام میں پھنسکر ترا شکار نو آدمی ہیں ساتھ میں اسکے سفر کے یار
لازم ہے راستے ہی میں تو آج اسکو مار موقع یہ بہتر ہے یہ سن اے مرد ہوشیار

یہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا فوراً ہی وہ لعیں
ہمراہ اس سوار کے چلے دو سو مشرکیں

دیکھا جناب حضرت عاصم نے جب یہ حال آتے ہیں میری سمت معاند باشتعال
فدفد پہ چڑھ گئے اسی دم وہ نیکو مآل پہنچے جو نہیں قریب وہ اعدائے بدسگال

ہمراہیوں سے بولے یہ عاصم نکو سیر
اعدا سے جنگ کرکے کٹا دو سب اپنا سر

یہ سنکے بولے حضرت عاصم سے وہ لعیں تم ہمپہ فتحیاب ہو ممکن ہی یہ نہیں
بولے یہ بات سنکے وہ راس المبلّغیں رکھتے نہیں ہیں مرگ کا ڈر صاجان دیں
راہ خدا میں دیتے ہیں سر با صد افتخار
دب جانا مشرکین سے۔ ہے انکو ننگ و عار
یہ سنکے آنجناب سے بولے وہ ملحداں تم لڑکے ہمسے خطرے میں ڈالو نہ اپنی جاں
ہم بعد جنگ دے نہیں سکتے تمھیں اماں پس خامشی سے ساتھ ہمارے ہو تم رواں
یہ سنکے بولے حضرت عاصم نکو شیم
مشرک اماں دیں ہمیں کب چاہتے ہیں ہم
بعد اسکے بولے حضرت عاصم نکو سیر مخفی نہیں سلافہ کی سوگندِ مشتہر
آئے ہو میری فکر میں سنکر مری خبر دو گے مجھے امان کہ کاٹو گے میرا سر
تم سے معاندیں سے امید وفا کروں
میں کیوں نہ اپنا رُخ طرف کبریا کروں
یہ کہہ کے بارگاہِ خدا میں کی التماس حضرت کو کر خبر مری حالت کی ربِّ ناس
اعدا تلے ہیں ظلم پہ بیحد و بے قیاس پیمان و عہد کا انھیں اصلا نہیں ہے پاس
جاں تیری نذر ہو گی اب اے ربِّ ذو المنن
لیکن دعا ہے تجھ سے معاند نہ پائیں تن
ورنہ وہ کشتہ ہوتے ہی سر کاٹینگے شتاب جسمیں سلافہ بھر کے پیئے گی معاً شراب
اے رب دوجہاں تو دعا کر یہ مستجاب سر پا سکیں نہ میرا یہ بد عہد بے حجاب
یہ التماس کر کے وہ راس المبلّغیں
لڑنے لگا براہِ خداوند عالمیں

پہلے چلائے تیر جو ترکش ہوا تہی　　نیزہ اُٹھاکے کرنے لگا جنگ وہ جری
ہنگام جنگ ٹوٹ گئی اُسکی جب انی　　خنجر زنی پہ تُل گیا میدا انکا وہ دہنی
خنجر بھی لڑتے لڑتے جو بیکار ہو گیا
وہ جاں نثار احمدؐ مختار سو گیا

جب وہ ہنر بردین الٰہی ہوا شہید　　پہنچا پئے بریدنِ سر پاس ہر پلید
لیکن محافظ تن اقدس تھا وہ مجید　　پہنچا مگس کا دم میں معاً لشکر مزید
جس نے جسد کا کر لیا ہر سمت سے حصا
دہشت سے اُسکی آنہ سکے پھر وہ اہل نار

ہنگام شب جو آیا معاً آئی سیل آب　　عاصم کا جسم پاک بہا لیگئی شتاب
سفیان قطعِ سر میں ہوا جب نہ کامیاب　　واپس گیا مکان کو اپنے بصد حجاب
پہنچا جو گھر تو بھیجی سلافہ کو یہ خبر
انعام بھیج کشتن عاصم کا زود تر

بولی سلافہ سنتے ہی سفیان کا پیام　　کہدو نکالے دل سے معاً یہ خیال خام
انعام کا نہیں کوئی اسنے کیا ہے کام　　عاصم کے قتل پر نہ لے انعام کا وہ نام
زندہ ہی لاتا یا کہ سر اُس کا وہ کاٹ کر
انعام صد شتر اُسے دیتی میں زود تر

پایا جو یہ جواب ہوا بسکہ شرمگیں　　محروم یونہیں ہوتے ہیں آخر میں ظالمیں
جب لڑکے یوں شہید ہوا وہ ہنر بہ دیں　　چھ ساتھیوں کی اُسکے شہادت ہوئی یونہیں
باقی جو تین رہ گئے عاصم کے ہمسفر
ان سب پہ کارگر ہوئی تفہیم اہل شر

آئے جو انکے کید میں وہ شہ کے جاں نثار
بد عہدی راہ میں کی لعینوں نے اختیار
چلّے سے کس کے ہاتھ جو باندھے مآل کار
عبداللہ ذی ہمم جو تھے طارق کی یادگار
ہاتھ اپنا کھول کر ہوئے اعدا سے ہم نبرد
حملے سے اپنے کر دیا دم بھر میں سب کو سرد

دیکھا جو ملحدیں نے بہادر ہے وہ دلیر
کرتا ہے ہم پہ حملہ دلیری سے مثل شیر
کہنے لگے بہم کہ یہ ہے زندگی سے سیر
کرتے رہو گے قتل میں اسکے یونہیں جو دیر
کر دیگا سب کو دم میں تہِ تیغ بیدریغ
لازم ہے مل کے سنگ کا برساؤ اسپہ میغ

یہ عزم کر چکے جو نہیں اعدائے بدسیر
بارانِ سنگ کرنے لگے آنجناب پر
مجروح جسم ہو گیا جب حد سے بیشتر
راہِ خدا میں آپ گئے جان سے گذر
کام آپکا جو کر چکے اعدائے دیں تمام
لیکر خبیب و زید کو گھر پہنچے بد نظام

جب حضرت خبیب کے رُخ پر پڑی نگاہ
حارث کے بیٹے بولے معاً بھر کے سرد آہ
یارو ہمارے گھر کو انہیں نے کیا تباہ
قاتل یہی پدر کے ہیں بے شک و اشتباہ
سو اونٹ کے عوض ہمیں مل جائیں یہ اگر
لیں ان کو قتل کر کے ابھی بدلۂ پدر

صفوان بدسیر جو امیہ کا تھا پسر
بولا جناب زید کو فوراً ہی دیکھ کر
یارو انہیں کا مارا ہوا ہے مرا پدر
پاؤں پچاس اونٹ کے بدلے میں انکو گر
فوراً خرید کر کے میں لوں انسے انتقام
مدت کے بعد آج یہ آئے ہیں زیر دام

سفیان نے سنا جو نہیں دو نو نکا یہ کلام | بیچا معًا اسیروں کو بس ہو کے شاد کام
لیکر گھر دنبہ انکو گئے جب وہ بد قوام | ان روزوں کشت و خون تھا اعراب میں حرام

پس اپنی اپنی جا پہ وہ دونوں نکو سیر
تا اشہر حرام رہے قید سر بسر

دور اشہر حرام کا پورا ہوا جو نہیں | باہر حرم کے سولی کو لائے انھیں لعیں
دیکھا جو قتل پہ ہیں تلے دشمنانِ دیں | بولے خبیب اتنی تو مہلت دو اہل کیں

وقتِ قضا نماز دوگانہ ادا کروں
ہنگام رحلت آیا ہے یاد خدا کروں

یہ سنکے مشرکین نے موقع دیا جو نہیں | یاد خدا میں محو ہوا وہ ہنر بر دیں
جب کر چکا وہ یاد خداوند عالمیں | لٹکاتے وقت سولی پہ بولے معاندیں

مذہب کو اپنے چھوڑ دو تم اے خبیب گر
سولی سے ہو نصیب اسی دم تمھیں مفر

اعدا نے اسطرح جو لیا انکا امتحاں | بولے معًا یہ سنکے خبیب نکو نشاں
تملوگ بخشدو عوضِ دیں جو کل جہاں | تو بھی میں منحرف نہوں اس سے کبھی زماں

اک جان کیا ہے دین پہ سو جاں کروں نثار
میں ہوں غلام حضرت محبوب کردگار

یہ سنکے بولے پھر وہ لعینانِ پُر ستم | سولی عوض تمھارے محمد کو دیں جو ہم
اسباب سے بتاؤ ہو تم خوش کہ پُر الم | بول اٹھے سنتے ہی یہ خبیب نکو شیم

میں یہ بھی چاہتا نہیں اعدائے بد نہاد
اک خار بھی چبھے بکفِ سید عباد

یہ سنکے پاس آیا معًا ایک بدگہر
قبلے سے پھیر اروئے خبیب نکو سیر
بولے یہ دیکھکر وہ غلام شہ بشر
میں رُخ کروں جدھر متوجہ ہو رب اُدھر
قبلے سے منھ پھرایا تو کچھ اسکا غم نہیں
یہ فعل ناروا مرا اہل ستم نہیں

اس گفتگو کے بعد پھر اعدائے بدنظام
لے لیکے نیزے ٹوٹ پڑے بہر انتقام
جب ضرب نیزہ کھانے لگے وہ خوش اختتام
منھ انکا ہو گیا طرف مسجد حرام
یہ دیکھتے ہی پہلے کیا شکر حق ادا
پھر بولے کوئی دوست نہیں جز ترے خدا

پہنچائے کون دوست کو تیرے مرا سلام
پہنچا تو ہی اُسے بحضورِ شہِ انام
اس جملے کو کیا جو نہیں مظلوم نے تمام
نیزے لگے کچھ اتنے ہوئی زندگی حرام
پہنچے شہید ہو کے وہ اللہ کے قریب
پھر زید کو ہوا یونہیں قرب خدا نصیب

جب ہو گئے شہید خبیب نکو شیم
لائے سلام آخری جبریل محترم
پہنچا سلام انکا جو سوئے شہ اُمم
اس سانحے سے آپکو پہنچا بہت ہی غم
کہنے لگے صحابہ سے سلطان مرسلیں
کشتہ ہوئے خبیب ز دست معاندیں

ہے کوئی لائے لاش خبیب نکو سیر
مقداد اور زبیر اُٹھے حکم شاہ پر
دن کو قیام کرتے تھے ہنگام شب سفر
ڈر تھا کہ با خبر نہوں اعدائے بدگہر
طے کرکے راہ پہنچے جو اس طرح نزد لاش
دیکھا محافظ اسکے ہیں چالیس بد قماش

ہنگام شب تھا سوتے تھے سارے محافظیں
پس موقع کو سمجھ کے غنیمت وہ اہل دیں
آہستگی سے پہنچے معاً لاش کے قریں
سولی سے لیکے گھوڑے پہ رکھا اسے جونہیں

فوراً رہ مدینۂ عالی کی اختیار
اندیشہ تھا نہ جاگ پڑیں وہ جفا شعار

جسدم ہوئی سحر ہوئے آگہ وہ بد سیر
نکلے مکاں سے بہر تعاقب کچھ اہل شر
بیٹھے تھے جس شتر پہ وہ تھا بسکہ تیز تر
پہنچے تھے کچھ ہی دور کہ آئے یہ سب نظر

دیکھا جونہیں صحابہ نے آپہنچے وہ لعیں
لاش حبیب رکھدی معاً بر سر زمیں

رکھی گئی وہ لاش جونہیں بر سر زمیں
نگلا معاً زمیں نے کہ پائیں نہ تابعیں
لاشہ سے مطمئن ہوئے جب دونوں مسلمیں
بولے زبیر کافروں سے سن لو ملحدیں

ہم ہیں زبیر باپ ہمارا عوام ہے
نانا ہمارا جدِ رسولِ انام ہے

ہمراہ ہیں ہمارے یہ مقداد ذی ہمم
ملکر بھی سب لڑو تو نہیں دب سکینگے ہم
شمشیر۔ تیر۔ نیزہ کسی میں نہیں ہیں کم
جسطرح چاہو ہم سے لڑو رکھتے ہو جو دم

گر تم میں تاب جنگ نہیں جاؤ اپنے گھر
ہم مسلمین کرتے نہیں جنگ چھیڑ کر

یہ سنکے چلدئے سوئے مکہ وہ روسیاہ
پہنچے حضور شاہ یہ دونوں غلام شاہ
جاتے ہی عرض کی جونہیں سب گذشت راہ
جبریل آئے پیش شہنشاہِ دیں پناہ

کی التماس پیکر جرأت ہیں یہ جواں
مداح آج انکے فلک پر ہیں قدسیاں

عاصم کا اور رفیقوں کا انکے سنا جال
ازبسکہ غمزدہ ہوئے محبوب ذوالجلال
عبداللہ سے کہا کہ سن اے مرِ خوشخصال
جا اور کاٹ لا سرِ سفیانِ بد مآل

یہ حکم سنکے بولے وہ فرمانبرِ حضور
پہچانتا نہیں اُسے یہ عبدِ پُر قصور

حلیہ سے اس لعیں کے گر آگہ کریں جناب
پھر بچ کے جاسکے گا نہ وہ موردِ عذاب
یہ سنکے شہ نے حلیہ سے واقف کیا شتاب
اور اس کے ساتھ ہی کہا! اے جرأت انتساب

صورت کو اسکی دیکھ کے ڈر جائے تو اگر
تو جاننا کہ ہے یہ وہی شوم بدگہر

حلیہ سے اس لعیں کے ہوئے جو نہیں باخبر
حضرت سے عرض کی! شہِ دیں سید البشر
میں آپکے خلاف کہوں اس کو دیکھ کر
اذن اسکا مرحمت ہو مجھے شاہ بحر و بر

جب پاگئے یہ اذن وہ خوش بخت خوش نہاد
پہنچے وہاں جہاں تھا وہ بدبخت نامراد

حلیہ سے اسکے سمجھے مقرر ہے یہ وہی
جس کے لئے ہے حکم شہنشاہ البطحی
پاس اسکے پہنچے جب یہ فرستادۂ نبی
بولا وہ کون ہے تو۔ مجھے بخش آگہی

فرمایا میں ہوں قوم خزاعہ کا اک بشر
رہتا ہوں فکرِ قتلِ محمدؐ میں سربسر

میں نے سنا ہے آپ بھی ہیں میرے ہمخیال
تجمیع فوج کر رہے ہیں خاطر جدال
پس میرا بھی جناب کریں اسمیں اشتمال
تا میں بھی موقع پاؤں کہ لوں دل کا ولہ نکال

سفیاں یہ سنتے ہی ہوا ازبسکہ شادماں
خیمے میں لے گیا انھیں وہ ملحدِ زماں

خیمے میں اسکے ٹھہرے جو جا کر وہ خوش سیر	پاتے ہی موقع رات کو سر اسکا کاٹ کر
راہی ہوئے بسمتِ شہنشاہ بحسبہ رہبر	ہنگام صبح قوم نے پائی جو نہیں خبر

نکلی پئے تعاقبِ ممدوح نیک ذات
لیکن نہ ہاتھ آئے وہ خوش بخت خوش صفات

دن ہوتے ہی ملا تھا سرِ رہ جو ایک غار	اسمیں معاً ہی چھپ گئے تھے وہ نکو شعار
مکڑی بھی جالا پور گئی تھی بحکم بار	پہنچے جو بابِ غار پہ وہ مستحق نار

کہنے لگے بہم کہ یہاں ہوگا بیگماں
لیکن نظر جو ڈالی تھا جالا سرِ وہاں

جب تارِ عنکبوت نظر آیا باب پہ	گھسنا فضول سمجھے وہ اعدائے بدسیر
پیدا ہوا خیال وہ جا پہنچا دور تر	اب اسکا پیچھا کرنا ہے بیکار سر بسر

یہ فیصلہ جو کر چکے باہم وہ کافراں
عُرنہ کی راہ لی کہ تھا واقع جہاں مکاں

عبداللہ نے جو دیکھا وہ اعدائے رُوسیاہ	مایوس ہو گئے لی ہر اک نے مکاں کی راہ
فوراً ہی نکلے غار سے وہ بندۂ الٰہ	پہنچے معاً بخدمتِ سلطانِ دیں پناہ

پھر ڈال کر سر اسکا تہِ پائے شاہ دیں
کی عرض حکم شاہ بجا لایا کمتریں

سر اسکا دیکھکر ہوئے خوش آپ اسقدر	بخشا عصا اک انکو کہ خوش ہوں وہ خوش سیر
بولے پس عطائے عصا سید البشر	رکھنا اسے بہشت میں بھی جبکہ ہو گذر

خوش ہو گئے یہ سنکے وہ مردِ نکو سرشت
گویا انھیں سنا دیا یوں مژدۂ بہشت

جب تک رہے حیات وہ مرد خوش اختتام رکھتے تھے ہاتھ میں وہ عصائے شہ انام
جانے لگے جو وار فنا سے وہ نیک نام رکھوالیا کفن میں عصائے پُر احترام

اللہ رے پاس حکم شہنشاہ بحر و بر
تعمیل حکم پر رہی اسوقت بھی نظر

غزوہ بدر ثانی

آیا جو چار می سن ہجری شاہ دیں ایفائے عہد کرنا تھا فرض معاندیں
پر چھائی اتنی ہیبت سلطان مرسلیں آیا نہ بدر تک ابو سفیان بد یقیں

لیکن عدم رسی پہ خجالت کا تھا گماں
پس چاہا یہ بھی جائیں نہ میری طرح وہاں

یہ سوچتے ہی بھیجا مدینے کو اک جواں تا جاکے وہ صحابہ کو خائف کرے وہاں
پہنچا میان شہر جو وہ کاذب البیاں اصحاب سے کہا۔ ابو سفیان اسزماں

مکے میں جمع کر چکا ہے فوج بے شمار
آتا ہی ہوگا بدر کو وہ مرد پختہ کار

بولے یہ سنکے سید عالم کے جاں نثار پروا نہیں جو جمع ہوئی فوج بے شمار
کافی ہے ہم سبھوں کی مدد کو وہ کردگار فتح و ظفر پہ جسکو ہے ہر وقت اختیار

دھمکی ہمیں تو دیتا ہے فوج کثیر کی
نصرت ہمارے ساتھ ہے رب قدیر کی

واقف ہوئے اس امر سے جب شاہ انس جاں نکلے معاً مدینے سے با فوج غازیاں
تھے پندرہ سو آدمی حضرت کے ہمعناں جسوقت پہنچے بدر پہ کوئی نہ تھا وہاں

پس اسلیئے کہ شاید اب آئیں وہ ملحدیں
چندے وہاں مقیم رہے شاہ مرسلیں

چھیڑا مجاہدیں نے تجارت کا کاروبار	نفع کثیر پایا بالطاف رب بار
فرمائے تھے یہ حضرت عثمان باوقار	دینار پاتے تھے سر دینار وقت کار

جب حد انتظار معاند ہوئی تمام
خوش خوش مدینے آئے پلٹ باصد احتشام

۴ھ ہجری
ام سلمہ کا نکاح حکم تیمم کا آنا نماز خوف کا پڑھا جانا

اس سال ام سلمہ کو بخت خوش یقیں	آئیں بعقد حضرت سلطان مرسلیں
حکم تیمم آیا سوئے بادشاہ دیں	ایذا النصیب تا نہوں معذور مسلمیں

اس سال ہی پڑھی گئی ہے خوف کی نماز
ذات الرقاع میں گئے تھے جب شہ حجاز

شراب کی حرمت حضرت حسین کی ولادت حضرت زینب و بنت اسد کی رحلت

اس سال ہی شراب کو حق نے کیا حرام	آئے جہاں میں حضرت شبیر نیک نام
اس سال ہی مکرمہ زینب خوش اختتام	گذریں جہاں سے دار بقا میں کیا قیام

اس سال ہی جہاں سے گئیں جانب عدم
بنت اسد علی کی جو تھیں ام محترم

سریہ بیر معونہ

ذات الرقاع سے جو حضور آئے اپنے گھر	عامر ابو براء جو مالک کا تھا پسر
پہنچا مدینے نجد کا طے کر کے وہ سفر	حاضر ہوا بخدمت شاہنشہ بشر

دیکھا جو اسکو بولے معاً سید عباد
اسلام کو قبول کر اے مرد خوش نہاد

حکم حضور سنتے ہی بولا وہ خوش یقیں	اسلام کو سمجھتا ہوں میں دین بہتریں
کرتا قبول اس کو ابھی شاہ مرسلیں	پر ڈر ہے اہل قوم مخالف نہوں کہیں

اسواسطے کچھ آپ مبلغ کریں واں
رائج کریں جو قوم میں اسلام کو وہاں

ہو جائیگی جو قوم مری دیں سے بہرہ ور　　اسلام میں بھی لاؤنگا اے سید البشر
یہ بات سنکے شاہ دو عالم نے زود تر　　ہفتاد اہل صفہ کئے انکے ہمسفر
تبلیغ کے تھے اہل جو مردان خوش مآل
تجوید میں ملا تھا جنہیں بہرۂ کمال

جانے لگے جو نجد کو اصحاب مصطفا　　منذر کو دیکے خط لگے کہنے شہ ہدا
ان سب کے تم امیر ہو اے صاحب صفا　　جسدم پہنچنا دینا رئیسوں کو خط مرا
یہ حکم سنکے چل دئے منذر نکو سیر
جسوقت پہنچے جاکے وہ بیر معونہ پر

دیکر حرام کو خط سلطان مرسلیں　　ہمراہ انکے کردئے دو اور مسلمیں
راہی بسمت نجد ہوئے جب وہ اہل دیں　　کچھ دور چل کے پہنچے جو نہیں شہر کے قریں
ہمراہیوں سے بولے حرام نکو نشاں
اسوقت آنا تم مجھے ملجائے جب اماں

ٹھہرا کے ساتھیوں کو حرام نکو سیر　　جا پہنچے تھا جہاں بنی عامر کا مستقر
خط دیکے بولے انسے اماں دو مجھے اگر　　تبلیغ دیں کروں میں بحکم شہ بشر
یہ سنکے پشت پر تھا کھڑا اک دغا شعار
نیزہ وہ مارا اسنے ہوا صدر کے جو پار

جو نہیں وہ نیزہ کھاکے گرے بر سر زمیں　　فرمایا کامیاب ہوا عبد کمتریں
اس طرح جب شہید ہوا وہ ہنر بردیں　　ابن طفیل بولا جو تھا خصم مسلمیں
تنہا نہیں مدینے سے آیا ہے یہ جواں
بیر معونہ پر ہیں مقیم اس کے ہمرہاں

اے اہل قوم چاہیئے ان سب کی لو خبر — تا پھر نہ آئے انکا مبلغ کوئی ادھر
بولے یہ سنکے قوم کے مردانِ خوش سیر — عامر اماں دہندہ ہے ان کا بایں نظر

لازم نہیں ہے ہمکو کسی طرح انسے جنگ
خونریزی انکی کرنا ہمارے لئے ہے ننگ

جب قوم کی طرف سے ہوا اس لعیں کو یاس — فوراً ملا عُصَیَّہ۔ رَعل سے وہ بداساس
جب ان قبیلوں سے ہوئی اسکو مدد کی آس — ذکوان سلیم سے ملا وہ بدترینِ ناس

جب یہ قبیلے بھی ہوئے اس شوم کی معیں
ہمراہ لیکے بیر پہ جا پہنچا وہ لعیں

پہنچا وہاں پہ جو نہیں وہ مردود روسیاہ — محصور کر لیا اسیدم اس لعیں نے چاہ
چاروں طرف سے گھر گئے جب پیروانِ شاہ — اعدائے روسیاہ سے کی جنگ بے پناہ

وقت اخیر تک رہے لڑتے وہ سب سعید
حتیٰ کہ دینِ حضرتِ حق پہ ہوئے شہید

جب مسلمین لڑتے تھے بیرِ معونہ پہ — عمرو بن امیہ و حارث نکو سیر
ہمراہیوں کے اونٹ چراتے تھے دور تر — واپس ہوئے چرا کے جونہیں سوئے مستقر

دیکھا کہ مستقر پہ مرے اڑتا ہے غبار
پرّاں ہیں کچھ طیور اور استادہ ہیں سوار

حارث سے بولے حضرت عمرو یہ دیکھکر — اس حال کی رسول خدا کو کریں خبر
کہنے لگے یہ سنکے وہ مردِ نکو سیر — ہملوگ بھی ہوں کیوں نہ شہادت سے بہرہ ور

یہ عزم کرکے ٹوٹ پڑے دونوں جاں نثار
حارث نے قتل کر دئے اعدا کے دو سوار

دیکھا جو ملحدین نے دلاور ہیں یہ جواں ملکر کیا سبھوں نے انھیں قید اُسی مان
بعد اسکے انسے بولے وہ اعدائے جانستاں لڑنا نہ حفظِ جاں کیلئے دی تھیں اماں

لیکن نہ باز آئے لڑائی سے وہ دلیر
قتل اور دو کو کر ہی دیا بیدرنگ و دیر

جب دو کو قتل کر چکے حارث نکو سیر خود بھی ہوئے شہید رہِ رب بحر و بر
عمرو جو تھے مقید اعدائے بدگہر چھوڑا ابن طفیل نے ان کو بایں نظر

مادر کو اسکی کرنا تھا آزاد اک غلام
ورنہ نہ چھوڑتا انھیں تھا بسکہ زشت کام

آزاد کرنے پر ہوا عمرو سے ہمکلام ان کشتوں کے بتائیگا تو نام اور مقام
یہ سنتے ہی بتایا ہر اک کا مقام و نام آگہ ہوا جو حال سے سبکے وہ بدقوام

پھر پوچھا کوئی ایسا بھی ہے تیرا ہمسفر
میت کو جسکی ڈھونڈھ رہی ہو تری نظر

بولے یہ سنکے حضرت عمرو سن آجواں ہمراہیوں میں پاتا ہوں ہر اک کو میں یہاں
البتہ لاشِ ابن فہیرہ نکو نشاں آتی نہیں نظر مجھے مابینِ کشتگاں

یہ سنکے بولا آپ سے وہ شوم بدگہر
ابنِ فہیرہ کون تھے دے انکی کچھ خبر

یہ سنکے بولے حضرت عمرو نکو نشاں اصحاب سابقیں سے تھے وہ شخص اے جواں
ہجرت میں بھی تھے ہمرہِ سلطان انس و جاں اوصاف انکے تجھ سے کہاں تک کروں بیاں

بولا یہ بات سنکے وہ بدبخت بدشعار
لاش انکی سوئے چرخ گئی ہے بصد وقار

عامر گشتندہ اُنکا جو سلمی کا ہے پسر کہتا ہے جو نہیں مارا انھیں نیزہ تاک کر
نیزے کے پار ہوتے ہی آئے زمین پہ فرمایا پالیا قسم رب بحر و بر

یہ جملہ جو نہیں ختم ہوا تھا اسی زماں
لاش انکی لوگ لے گئے یا لائے آسماں

یہ حال دیکھ کر میں تحیر میں آ گیا مفہوم اس سخن کا نہ کچھ بھی سمجھ سکا
ضحاک سے بیان کیا جا کر یہ ماجرا اور پوچھا انسے مدعا پھر اس کلام کا

ضحاک نے کہا انھیں جنت ہوئی نصیب
وہ خوش نصیب تھے گئے اللہ کے قریب

میں نے کیا یہ سنتے ہی ضحاک سے خطاب اسلام کی معاً کریں تلقیں مجھے جناب
دیکھا مجھے جو دیں کی طرف سے پُر اضطراب تلقین دین حق کی اُنھوں نے مجھے شتاب

برکت انھیں کی تھی جو مسلماں میں ہو گیا
کافر سے دم میں صاحب ایماں میں ہو گیا

عامر کہ جو گئے تھے حضور بشیر بشر آئے تھے جنکے ساتھ یہ اصحاب خوش سیر
اس واقعے سے ان کو ہوا رنج اسقدر بیچارے چند دن میں گئے جان سے گذر

ابن طفیل جو تھا عدوئے مبلغیں
باعث ہوا تھا موت کا انکی وہی لعیں

بیٹے نے انکے چاہا کہ لیں اس سے انتقام پر مر سکا نہ نیزے سے اسکے وہ زشت کام
لیکن بحکم حضرت خلاق ذوالکرام کام اسکا جلد ہی کیا طاعون نے تمام

ہوتا ہے ظالموں کا بالآخر یہی مآل
کرتا ہے ظلم خرمن ہستی کو پائمال

زندہ تھا جب جہاں میں یہ بدبخت بدسیر بھیجا تھا خط اک اُسنے سوئے شاہ بحر و بر
لکھا تھا فتح تمکو ممالک پہ ہو اگر دیہہ اور دشت تم لو میں حاکم ہوں شہر پر
یا ہوں تمہارے بعد خلافت سے بہرہ یاب
منظور ہو جو بات خبر اسکی دو شتاب

انمیں سے کوئی شرط نہ مانی تو رکھو یاد فوج عظیم لاؤنگا ہوگا بپا فساد
یہ سنکے ملتجی ہوئے شاہ نکو نہاد کام اسکا کر تمام تو اے حافظ عباد
طاعون اس کو آپ کے فرماتے ہی ہوا
لشکر کشی بھی کرنے نہ پایا معاً موا

غزوۂ بنی نضیر

عمرو بن امیۂ ضمری نکو سیر قیدِ عدو سے چھوٹ کے آنیلگے جو گھر
آئے میانِ راہ دو مشرک انھیں نظر فوراً ہی تیغ تیز سے انکے اڑائے سر
دلمیں کیا خیال ہے یہ بھی اک انتقام
قوم معاندین ہیں یہ دونوں بد قوام

وہ دونوں شخص تھے باامانِ شہ جہاں آئے مدینے کو تو ہوا حال یہ عیاں
لاعلمی سے ہوئے تھے یہ خون اُنسے ناگہاں بس چاہا طے دیت پہ یہ جھگڑا ہو اسزماں
یہ عزم کرکے شاہ بسمت بنی نضیر
شورے کیواسطے ہوئے فوراً ہی راہ گیر

یہ سب ہم عہد تھے بنی عامر کے اسزماں اسواسطے گئے تھے اُدھر شاہ دو جہاں
تا انکے مشورے سے ہو جو بات طے وہاں انمیں مخالفت نہ کریں انکے وارثاں
پر اس وقوعہ سے تھے وہ سب برسرِ فساد
پُر اشتعال ہو رہی تھی آتشِ عناد

بولے سب اتفاق سے آج آئے ہیں جناب ۔ دعوت کرینگے آپ کی ہم سارے شیخ و شاب
بعد اسکے ہوگا آپکی جانب سے جو خطاب ۔ سنتے ہی ساری قوم بجا لائے گی شتاب

فرمائیں آپ سایۂ دیوار میں قیام
ہملوگ کرنے جاتے ہیں کھانے کا انتظام

یہ کہتے ہی کھسک گئے اسجا سے وہ لعیں ۔ جا کر کیا یہ شورہ پئے قتل شاہ دیں
دیوار پر سے سنگ گراں بر سر زمیں ۔ لڑھکا دو ختم ہونگے کچل کر یہ بالیقیں

شورہ یہ کر چکے جو نہیں اعدائے بدسیر
روح الامیں نے آکے کیا شہ کو باخبر

سنتے ہی یہ خبر معاً اُٹھے شہ بشر ۔ آگاہ ہو سکا نہ کوئی جاتے ہیں کدھر
اصحاب جو تھے آپکے ہمراہ و ہمسفر ۔ سمجھے ہے حاجت بشری غالب آپ پر

حاجت کو رفع کرتے ہی آجائینگے حضور
ہملوگ انتظار کریں کیوں ہوں ناصبور

لیکن نہ واپس آئے جو تا دیر آنجناب ۔ اصحاب ہمسفر کو ہوا بسکہ اضطراب
اُٹھکر وہاں سے سمتِ مدینہ چلے شتاب ۔ آخر ہوئے حضوری حضرت سے بہرہ یاب

پہنچے وہاں تو کیدِ لعینانِ کینہ جو
ظاہر ہوا بیانِ شہِ دیں سے مو بمو

واقف ہوئے جو کید سے اعدائے مسلمیں ۔ پہنچا معاندیں کو یہ فرمانِ شاہ دیں
تم سب تھے اس سے قبل ہم عہد اور مرے معیں ۔ پر اب خیال عہد کا تم میں رہا نہیں

تم کل ہی قتل کر چکے ہوتے مجھے مگر
حافظ تھا میری جان کا خلاق بحر و بر

بد عہدی کی ہے اسلئے پہنچے جو نہیں خبر
دس دنمیں خالی کر دو معًا اپنا اپنا گھر
بعد اسکے آئیگا جو مکانمیں کوئی نظر
فورًا اڑایا جائیگا خنجر سے اسکا سر

پہنچا جو نہیں یہ حکم شہنشاہ مرسلیں
آمادۂ جدال ہوئے سارے ملحدیں

پس جو نہیں باخبر ہوئے محبوب ذوالجلال
سارے بنی نضیر ہیں آمادۂ جدال
خود لیکے فوج پہنچے بجمعیت کمال
گھیرا معًا ہی قلعۂ اعدائے بدسگال

محصور ہو گئے جو بایں طور ملحدیں
تنگ عرصۂ حیات ہوا انپہ بالیقیں

جب آگئے حصار میں اعدائے بدگہر
بولے مجاہدین سے سلطان بحر و بر
واقع ہیں اس مقام پہ خرمے کے جو شجر
لازم ہو کاٹ دو انھیں سب ملکے زود تر

تا پہنچیں انکی روح کو صدمات بیحساب
سوز الم سے جنکے ہوں قلب و جگر کباب

آیا ہے یوں صحیح بخاری کے درمیاں
یہ بھی کہا تھا شہ نے صحابہ سے اسزماں
گر کاٹنے میں تمکو طوالت کا ہو گماں
پھونکو درختوں کو جلیں تا اور ملحداں

جو نہیں ہوا یہ حکم شہنشاہ مرسلیں
مجوا دائے حکم ہوئے جملہ مسلمیں

کاٹے کسی نے بہترین اشجار کے ثمر
تا ہو معاندین کو رنج اس سے بیشتر
کاٹے کسی نے خرمے کے وہ نخل خاصکر
جسمیں کہ پیدا ہوتے تھے بدذائقہ ثمر

تھا مدعا بچیں گے جو اشجار بہتریں
قبضہ کرینگے انپہ پس فتح مسلمیں

بعضوں نے سوخت بھی کئی خرمے کی کچھ شجر　جن کے شرار دیکھ کے جلتے تھے اہل شر
دم بھرتے تھے مدد کا سبھی پیشتر مگر　آیا نہ خزرجی کوئی بھی کام وقت پر

ابن اُبَیّ جس کی مدد پہ تھا ان کو ناز
باب مدد کو کرسکا وہ بھی نہ اپنے باز

تنگ آگئے حصار سے جب وہ معاندین　درخواست کی بدرگہ سلطانِ مرسلین
اب چھوڑ دو ہمیں کہ نکل جائیں ہم کہیں　اس قید سے ہی تخلیۂ خانہ بہتر یں

یہ سنکے بولے سید عالم شہ بشر
جا سکتے ہو یہاں سے اب اس شرط خاص پر

رکھو نہ اسلحہ سے سروکار ذرّہ بھر　داخل کرو ہمارے یہاں لاکے پیشتر
بعد اسکے دیکھو کونسی اشیا دم سفر　ایسی ہیں بار ہوسکیں جو چارپایہ پر

بس لیکے ان کو جانے پہ راضی اگر ہو سب
فوراً ہی جاؤ منھ نہ دکھاؤ کسی کو اب

یہ سنکے حسب حکم شہنشاہ مرسلیں　سامان خانگی کو کیا بار اولیں
بعد اسکے عملہ میں سے بھی جو شے تھی بہتریں　گھر توڑ کر نکالا بامداد مسلیں

اخراج میں لعینوں کے عجلت کا تھا خیال
دیندار اسلئے ہوئے انکے معین حال

سامان بار کرکے بالآخر وہ بدنظام　خیبر کی سمت کچھ گئے اور کچھ بسمت شام
بعضوں نے منتخب کئے انکے سوا مقام　چھوڑے غرضکہ سب نے مکاں باصد انہدام

جب ہو گئے جلاوطن اعدائے بدگہر
سلطانِ دوجہاں پلٹ آئے بصد ظفر

۵ھ ہجری غزوہ احزاب یا غزوہ خندق

اخطب کا بیٹا حیی جو تھا بس کہ بدشعار خیبر میں جا کے اُسنے سکونت کی اختیار
تھے ہمرہی میں اسکی کچھ اور اسکے جاں نثار ان اشقیا کا بیس سے زائد نہ تھا شمار

پھر بھی رسول پاک سے تھی فکر انتقام
غلطاں اسی خیال میں رہتے تھے وہ مدام

لیکن بذات خود نہ تھی تاب انمیں اسقدر ہوتے جو شاہ دیں کے مقابل وہ بدسیر
پائی جو یہ کمی سوئے مکہ کیا سفر تا کرسکیں قریش کو آمادہ جنگ پر

آخر وہاں پہنچ کے کی اسطرح گفتگو
آمادہ جنگ پر ہوئے فوراً وہ کینہ جو

چالیس سو لعین تلے بہر کارزار سردار سبکا تھا ابو سفیان بدشعار
جب فوج اتنی کر چکا یکجا وہ نابکار ہمراہ سب کے راہ مدینہ کی اختیار

یحییٰ وغیرہ تھے جو یہود اسکے ہمسفر
وہ سب گئے قبیلۂ غطفان تھا جدھر

ابن حصین فرازی جو تھا ان کا تاج سر اس سے کہا لڑینگے محمدؐ سے آپ اگر
خیبر کی حاصلات رطب ہوگی جس قدر اس سے کرینگے آپ کو ہملوگ بہرہ ور

یہ سنتے ہی وہ چند قبائل اسی زماں
ہمراہ لیکے چلدیا سمت شہ جہاں

جسدم ملا ابو سفیاں سے وہ نابکار اعدا کی فوج ہوگئی سب مل کے دس ہزار
شہ نے سنا جو حملہ کرینگے وہ بدشعار اصحاب سے کہا کہ دو مشورہ مفید کار

بولے یہ سنکے حضرت سلمان فارسی
خندق کھدا کے جنگ کریں شاہ ابطحی

فارس میں میں نے دیکھا ہی اے شاہ بحر و بر — جب چڑھتا ہی غنیم زبردست شہر پر
خندق کھدا تے ہیں بہر اک سمت پیشتر — پھر اسکے بعد باندھتے ہیں جنگ پر کمر

شورہ ہوا یہ اُن کا پسندیدہ حضور
فرمایا سمت سَلع کھدے خندق اک ضرور

آخر کو سمتِ سلع بحکم شہ انام — فوراً شروع ہو گیا خندق کنی کا کام
ہر ایک بہرہ ور ہوا اِس سے بجوشِ تام — آقا علیحدہ تھا نہ مستثنیٰ تھا غلام

مصروف کار دل سے تھے خود سید حجاز
محمود الگ تھے اور نہ الگ اس سے تھا ایاز

پر اس قدر گرسنہ تھے اسدم شہ البشر — پتھر بندھا تھا بھوک کی شدت سے پیٹ پر
جابر کی ناگہاں جو پڑی سنگ پر نظر — سمجھے رسول پاک ہیں اسدم گرسنہ تر

بیوی سے بولے جا کے ہو طیار ابھی طعام
بھوکے بہت ہیں آج رسول فلک مقام

شوہر کا حکم سنکے وہ بی بی خوش سیر — یک صاع آردِ جویں لے آئیں زود تر
جب کر چکیں خمیر اس آٹے کو گوندھ کر — شوہر سے بولیں اے مرے سردار و تاجِ سر

بزغالہ ذبح کر کے معاً جائیں آنجناب
دعوت کریں شہنشہ دارین کی شتاب

یہ سنکے ذبح کر چکے بزغالہ وہ جو نہیں — پہنچے معاً بخدمتِ سلطان مرسلیں
کی دست بستہ عرض کہ اے آفتاب دیں — دعوت حضور والا کی کرتا ہے کمتریں

لونڈی مکانیں کرتی ہے طیاری طعام
دعوت کریں قبول گدا کی شہ انام

یہ سنتے ہی معاشہ دیں شاہ بحر و بر　　بولے صحابہ سے چلو سب لوگ جلد تر
دعوت تمھاری کرتے ہیں جابر نکو سیر　　کھاؤ گے کھانا چل کے پھر آجانا کام پر

اصحاب سے یہ کہہ کے شہنشاہ انس و جاں
جابر سے بولے بی بی سے کہدو اسی زماں

ہانڈی کو رہنے دیں وہ چڑھی دیگدان پر　　روٹی پکائیں پہنچوں میں جبدم مکان پر
تعمیل حکم فرض ہے ہر انس جان پر　　جو نہیں حضور لائے یہ کلمہ زبان پر

اُٹھکر وہاں سے چلدئے فوراً سوئے مکاں
بی بی کے گوشزد کیا حکم شہ جہاں

بعد اسکے بولے بیوی سے جابر نکو سیر　　سامان ہے طعام کا گھر میں قلیل تر
ہمراہ سبکو لائینگے سلطان بحر و بر　　ہر اک سے کہدیا ہے اسیدم پکار کر

ممکن نہیں ہو سبکے لئے مکتفی طعام
بولیں وہ بولے خبر نہیں شاہنشہ انام

بیوی جو دیچکیں انھیں تسکین وہ جواب　　تشریف لائے خسرو دیں شاہ خوشخطاب
ہانڈی میں شہ نے ڈالا دہن کا معا لعاب　　فرمایا پھر خمیر کو بھی اس سے فیضیاب

جابر سے بولے پھر یہ شہنشاہ انس و جاں
اور اک پکانے والی بلالو تم اسزماں

جب کھانا پک چکے مجھے فوراً کرو خبر　　ہانڈی کو رہنے دو یونہیں تم دیگدان پر
جب گوشت لاؤ لاؤ اسی سے نکال کر　　برکت کرے گا کھانے میں خلاق بحر و بر

یہ کہہ کے پھر کھلانے لگے شاہ دیں طعام
کھایا ہر اک بشر نے با آسودگی تمام

دعوت میں یکہزار تھے اصحاب خوش سیر — اور پونے چار سیر وہ آرد تھا سر بسر
کھانے میں پر خدا نے کی برکت کچھ اسقدر — اتنا ہی کھانا بچ گیا تھا جتنا پیشتر

اللہ رے فیض آب دہانِ شہ انام
کھائیں ہزار شخص ۔ رہے اتنا ہی طعام

جب خود بھی کھانا کھا چکے سلطان انس و جاں — خندق پہ فوراً آ گئے با فوج غازیاں
خندق کنی شروع ہوئی جونہیں اسی زماں — اک سنگ ایسا سخت نکل آیا ناگہاں

جسکا کہ توڑنا ہوا اصحاب کو محال
جسکی شکست سے ہوئے عاجز وہ خوشخصال

یہ دیکھ کر پہنچ گئے سلطان بحر و بر — اک تیشہ مارا آپنے اس سنگ سخت پر
اک ثلث علیحدہ ہوا اسکا جو ٹوٹ کر — اک برق چمکی آئے مکاں شام کے نظر

حضرت
پیشینگوئی

بولے یہ دیکھ کر بس تکبیر شاہ دیں
بخشے گا ملک شام خدا مجھ کو بالیقیں

ضرب دوم پہ چمکی پھر اک برق زود تر — فارس کی جس سے آئیں عمارات سب نظر
تکبیر کہہ کے بولے یہ فوراً شہ بشر — فارس بھی دے گا مجھکو خداوند بحر و بر

سہ بارہ سنگ پر جو پڑا تیشۂ جناب
صدمے سے ضرب کے ہوا صد پارہ وہ شتاب

پھر اس سے نکلی برق تو شاہنشہ زمن — تکبیر کہہ کے بولے کہ اے حامیانِ من
بخشے گا بالیقیں ہمیں خلاق ذوالمنن — شام اور فارس آسا کبھی کشور یمن

آتی ہیں سب وہاں کی عمارات بھی نظر
دیکھی تھیں جیسے شام کی فارس کی پیشتر

پیشینگوئیوں کا پورا ہونا

اسدم کہیں آپنے جو یہ پیشینگوئیاں	پوری ہوئیں سب عہد عمرؓ تک وہ بے گماں
تھا حق کو پاسِ قولِ شہنشاہ انس و جاں	پورا نہ کرتا کیوں اسے وہ خدا توان

نکلا تھا گو زبانِ شہ انس و جاں سے وہ
رکھتا تھا پر علاقہ خدائے جہاں سے وہ

خندق کنی میں محو ادھر تھے شہ جہاں	مکے سے آرہی تھی اُدھر فوج کافراں
نزد مدینہ پہنچے جونہیں سارے ملحداں	بولا یہ حی سے ابو سفیان اس زماں

کر لو بنی قریظہ کو تم جا کے ہمخیال
تا انکی قوم بھی ہو تمھاری شریک حال

یہ سنتے ہی چلا طرف کعب وہ لعیں	تھا وہ بنی قریظہ کا سردار بہتریں
آواز اس لعین کی اسنے سنی جونہیں	مانع ہوا مکاں میں بھی آنیسے اولیں

بولا جب اپنی قوم کو یہ کر چکا تباہ
آیا ہے میری سمت کہ ہوں میں بھی رُسیاہ

لیکن وہ تھا فریب میں مشہور خاص و عام	باتوں میں اسکی آگیا آخر وہ بدقوام
دروازہ کھولا لے گیا گھر باصد احترام	وعدہ کیا مدد کا وہاں حاصل کلام

عہد اس سے کر کے آیا سوئے قوم فتنہ گر
سنتے ہی باندھی اسنے بھی امداد پر کمر

خندق جو کھد گئی طرف سید البشر	غازی ہر ایک ہو گیا آمادہ جنگ پر
تنظیم میں جو محو ہوئے شاہ بحر و بر	خندق کے پاس آگئے کفار بدسیر

دیکھا جو اسکو آگئے حیرت میں سب لعیں
خندق عرب میں کھدتی نہ تھی جنگ میں کہیں

خندق کے پاس ہی ہوئے آخر وہ خیمہ زن لڑتے تھے تیر و سنگ سے اعدائے پرفتن
بڑھ بڑھ کے حملے کرتے تھے سمت شہ زمن خندق کے پھاندنے میں تھے کوشاں بجان و تن

پر عزم میں نہ ہو سکے اپنے وہ کامیاب
مسلم بھی تیر و سنگ کے برساتے تھو سحاب

اکبار سب لعینوں نے یورش کی اسقدر قاصر رہے نمازوں سے سلطان بحر و بر
دن بھر مدافعت ہی پہ باندھے رہے کمر جب بعد ثلثِ شب ہٹے اعدائے بدسیر

اسوقت مطمئن ہوئے شاہنشہِ حجاز
ترتیب سے ادا کی ہر اک فائتہ نماز

عمرو عبدود کا قتل ہونا

عمرو عبدود جو تھا مرد دلیر تر نازاں تھے جسکی ذات پہ کفار بدسیر
کہتے تھے جسکو کافی ہے یہ اک ہزار پر وہ تنگ اک مقام پہ خندق کو دیکھکر

فوراً ہی آیا پھاند کے نزد شہ عرب
آتے ہی شاہ دیں سے مبارز کیا طلب

بولے یہ سنتے ہی اسداللہ سے نبی لے ذوالفقار اور دکھا شان حیدری
حافظ ہے تیری جان کا وہ قادر قوی ہوگی تجھی کو فتح بتائید ایزدی

یہ سنکے لی علی نے معاشہ سے ذوالفقار
نکلے پئے مقابلۂ خصم نابکار

پہنچے مقابلے میں جو اللہ کے اسد جونہیں پڑی نگاہ ہنسا ابن عبدود
بولا کہ تم بچا بھی سکو گے ہماری زد فرمایا ہاں خدا نے اگر کی مری مدد

پایا جناب سے جو دلیرانہ یہ جواب
بولا ترے پدر سے محبت تھی بیحساب

پس تو مرا بھتیجا ہوا اے نکو سیر   تجھسے لڑوں یہ ہے میری حمیت سے دور تر
یہ سنکے بولے اس سے علیؑ ہو کے بے خطر   باندھی ہے میں نے جنگ پہ حق کے لئے کمر

پس میں تو چاہتا ہوں کہ تجھ سے کروں جدال
حق کی رضا کیواسطے خوں تیرا ہے حلال

یہ کہہ کے اس سے بھڑ گئے فوراً ہی مرتضا   بھڑتے ہی آپ پر کیا وار اسنے تیغ کا
وار اسکا روک لینا کب آسان امر تھا   دو ٹکڑے ڈھال ہو گئی مجروح سر ہوا

پھر بھی سنبھل کے شیر خدا نے کیا وہ وار
سر کٹ کے دور پہنچا۔ گئی جان سوئے نار

آیا زمیں پہ جب تن عمروے نابکار   از بس گراں تھا گرتے ہی اٹھا معاً غبار
اب حال رزمگہ کہ جو تھا سب پہ آشکار   اٹھکر ہوا غبار زمیں اسکا پردہ وار

اسوجہ سے تھے فکر میں سب صاحبان دیں
دست دعا اٹھا تھا سوئے رب عالمیں

آئی مگر جو کانمیں تکبیر کی صدا   سمجھے علی کو فتح ہوئی۔ شاہ دوسرا
طبقہ مجاہدین کا حد درجہ خوش ہوا   بحر الم میں ڈوب گئے سارے اشقیا

دل پر ہر اک کے ہیبت اسلام چھا گئی
تصویر مرگ سامنے آنکھوں کے آگئی

گو ٹوٹی اس وقعہ سے کفار کی کمر   تعداد میں مگر تھے وہ اسدرجہ بیشتر
خائف تھے مسلمین بھی کثرت کو دیکھ کر   پس چاہا شہ نے ہوں متفرق وہ بدسیر

اسواسطے فرازہ وغطفاں سے سازباز
اس شرط خاص پہ لگے کرنے شہ حجاز

امداد سے قریش کی گر آئے تم کو عار ۔ راہ وطن ابھی کرو سب مل کے اختیار
خرمونکی ہوگی جتنی مدینے میں پیداوار ۔ ثلث اسکا تمکو دینگے کرو اسکا اعتبار

یہ سنکے وہ قبیلے تو راضی ہوئے مگر
انصار بولے ہم نہیں راضی اس امر پر

دب کر رہے نہ کفر کی حالت میں جبکہ ہم ۔ اسلام لانے پر نہ کرینگے سروں کو خم
خرموں کی جا پہ ہوگی یہ تیغ دو دم علم ۔ لڑنے میں وہ ہیں بیش تو ہم بھی نہیں ہیں کم

جب تک ہمارے جسم میں باقی ہو جان زار
خرموں کا ثلث ہم سے نہ پائیں گے زینہار

یہ بات سنکے بولے دو عالم کے دستگیر ۔ کفار اک کماں سے چلاتے تھے تم پہ تیر
پس انکا انشقاق تھا اک امر ناگزیر ۔ سوچی گئی اسی سے یہ تدبیر دلپذیر

پر میری رائے سے نہیں تم کو جو اتفاق
مجھکو بھی کچھ ضرور نہیں فکر انفراق

لیکن نعیم جو کہ تھے مسعود کے پسر ۔ غطفانیوں کے تھے وہ عزیز قریب تر
پوشیدہ دین حق سے ہوئے جو نہیں ابھی ور ۔ حضرت سے بولے آپ جازت دیں مجھکو گر

پھیلا دوں میں نفاق ان اعدا کے درمیاں
اسلام سے مرے نہیں واقف یہ مشرکاں

پاتے ہی اذن شاہ نعیم نکو نشاں ۔ سوئے بنی قریظہ اسی دم ہوئے رواں
جاتے ہی انسے بولے مجو گراسنر ماں ۔ بے جنگ ہی قریش ہوں الپس سو مکاں

تو نقض عہد کے عوض اک روز مسلمیں
لڑ لڑ کے تمکو ختم ہی کردینگے بالیقیں

بولے یہ سنکے وہ کریں کیا ہم اب اسکے ہاں
دیجے صلاح آپ ہی کچھ بہر حفظ جاں
بولے جواباً انسے نعیم نکو نشاں
غطفان اور قریش جو سب جمع ہیں یہاں

ان سے کہو بطور ضمانت مرے قریں
بھیجیں وہ اپنے چند پسر یا عمائدیں

تاجبکہ تمپہ حملہ کریں آکے مسلمیں
اپنوں کے پاس سے ہوں تمھارے وہ سب معیں
یہ رائے سنکے خوش ہوئے بیحد وہ مشرکیں
دلسے ہوئے نعیم کے ممنون بالیقیں

طیار کرچکے انھیں جب وہ اس امر پہ
پہنچے سوئے قریش نعیم نکو سیر

جاکر کہا قریش سے کچھ تمکو ہے خبر
غطفان مل گئے ہیں محمدؐ سے سر بسر
اور متفق ہوئے ہیں تو اس شرط خاص پہ
سردار کچھ تمھارے کرادیں وہ قید اُدھر

پس تمکو چاہیئے کہ رہو ان سے ہوشیار
ورنہ کرینگے تم سے دغا وہ دغا شعار

یہ کہہ کے انسے وہ سوئے غطفاں ہوئے رواں
جاکر کیا وہاں بھی اُنھوں نے یہی بیاں
طرح نفاق ڈال کے فارغ ہوئے جب آں
بھیجا قریشیوں نے یہ پیغام اسی زماں

کہدو بنی قریظہ سے مقصود ہے جو جنگ
پہنچیں مری مدد کو اسی دم وہ بیدرنگ

پہنچا بنی قریظہ کی جانب جو یہ پیام
پاسخ ملا بقول نعیم خوش انصرام
سنتے ہی اسکو سب ہوئے غصے سے سرخ فام
قاصد سے بولے دور رکھیں یہ خیال خام

کہنے پہ انکے ہونگے نہ ہم لوگ کاربند
ہرگز یہ انکی شرط نہیں ہے ہمیں پسند

پہنچا بنی قریظہ کی جانب جو یہ جواب　　نارِ غضب پہ ہو گئے سنتے ہی وہ کباب
بولے نعیم نے کئے احسان بے حساب　　ورنہ مآل ہوتا ہمارا بہت خراب

اب انسے ہوشیار رہیں جملہ خاص و عام
کوئی نہ جائے پاس بچھایا کریں وہ دام

خوں کر چکی تھیں آس کا نا اتفاقیاں　　عرصے سے گھر بھی چھوڑے پڑے تھے وہ سب ہاں
ہونے لگی تھی سردی بھی شدت سے اس زماں　　آئی ہوا بھی بن کے عذاب انپہ ناگہاں

تکلیفیں اتنی پہنچیں تو تنگ آئے اسقدر
عازم ہوئے قریش پلٹ جائیں اپنے گھر

جس شب تھی باد تند مسلط لعینوں پہ　　خیمہ کی رسیاں گئی تھیں ٹوٹ سر بسر
گھوڑے بھی کھل کے کرتے تھے پامال انکے سر　　کھانا پکانا ہو گیا تھا امر سخت تر

اصحاب سے یہ بولے رسول نکو خصال
احزاب کا ذرا کوئی دیکھ آئے جا کے حال

ابن الیماں جو جانے لگے ہو کے منتخب　　بولے یہ انسے خسرو دیں سید عرب
کرنا نہ چھیڑ چھاڑ کسی سے بلا سبب　　سردی سے ہر بلا سے بچائیگا تمکو رب

لیکر جو وہ دعائے شہ دیں ہوئے رواں
جا پہنچے خیمہ تھا ابوسفیان کا جہاں

بیٹھا ہوا تھا خیمے کے باہر زمین پر　　جلتی تھی آگ تاپ رہا تھا وہ بدسیر
چاہا تھا تیر ماریں اسے ایک تاک کر　　پر تھا خلاف حکم شہنشاہ بحر و بر

باز آئے بس اسی سے حذیفہ بن الیماں
ورنہ نشانہ تیر کا بنتا وہ بے گماں

عزم اپنا فسخ کر چکے جو نہیں بن الیماں　　بولا قریش سے ابو سفیان بدگماں
دھوکا بنی قریظہ نہ دیتے گر اس زماں　　ایذائیں ہر طرح کی اُٹھاتے نہ یوں یہاں

تنہا مقابلے میں نہ ہم ہوں گے کامیاب
دیتے ہیں حکم کوچ کا راہی ہوں شیخ و شاب

یہ سنکے واپس آئے حذیفہ بن الیماں　　حضرت سے بولے جاتے ہیں اعدائے جانستاں
فرمایا سنکے شاہ رسل نے یہ کافراں　　اب ہم پہ چڑھ کے آنہ سکیں گے کسی زماں

پورا ہی حق نے کر دیا یہ قول شاہ دیں
پھر چڑھ کے آسکا نہ گروہ مخاصمیں

غزوہ بنی قریظہ

مکے کی سمت کر گئے جب کوچ اہل شر　　آئے سوئے مدینہ پلٹ شاہ بحر و بر
بیٹھے ہی تھے مکاں میں ہتھیار اتار کر　　روح الامین آئے حضور شہ بشر

کہنے لگے حضور سے اے شاہ دوجہاں
حملہ بنی قریظہ پہ کیجے اسی زماں

فوراً سُنا کے حکم خداوند بے نیاز　　بولے یہ مسلمین سے شاہنشہ حجاز
جلد عازم جہاد ہوں مردان پاکباز　　منزل پہ اپنی جا کے پڑھیں عصر کی نماز

کچھ نے یہ حکم پا کے بھی کرلی ادا صلوٰت
سمجھے وہ جلد پہنچیں نہیں اور کوئی بات

کچھ نے وہاں پہنچ کے ادا کی قضا صلوٰت　　عامل ہوئے بحکم شہنشاہ کائنات
ظاہر ہوئی جو آپ پہ ان لوگوں کی یہ بات　　کچھ معترض ہوئے نہیں آں منبع الصفات

دیکھا تو اجتہادی خطا تھی بایں سبب
خاموش رہے شہنشہ دیں سید عرب

پہنچا جو نہیں وہاں یہ گروہ مجاہدیں آئے محاصرے میں اسی دم وہ ملحدیں
تنگ آئے وہ ہی ہفتے میں اسد رجہ وہ لعیں دشوار زندگی ہوئی ان سب پہ بالیقیں

بدعہدیوں کی پا گئے اپنی جو وہ سزا
گھبرا کے کی پھر آپ سے یوں سب نے التجا

سعد معاذ جو کہ ہیں سردار اوسیاں جو حکم دینگے مانیں گے اسکو بدل بجاں
کہنے کو انکے مان کے سلطانِ دوجہاں بولے بنِ معاذ سے دو حکم اسی زماں

کی عرض اُنھوں نے سنکے یہ حکم شہ انام
مردوں کو قتل کیجئے بچّے بنیں غلام

عورات لونڈیاں بنیں ہو ضبط سارا مال بدعہد ونکا شہنشہ دیں ہو یہی مآل
یہ سنکے سارے مرد ونکا انکے ہوا قتال لونڈی بنیں تمام زنانِ زبوں خصال

لڑکے بنے غلام ہوئی ضبط جائداد
یوں نیست کردئے گئے وہ بانی فساد

سب مال وزر بحکم خداوند ذوالکرم فوراً مجاہدیں پہ کیا شہ نے منقسم
فارغ ہوئے اس امر سے جب سید اُمم آئے پلٹ مدینے کو با فرحت اتم

فاتح ہوئے جو از کرم رب دوجہاں
لائے سپاس وشکر بجا سب مجاہداں

اس سال ہی ثمامہ مشرف بدیں ہوا بی جویریہ سے عقدِ شہِ مرسلیں ہوا
طبقہ زنانِ حرّہ کا پردہ نشیں ہوا پیش افک کا وقوعہ غم آفریں ہوا

یہ بہگنہ تھیں عائشۂ صادق الکلام
خلاق دوجہاں نے کی تردید اتہام

سنہ ہجری

دیکھا رسول پاک نے اک رات کو یہ خواب　　عمرہ ادا کیا گئے مکے کو آنجناب
اصحاب نے سنا جو ہوئے سب پر اضطراب　　طیاری سفر میں ہوئے محو شیخ و شاب
دیکھا جو شہ نے سب کو ہیں آمادۂ سفر
لیکر سبھوں کو چل دیئے مکے کی راہ پر

صلح حدیبیہ

پہنچے جو نزد مکہ شہنشاہ بحر و بر　　بولے قریش آنے نہ دینگے انھیں ادھر
جب پہنچے آپ مکے کے نزدیک سربسر　　قصوا شترنی بیٹھ گئی فرش خاک پر
بولے یہ حال دیکھ کے اصحاب اسزماں
پہلے تو بیٹھتی نہ تھی یہ اے شہ جہاں

جب سب لگے اٹھانے تو بولے شہ بشر　　مامور یہ شترنی ہے امر اللہ پر
کوشش عبث ہے اسکے اٹھانیکی سربسر　　اٹھیگی دیگا حکم جو خلاق بحر و بر
عہد احترام کعبہ کا جب کر چکے جناب
اٹھی شترنی آپکے فرماتے ہی شتاب

اٹھی جو نہیں شترنی بحکم شہ انام　　ہٹ کر حدیبیہ پہ کیا آپ نے قیام
ٹھہرے وہاں جو جا کے رسول فلک مقام　　پانی کنویں میں کم تھا ماً ہو گیا تمام
دیکھا جو نہیں یہ حال صحابہ اسی زماں
اک ظرف آب لیگئے نزد شہ جہاں

کی عرض آب باقی ہے اتنا ہی ایجناب　　لازم ہے جلد کیجیئے کچھ انتظام آب
یہ سنکے ڈالیں انگلیاں اس آب میں شتاب　　کل گھاٹیوں سے جاری ہوا آب بیحساب
فرما رہے ہیں حضرت جابر نکو شعار
ہوتا نہ کم کبھی جو بشر ہوتے سو ہزار

قلت ہوئی پھر آب کی اکبار جب ہاں
منگوا کے آب بہر وضو شاہ دوجہاں
بیٹھے کنار چاہ وضو کو اسی زماں
فارغ ہوئے اس امر سے جب شاہ انس و جاں

کلی کی آنجناب نے ما بین ظرف آب
پھر اسکو چہ میں ڈالکے مانگی دعا شتاب

جونہیں دعا کی جاری ہوا آب اسقدر
سیراب آدمی ہوئے اور سارے جانور
جب تک وہاں مقیم رہے شاہ بحر و بر
تقلیل آب پیش نہیں آئی ذرہ بھر

ادنےٰ ہی معجزہ یہ اس عالم پناہ کا
باعث وجود جس کا ہی اس کارگاہ کا

کچھ دن رہا وہاں جو قیام شہ انام
اک کافر آیا مکے سے اکدن بُدیل نام
بولا تلے ہیں جنگ پہ مکے کے خاص و عام
کرتے ہیں جمع فوج یہی روز و شب ہی کام

بولے یہ سنکے حضرت سلطان بحر و بر
عمرے کو آیا ہوں نہیں آمادہ جنگ پر

کہدو قریشیوں سے یہ جاکر مرا پیام
اک عرصہ کیلئے جو کریں صلح خاص و عام
اس دور تک لڑائی کا لونگا نہ انسے نام
اوروں سے جنگ ہوگی جو ہوا نپہ فتح تام

چاہیں تو انکی طرح اطاعت کریں قبول
مجبور انھیں کرے گا نہ اللہ کا رسول

پائینگے مجھپہ فتح جو اعدائے بدسیر
ہوگا نہال آرزو انکا بھی باردر
یہ سنکے پہنچا جانب مکہ وہ زود تر
جاکر کہا پیام شہنشاہ بحر و بر

لیکن ہوئے قریش نہ کچھ اسپہ کاربند
مفسد تھے وہ فساد ہی آیا انھیں پسند

ھ غزوہ

پھر آیا نزد شہ بنِ مسعود بد قوام کرنے لگا حضور سے بدبخت یوں کلام
موجود ہیں جو پاس تمہارے یہ خاص عام وقت مصیبت آ نہیں سکتے کبھی بھی کام
پس بھولکر بھی کرنا نہ ان پر تم اعتماد
بھاگینگے تم کو چھوڑ کے یہ سب دم فساد

یہ سنکے غصے سے ہوئے صدیق سُرخ فام نکلا زباں سے آپکی ناگفتہ بہ کلام
سنتے ہی جسکو بولا وہ مرد بد اختتام ممنوں نہ ہوتا تیرا تو دیتا جواب تام
صدیق سے یہ کہہ کے بڑھا سوئے شاہ دیں
دل میں تھا عزم قتل شہنشاہ مرسلیں

حضرت کی سمت بڑھتے ہوئے اسکو دیکھکر واقف ہوئے ارادے سے اصحاب باخبر
فرمایا اب نہ بڑھنا سوئے شاہ بحر و بر ہم سب سمجھ گئے ہیں ترا عزم مستتر
پیچھے ہٹا یہ سنتے ہی فوراً وہ بے حجاب
سمجھا میں اپنے عزم میں ہونگا نہ کامیاب

جانے لگا جو مکہ کی جانب وہ زشت کام مثل بُدیل اس سے بھی شہ نے کیا کلام
پہنچا جو مکہ لیکے شہ دیں کا وہ پیام بولا قریش سے ہے تمہارا خیال خام
تم جنگ کرکے انپہ نہیں ہوگے فتحیاب
انجام کار ہوگی ہزیمت بصد حجاب

دیکھے ہیں میں نے گرچہ بہت شاہ و شہریار لیکن محمدؐ آسا نہیں پایا با وقار
اصحاب انکے سب ہیں مطیع اور جاں نثار فطرت میں ہیں ارسطو و لقماں سے ہوشیار
پیدا ہوا تھا قتل کا دلمیں مرے خیال
وہ سب سمجھ گئے نہ ہوئی پھر مجھے مجال

پھر عروہ انکو صلح کی دینے لگا صلاح — بولا کہ خوں بہانا نہیں اندنوں مباح
مد نظر ہے تمکو اگر قوم کی فلاح — سمجھو مآل جنگ و جدل ہے پُر اقتباح

کینے یہ گر چلوگے مرے تم سب اے قریش
محفوظ ہر بلا سے رہے گا تمھارا جیش

کرتا تھا عروہ گفتگو اس طرح جب اُدھر — فاروق سے یہ بولے شہنشاہ بحر و بر
بھیجوں سوے قریش سفارت پہ اک بشر — پس تم اس امر خاص کو انجام دو عمر

بولے یہ سنکے حضرت فاروق خوش اساس
وہ سب مرے عدو ہیں کرینگے نہ میرا پاس

یہ سنکے شورہ خواہ ہوئے جب شہ بشر — اصحاب بولے جائے وہ اس امر خاص پر
جسکا قریش پر ہو ہر اک سے سوا اثر — خویش اقربا بھی جسکے ہوں انمیں زیادہ تر

ان سب اُمور پر جو کی ہر ایک نے نگاہ
عثمانؓ بنے سفیر شہنشاہ دیں پناہ

بن کر سفیر پہنچے جو عثمانؓ خوش سیر — فوراً انھیں سنایا پیام شہ بشر
یہ سنکے بولے آپ سے وہ صاحبانِ شر — ہرگز نہ آنے دینگے محمدؐ کو ہم ادھر

ہاں تم جو چاہو کرلو ادا عمرہ اسزماں
مانع نہ ہوگا تمکو گروہِ قریشیاں

بولے یہ سنتے ہی وہ سفیر نکو صفات — کیونکر ادا ہو عمرہ بلا فخر کائنات
کرتے ہی تھے سفیر شہ دیں وہاں یہ بات — بولے رسولؐ پاک سے اصحاب نیکذات

عثمانؓ تو کرینگے ادا عمرہ بیگماں
ہونگے بیک کرشمہ دو کار انسے اسزماں

یہ سنکے مسلمین سے بولے شہ جہاں عمرہ ادا کرینگے اکیلے نہ وہ وہاں
اتنا ہی کہنے پائے تھے سلطان انس و جاں عثماں کے قتل کی خبر آئی اسی ماں
اعدا کے پاس بھیجے گئے تھے وہ خوشخطاب
پس آگیا خبر کا ہر اک کو یقیں شتاب

گوش شہ انام میں پہنچی جو یہ خبر ظاہر ہوا جلال رُخ آنجناب پر
جا بیٹھے جس مقام پہ سمرہ کا تھا شجر حضار سے جہاد کی بیعت لی زودتر
جب کرچکے یہ کام شہنشاہ مرسلیں
اصحاب سے یہ بولے وہ راس المجاہدیں

عثماں بھی گئے ہیں بکار خدا اُدھر یا رو پھر اس شرف سے وہ کیوں ہوں نہ بہرور
یہ کہہ کے دست چپ کو رکھا دست راست پر بیعت میں یوں کی شرکت عثمان خوش سیر
بیعت ہر اک نے کی تھی باخلاص سر بسر
بیحد ہوا خوش اسلیئے خلاق دوجہاں

مشہور اسی سے بیعت رضواں ہے اسکا نام قرآں میں اسکی آئی ہے توصیف لا کلام
بیعت جنھوں نے کی ہو بدست شہ انام کہتا ہے انکے بارے میں خلاق ذوالاکرام
دلمیں خلوص رکھتے تھے وہ سب باہمی نظر
نازل ہوئیں طمانیت و فرح قلب پر

نعمت کا اتنے ہی پہ نہیں ہوگا اختتام دونگا میں عنقریب انھیں اک فتح تام
تب مال ملینگے انکو غنائم بھی لاکلام ہونگے ہر ایک طرح غرض فائز المرام
وہ فتح جسکا وعدہ کیا حق نے اسزماں
وہ فتح فتح غزوہ خیبر ہے بیگماں

مکّے میں پہنچی بیعتِ رضواں کی جب خبر — ڈر کر قریش ہو گئے آمادہ صلح پر
آیا سہیل خدمتِ حضرت میں دوڑ کر — کہنے لگا ہو صلح اگر مطمحِ نظر

لازم ہے ہو ہماری شرائط پہ کاربند
جو کچھ کہیں کرو بدل و جاں اُسے پسند

یہ سنکے بولے سیدِ دیں شاہِ انس و جاں — شرطیں کرو سب اپنی مرے سامنے بیاں
بولا یہ سنکے شہ سے سفیرِ مخاصماں — قائم رہے گی صلح یہ دس سال بیگماں

اس درمیان میں ہے فریقین کو مجاز
جائیں ہر اک مقام پہ بے فرق و امتیاز

دیگر قبیلوں کو دیا جاتا ہے اختیار — ملجائیں تمسے یا کہ وہ ہمسے ہوں ہمکنار
جو اس زمانے میں بنے گا جسکا دوستدار — حق اسکا اسکے ساتھ کیا جائیگا شمار

اس سال مسلمین پلٹ جائیں اپنے گھر
آئندہ سال عمرہ کریں آکے بے خطر

پر اسلحہ لگا کے نہ آئے کوئی بشر — ہنگامِ عمرہ رکھے لحاظ اسکا خاص کر
گر حفظِ جاں کیواسطے لائے دمِ سفر — چھوڑ آئے آتے وقت اُسے جائے قیام پر

ورنہ سلح کے ساتھ ہو آنا یہاں محال
انسب نہیں کسی کو کرے اسمیں قیل قال

ایماں لائے تمپہ قریشی کوئی اگر — واپس کرو اسے بلا یاں تم اسکے گھر
مسلم بگڑ کے تمسے کوئی جائے گر اُدھر — مختار ہیں قریش اُسے روک لینے پر

یہ شرطیں سنکے ہو گئے راضی شہِ جہاں
فرمائی صلحنامہ کی تکمیل اسی زماں

شرط آخری سے حضرت صدیق کے سوا — راضی نہ تھا کوئی بھی صحابی حضور کا
مایل بجوش ہوتے تھے فاروق باصفا — پاس ادب نے پہ سر تسلیم خم کیا

فارغ ہوئے اس امر سے جب شاہ بحر و بر
آئے حدیبیہ سے پلٹ فوراً اپنے گھر

سورۂ فتح

فارغ ہوئے جو صلح سے سلطان بحر و بر — حق نے نزول فتح کیا آنجناب پر
پھر تو صحابہ سے لگے کہنے شہ بشر — فتح مبیں سے حق نے کیا ہمکو بہرہ ور

یہ سنکے بولے آپ سے اصحاب سرنگاں
اس صلح سے تو دبنا ہے اسلام کا عیاں

یہ سنتے ہی صحابہ سے بولے شہ انام — لاریب راست کہتا ہے خلاق ذوالکرام
دیکھو گے تم شرائط اعدائے بد کلام — کسکے لئے مضر ہوئیں کس کا بنایا کام

آخر کہا تھا آپ نے جو کچھ وہی ہوا
شرمندہ اپنی شرطوں سے ہر مدعی ہوا

اب جو قریشی لاتا تھا ایمان آپ پر — کرتے تھے واپس اسکو شہنشاہ بحر و بر
رہتا تھا جب قریش میں جاکر وہ خوش سیر — پڑتا تھا اسکی صحبت و تبلیغ کا اثر

اس سلسلے کی عمر ہوئی جو نہیں کچھ دراز
کفار تین سو ہوئے ایماں سے سرفراز

اعدا نے کامیابی شہ پہ جو کی نظر — محجوب و شرمسار ہوئے حد سے بیشتر
بھیجا معاً سفیر سوئے سید البشر — تا شرط آخری سے کریں آپ درگذر

لیکن حضور والا نے مانی نہ ان کی بات
امر خلاف عہد تھا اک امر واہیات

بارش کے واسطے اسی سن میں شہ جہاں　　عارض ہوئے بدرگہ خلاق دو جہاں
دست دعا اُٹھاتے ہی فوراً اسی زماں　　بارش کی حق نے خوب بالطاف بیکراں

اس سال ہی کسوف کی شہ نے پڑھی نماز
اسپ و شتر کی دوڑ ہوئی بہر امتیاز

ادائے عمرہ

اک سال کا جو عرصہ گیا صلح کو گذر　　مکے کو بہر عمرہ چلے سید البشر شہ ہجری
تھے دو ہزار مسلمیں حضرت کے ہمسفر　　اعدا کو جو نہیں آمدِ شہ کی ہوئی خبر

کرکے مقفل اپنا وہ سب بد گھر مکاں
کوہ ابو قبیس پہ پہنچے اسی زماں

کفار کا حالات مسلمین دیکھکر متاثر ہونا

کرنے لگے معائنۂ حال مسلمیں　　آئی پسند بہتوں کو تعلیم شاہِ دیں
فارغ ہوئے جو عمرے سے سلطان مرسلیں　　آئے پلٹ مدینے کو با فوج مومنیں

اعدا پہ اس سفر کا بہت ہی پڑا اثر
آمادہ سیکڑوں ہوئے ایمان لانے پر

حضرت خالد عمرو بن العاص و ابن طلحہ کا قبول اسلام

سیفِ اللہ حضرت خالد نکو سیر　　عمرو ے عاص اور بن طلحہ سے نامور
دینِ خدا سے خود ہوئے آکر جو بہرہ ور　　یہ تینوں شخص تھے متاثر شدہ بشر

ایماں سے انکے قوت کفار گھٹ گئی
یا یوں کہو لعینوں کی قسمت پلٹ گئی

ترسیل نامجات بسمت سلاطین

اس سال ہی کی آپ نے ترسیل نامجات　　قاصد گئے بسمتِ سلاطینِ کائنات
عمرو بنِ امیہ ضمری نکو صفات　　راہی ہوئے بجانبِ نجاشی نیکذات

مطلب تھا ان خطوط کی ترسیل کا یہی
سارا جہاں قبول کرے ملتِ نبیؐ

پہنچے وہاں جو حضرت عمروؓ خوش سیر — نجاشی کو دیا خط شاہنشہِ بشر
لکھا تھا اسمیں دولتِ دیں سے ہو بہرہ ور — بھیجو مہاجرین کو زاں بعد زود تر

لیکر بعظمت اسنے خط شاہ دو جہاں
تعمیل حکم شاہ کی فوراً اسی زماں

یعنی ہوا وہ اولاً ایماں سے بہرہ ور — بعد اسکے لایا ساری رعایا کو دین پر
دیں کر چکی قبول جو نہیں وہ تمامتر — تحفے کئے اکٹھا پئے شاہ بحر و بر

فارغ ہوا اس امر سے جب وہ نکو نہاد
واپس کیا سفیر کو سوئے شہِ عباد

چلنے لگے وہاں سے جو عمروؓ نکو نشاں — نجاشی نے کہا کہ پہنچنا جو تم وہاں
کہنا پس سلام حضور شہ جہاں — پہنچا ہی چاہتے ہیں مدینے مہاجراں

بے فکر و مطمئن رہیں آں سید العباد
آرام سے یہاں ہیں وہ ارباب خوش نہاد

قیصر کے پاس دحیۂ کلبی نکو نشاں — مکتوب شاہ لیکے اسی دن ہوئے رواں
پہنچے دمشق میں جو یہ پیک شہ جہاں — پائی خبر یہیں ہے شہِ روم اسزماں

پہنچایا پس وہ نامۂ سلطان بحر و بر
مرعوب ہو گیا جسے سنکر وہ سر بسر

ٹھہرا کے پھر سفیر کو با جاہ و احترام — فوراً اعمائدیں سے کیا اپنے یوں کلام
دیکھو ہو کاروانِ عرب کا اگر قیام — لاؤ ہمارے پاس اُسے ۔ جلد ہو یہ کام

یہ حکم سنکے دوڑے ہر اک سمت مخبراں
آخر کو مل گیا ابو سفیاں کا کارواں

قیصر کے پاس پہنچے جو سب اہل کارواں بولا معاً ہی انسے وہ سر تاج رومیاں
ایسا بھی کوئی آدمی ہو تم میں تاجراں جس سے کہ ہو قرابت پیغمبر زماں

دے گا مرے سوالوں کا کافی وہی جواب
ڈالے گا روشنی وہی حالات پر شتاب

یہ سنتے ہی بڑھا ابو سفیان بدسگال بولا میں اقربا سے ہوں اے شاہ خوشخصال
یہ سنکے قبل اسکے کہ کرتا وہ کچھ سوال ہمراہیوں سے اسکے کہا رکھو سب خیال

پاسخ جو دے یہ میرے سوالوں کا ناصواب
لازم ہے مطلع کرو تم سب مجھے شتاب

پوچھا پھر اسنے بوسفیاں سے کہ کر بیاں کیسا محمدؐ عربی کا ہے خانداں
کہنے لگا یہ سنکے وہ سردار مشرکاں دونوں طرف سے ہو وہ نجیب اے شہ زماں

یہ سنکے اس سے پھر کیا قیصر نے یہ سوال
بعثت سے پہلے اسکی صداقت کا کیا تھا حال

یہ سنتے ہی دیا ابو سفیان نے جواب صادق ہو کذب گوئی سے رکھتا ہوا اجتناب
یہ سنکے اس سے پھر کیا قیصر نے یوں خطاب شاہی سے بھی ہوا کوئی جد اسکا بہرہ یاب

بولا یہ بات سنکے وہ سردار ملحداں
شاہی سے مفتخر تو نہ تھے اُسکے مورثاں

یہ سنکے پھر کیا ابو سفیاں سے یوں سوال گذرا ہے خاندانمیں کوئی اسکا ہمخیال
بولا یہ سنتے ہی ابو سفیان بد مآل اس اپنے ادعا میں ہو یہ شخص بے مثال

پھر پوچھا شاہ روم نے یہ بھی تو کر بیاں
اہل دول ہیں یا غربا اسکے پیرواں

یہ سنتے ہی دیا ابو سفیان نے جواب		نادار ہی ہیں متبع جتنے ہیں اے جناب
پاکر جواب پھر کیا قیصر نے یوں خطاب		بڑھتے ہیں پیرو اسکے کہ گھٹتے ہیں کہہ شتاب

بولا یہ سنتے ہی ابو سفیانِ بد سیر
پیرو ترقی کرتے ہیں ہر شام ہر سحر

یہ سنتے ہی کیا ابو سفیان سے خطاب		دین اسکا لوگ ترک بھی کرتے ہیں دے جواب
بولا یہ سنتے ہی ابو سفیان بے حجاب		پیرو کو پیروی سے نہیں ہوتا اجتناب

بولا یہ سنکے آتی ہے نوبت جو جنگ کی
کرتا ہے فتحیاب کسے قادرِ قوی

بولا یہ سنتے ہی ابو سفیانِ خیرہ سر		گہہ اسکو فتح ہوتی ہو گاہے ہمیں ظفر
کہنے لگا یہ سنتے ہی وہ شاہ نامور		ایفائے عہد کا بھی وہ خوگر ہوئے خیر

بولا یہ سنتے ہی ابو سفیان بدسگال
اپنے ہر ایک عہد کا رکھتا ہے وہ خیال

قیصر نے پھر کہا کہ وہ پیغمبر زماں		تعلیم کن امور کی دیتا ہے کر بیاں
کی عرض کہتا ہو کرو اپنوں سے نیکیاں		فعل حرام کرنے نہیں پاتے پیرواں

دیتا ہے سب کو حکم صلوٰۃ و زکات کا
کہتا ہے ہو طریقہ یہی اک نجات کا

جب اپنے ہر سوال کا وہ پا چکا جواب		قیصر نے یوں کیا ابو سفیان سے خطاب
گر ہے ہر اک جواب ترا صدق انتساب		تو خاتم الرسل ہے وہی فخر شیخ و شاب

میں پانو اسکے دھوتا جو ہوتا کہیں ہاں
جلد اسجگہ پہ ہوگا وہ اک روز حکمراں

اک روز اہل حمص کو آخر کیا طلب　　جب آئے بولا سچے ہیں پیغمبر عرب
لازم ہے انکا دین کرو اختیار سب　　یہ حکم سنتے ہی ہوئے وہ لوگ پر غضب

چاہا جو نہیں یہ امر کہ برپا ہو شور و شر
قیصر معاً ہی تاڑ گیا شکل دیکھ کر

کہنے لگا تمہارا میں لیتا تھا امتحاں　　صد شکر پورا اُترا ہر اک اسمیں اسرماں
یہ سنکے مطمئن ہوئے وہ سارے زمیاں　　اور سجدہ کرکے اسکو وہاں سے ہوئے رواں

جب یوں ہوا نہ عزم میں اپنے وہ کامیاب
تدبیر سوچی دوسری اسکے لئے شتاب

دحیہ جو تھے سفیر جناب شہِ انام　　انسے کہا جو دین کا کرنا ہے تم کو کام
جاکر ملو تم اس سے ضغاطر ہے جسکا نام　　وہ عالِم بزرگ ہے ذیجاہ و احترام

چلتے ہیں اہل حمص سبھی اسکے حکم پر
ایمان لایا وہ تو ہر اک ہوگا بہرہ ور

یہ سنتے ہی وہ سوئے ضغاطر ہوئے رواں　　جاکر سنایا حکم شہنشاہ انس و جاں
پوشش سفید اسنے بدل کر اسی زماں　　راہ کلیسا لی معاً اک خلق تھی جہاں

دی پہلے بعثتِ شہ دیں کی اُسے خبر
پھر بولا ہو چکا ہوں میں ایماں سے بہرہ ور

لازم ہی انکا دین کرو تم سب بھی اختیار　　پچھتاؤ گے گر آیا کہیں تمکو ننگ عار
یہ ہیں وہی پیمبر ذی جاہ و اقتدار　　بعثت کا جنکی لائے ہیں عیسیٰ بھی اشتہار

یہ سنکے اس قدر ہوئے وہ لوگ خشمناک
تیغ جفا سے کر دیا قصہ ہی اسکا پاک

قیصر کے گوش زد ہوئی جبو قت یہ خبر بولا سفیر شہ سے مجھے بھی ہے جان کا ڈر
ایمان لاؤں میں جو تمھارے رسولؐ پر زندہ نہ رہنے دینگے مجھے بھی یہ بدسیر
یہ سنکے واپس آئے سفیر شہ جہاں
آتے ہی سارا حال کیا آپسے بیاں

بھیجا گیا سفیر اسی دن بسمتِ شام پہنچا جو لیکے وہ خط شاہنشہ انام
اس ملک کا امیر تھا حارث سا بدنظام خط دیکھتے ہی بگڑا وہ ملعون بحد تام
کر ڈالا چاک نامۂ سلطان دوجہاں
اور قید میں سفیر کو بھیجا اُسی زماں

سردار فوج سے کہا دو حکم تم شتاب طیار جنگ کیلئے ہوں جملہ شیخ و شاب
قیصر کو خط لکھا۔ ہوں معین آپ بھی جناب تا ہوں میں حملہ کرکے محمدؐ پہ فتحیاب
قیصر کے پاس پہنچا جو نہیں اسکا نامہ بر
قیصر نے لکھا اپنے ارادے سے توبہ کر

کرتا نہیں ہے دین اگر ان کا اختیار تو چاہیئے کہ جنگ بھی تیرا نہو شعار
ورنہ مآل سے تو بہت ہوگا شرمسار سمجھا رہا ہوں کرنا نہ یہ عزم زینہار
خط پاتے ہی سفیر کو دلوا کے زادِ راہ
رخصت کیا وہ آیا سوئے شاہ دیں پناہ

بھیجا گیا یا مہ اسی روز نامہ بر پہنچا جو نہیں وہ لیکے خط سید البشر
خاطر سے پیش آیا وہ شاہ نکو سیر ہمراہ خط کے بھیجے تحائف نفیس تر
لکھا تھا گر عرب پہ میں ہو جاؤں حکمراں
ایمان لاؤں آپ پہ بے شبہ و بیگماں

پاکر جوابِ نامہ جنابِ شہِ بشر ۔ بولے خیالِ خام ہے یہ اُسکا سربسر
مالک ہر ایک ملک کا ہے ربِ بحر و بر ۔ کیا اختیار مجھکو کروں منتقل اُدھر

ہوتا جو میری ملک تو کرتا وہ یوں سوال
مملوک ذوالجلال کو دے عبدِ ذوالجلال

پایا جو نامۂ شہِ دیں سید البشر ۔ حاطبؓ نے بھی کیا اُسی دن مصر کا سفر
پہنچے جو نہیں یہ نزد مقوقس نکو سیر ۔ انجیل کی طلب خطِ حضرت کو دیکھکر

دیکھا جو اسمیں حلیہ و وصف شہ انام
حاطب سے بھی کیا اسی موضوع پر کلام

انجیل سے جو متفق ان کا ہوا بیاں ۔ خاطر کے ساتھ شاہ ہوا انکا میزباں
فارغ ہوا تو اُٹھ حاطب سے جسز ماں ۔ لکھکر دیا جوابِ خط شاہ انس و جاں

لکھا تھا آپ واقعی ہیں آخری نبیؐ
لیکن میں چھوڑ سکتا نہیں دینِ عیسوی

اک خچر سفید کہ دُلدل تھا جسکا نام ۔ اک اونٹ اور چار کنیزیں اور اک غلام
کچھ اور بھی ہدایا برائے شہ انام ۔ بھیجے بدست حضرت حاطب خوش اہتمام

لیکر وہ نامہ اور یہ تحائف وہ خوش سیر
حاضر ہوئے بخدمت سلطان بحر و بر

عبداللہ بھی روانہ ہوئے تھے اسی زماں ۔ ایراں کو لیکے نامۂ سلطانِ دوجہاں
پرویز بد سرشت وہاں کا تھا حکمراں ۔ جاکر دیا جو اُسکو خط شاہ انس و جاں

پہلے تھا اُسکے نام سے نام شہِ انام
یہ دیکھتے ہی جل گیا وہ شوم زشت کام

کر ڈالا چاک نامۂ سلطانِ دو جہاں — باذان کو یمن کا جو حاکم تھا اس زماں
خط لکھا بھیج سوئے محمدؐ تو دو جواں — لائیں پکڑ کے انکو مدینے سے جو یہاں

یہ حکم پاکے اسنے بہ تعمیل حکم شاہ
بھیجے دو پہلوان سوئے شاہ دیں پناہ

یہ دونوں حکم پاکے جو راہی ہوئے اُدھر — رہ میں ملے دو دشمنِ جانِ شہ بشر
ابن امیہ و ابو سفیانِ بد سیر — اِن دونوں نے بتائیں تدابیر خوبتر

ہوتے ہی رخصت انسے بالآخر وہ پہلواں
پہنچے مدینے میں بحضورِ شہ جہاں

جسدم رُخِ حضور پہ انکی پڑی نظر — رعب انپہ چھایا دیکھتے ہی حد سے بیشتر
کھولی زباں جو ڈرتے ہوئے عرض حال پر — فرمایا شاہ دیں نے کل آنا دمِ سحر

یہ حکم سنکے لوٹ گئے دونوں پہلواں
ہنگام صبح آئے حضورِ شہ زماں

دیکھا جو ان کو بولے شہنشاہ بحر و بر — تم دونوں خامشی سے پلٹ جاؤ اپنے گھر
پرویز نے کیا عدم آباد کا سفر — کشتہ ہوا رعایا کے ہاتھوں وہ بد سیر

شیرویہ تخت پر متمکن ہے اب وہاں
یہ سنکے واپس آئے معًا دونوں پہلواں

کرہی رہے تھے آکے وہ باذان سے بیاں — شیرویہ کا خط آیا اسی عرصہ میں ہاں
خط کے موافق آیا جو قولِ شہ جہاں — ایماں سے بہرہ ور ہوا باذان اسی زماں

پھر کر کے سب رعایا کو ایماں سے بہرہ ور
بھیجے تحائف آپکی خدمت میں بیشتر

ابنِ اُبَیّ جو تھا رئیس المنافقیں — اور باطناً تھا دشمنِ سلطانِ مرسلیں
بھڑکایا اسنے خیبریوں کو زراہ کیں — حتیٰ کہ اسکے کہنے میں آئے وہ سب لعیں

قرب و جوار میں جو تھے کفار بد سیر
باندھی اُنھوں نے بھی معاً امداد پر کمر

پہنچی جو گوشِ سیدِ عالم میں یہ خبر — خیبر کے لوگ حملہ کرینگے مدینہ پر
ہیں دس ہزار آدمی آمادۂ سفر — سامان جنگ کا بھی مہیا ہے خوب تر

یہ سنتے ہی رسولِ خدا فخرِ عالمیں
نکلے معاً مدینے سے با فوجِ مسلمیں

چودہ سو آدمی تھے شہِ دیں کے ہمسفر — خیبر میں پہنچی آمدِ شہ کی جو نہیں خبر
ہشیار خیبری ہوئے خطرے سے بیشتر — پہنچے نہ تھے وہاں ابھی شاہنشہ بشر

قلعوں میں سب نے بھیجدئے اہل اور عیال
رکھ آئے پھر حفاظتاً اسباب اور مال

خیبر میں سات قلعے تھے محفوظ و بے خطر — بھیجے وہاں جو اہل و عیال اور مال و زر
رہتے تھے لوگ محو حفاظت میں سر بسر — ہنگام کار بھی نہیں ہوتے تھے بے خبر

کرتے تھے گشت رات کو چاروں طرف سوار
پھرتے تھے گردِ قلعوں کے وہ نیز بھی پہرہ دار

پہنچے تھے جبکی صبح کو سلطان بحر و بر — اس شب کو لوگ سو گئے غفلت سے سر بسر
جانے لگے جو کھیتوں کو اُٹھکر دمِ سحر — فوجِ شہِ ہدا پہ پڑی یک بیک نظر

چلّا اُٹھے وہ دیکھ کے فوراً اسی زماں
یارو محمد آ گئے با فوجِ غازیاں

قلعوں میں جا کے چھپ گئے آخر وہ بدشمار
یہ دیکھتے ہی قلعوں کا شہ نے کیا حصار
جب اس طریق پر ہوا آغاز کارزار
چھ قلعے فتح ہو گئے از فضل ربِ بار
نوبت جو آئی قلعۂ ہفتم کی بعد ازاں
ہر ایک قلعہ سے تھا وہ مستحکم و کلاں
حملہ ہوا جب اس پہ کوئی کر سکا نہ سر
تا شام لڑتے ہی رہے دونوں بہم گر
شاہنشہِ انام نے یہ حال دیکھ کر
بولے نشان دینگے کل اسکو دم سحر
فتح و ظفر کا دے گا خدا جس کو افتخار
سر ہو گا جس کے حملے سے یہ حصنِ استوار
آئی جونہیں وہ صبح ہوا سبکو انتظار
دیکھیں نشان دیں کسے محبوب کردگار
غلطاں اسی خیال میں تھے سارے جاں نثار
گویا ہوئے اس عرصے میں یوں شاہ نامدار
یارو علیؑ کہاں ہیں بتاؤ مجھے شتاب
بولے صحابہ درد ہے آنکھوں میں بیحساب
یہ سنکے حرف زن ہوئے یوں شاہ انس و جاں
لاؤ ہمارے پاس علیؑ کو اسی زماں
یہ حکم پاتے ہی انھیں لائے مجاہداں
اُسدم بھی دردِ چشم تھا بیحد و بیکراں
شہ نے یہ دیکھ کر دہن پاک کا لعاب
جونہیں لگا دیا گیا فوراً وہ اضطراب
پائی جو صحت از کرم رب دو جہاں
دیکر نشان بولے شہنشاہ انس و جاں
تم جا کے قلعہ پہ کرو حملہ اسی زماں
حق دیگا تمکو فتح بالطاف بیکراں
یہ حکم پاتے ہی اسی دم بے درنگ و دیر
با فوج غازیاں ہوئے حملہ کناں وہ شیر

گھبرا گئے یہ دیکھ کے اعدائے بد شعار　　مرحب سے عرض کی کریں آپ اُس سے کارزار
سرداران سب سمجھو نکا تھا یہ مرد پختہ کار　　سارے فنونِ جنگ میں یکتائے روزگار
روحِ روانِ لشکرِ کفار تھا یہ شخص
موجودہ پہلوانوں کا سردار تھا یہ شخص

نکلا مقابلے کو یہ سنتے ہی وہ جواں　　اک دم کے دم میں پہنچا بسوئے مجاہداں
دیکھا جو نہیں علیؑ نے یہ نامی ہی پہلواں　　پہنچے سر لعیں پہ معاً خود ہی برق ساں
پہلی ہی ضرب میں کیا ملعون کو دو نیم
ناری تھا سوئے نار گیا دم میں وہ لئیم

اُس روز اسکے بعد ہی چھ اور بد شعار　　جو اُن یہودیوں کے تھے سردار باوقار
سوئے علیؑ بڑھے جو نہیں وہ مستحقِ نار　　پہنچی سروں پہ انکے اسی وقت ذوالفقار
سر کاٹ کر ہر اک کو سبکدوش کر گئی
مرحب کا ہمکنار وہ ہم آغوش کر گئی

یہ دیکھتے ہی قلعہ کو بھاگے وہ سب لعیں　　تھے جانتے حصار ہے مستحکم و حصیں
یہ حرکت انکی دیکھتے ہی وہ ہزبر دیں　　جا پہنچے باب قلعہ پہ با فوجِ مسلمیں
تکبیر کہہ کے توڑا جو نہیں باب قلعہ کو
ہیبت سے لرزہ آگیا ارباب قلعہ کو

داخل ہوئے جو قلعہ میں وہ شیر کردگار　　تیغ قضا کا کام لگی کرنے ذوالفقار
پڑتی تھی جسکے فرق پہ جاتا تھا سوئے نار　　زندہ تھے جتنے موت کا کرتے تھے انتظار
جب لالہ زار مقتل اعدائے دیں ہوا
طالب امان و عفو کا ہر اک لعیں ہوا

فاتح ہوئے دعائے نبی سے جو آنجناب تلوار کی نیام میں ممدوح نے شتاب
شیر خدا کا جنگ سے دیکھا جو اجتناب پیرو ہوا جناب کا ہر ایک شیخ و شاب
جو سرزمیں کہ قتلگہ مشرکاں بنی
لطف علیؑ سے اب وہی دار الاماں بنی

پائی معاندین نے جب قتل سے اماں بولے یہ ان لعینوں سے سلطان انس و جاں
اسباب و مال رکھتے ہو تم سب جو اس زماں تاوان جنگ میں اسے حاضر کرو یہاں
گر کوئی شے چھپاؤ گے جاؤ گے جان سے
محروم ہو گے کھلنے پہ میری امان سے

قبضے میں ہے تمہارے جو خیبر کی سرزمیں اسکے بھی آج سے ہوئے مالک مجاہدیں
دیگا جو حاصلات میں خلاق عالمیں لے لینگے نصف اسکا خراج اب سب اہل دیں
امر خلاف حکم کا جب ہوگا ارتکاب
اسدم جلا وطن کئے جاؤ گے سب شتاب

سنکر یہ سب شرائط شاہنشہ انام راضی ہوئے خوشی سے سب اعدائے بد نظام
سابق کیطرح کرنے لگے دل لگا کے کام حاصل کے نصف پر کی بسر زیست تا قیام
اللہ ری شان رحمت سلطان بحر و بر
ایسے معاندین پہ بھی لطف کی نظر

خیبر میں عرصہ تک رہے یہ دشمنان دیں لیکن بعہد حضرت فاروق خوش یقیں
خارج ہوئے تھے جب بتاں سے مشرکیں نکلے تھے انکے ساتھ ہی یہ سب معاندیں
جا کر کیا تھا شام میں ہر ایک نے قیام
پایا تھا یہ نتیجۂ بغض شہ انام

آنحضرت کو زہر دیا جانا

خیبر ہی میں تھا شاہ ہدا کا ابھی قیام ۔ ایک عورت یہودیہ زینب تھا جسکا نام
اس ملحدہ نے گوشت برائے شہ انام ۔ بھیجا تھا زہر ڈال کے تا کام ہو تمام
اک لقمہ اس کا لے گئے منھ میں جو آنجناب
فوراً ہی گوشت نے کیا حضرت سے یوں خطاب

مجھکو معاً ہی تھو کئے اے سید جہاں ۔ ہے مجھ میں زہر جو کہ کرے گا ہلاک جاں
تھوکا معاً یہ سنتے ہی وہ لقمہ دہاں ۔ زینب کو پھر بلایا اسی دم اسی زماں
جب آئی وہ حضور نے اس سے کیا سوال
تو نے کیا ہے گوشت میں کیوں سم کا اشتمال

یہ سنتے ہی حضور کو اسنے دیا جواب ۔ ڈالا تھا زہر اسلئے کشتہ ہوں آنجناب
لیکن رسولؐ آپ تھے آگہ ہوئے شتاب ۔ وہ گوشت خود ہی آپ سے کرنیگا خطاب
یہ عرض کر کے وہ جو ہوئی دیں سے بہرہ ور
فرمایا عفو آپنے جرم اُس کا سر بسر

جب انتظام کر چکے خیبر کا شاہ دیں ۔ لیکر غنائم آئے وہاں سے مجاہدیں
وعدہ حدیبیہ کا ہوا پورا بالیقیں ۔ ایفائے وعدہ کرتا ہے یوں رب عالمیں
صلح حدیبیہ کو سمجھتے تھے جو شکست
اب سمجھے ہونگے ہوتے ہیں کیونکر بلند پست

حضرت صفیہ سے حضرت کا عقد

خیبر سے بعد فتح اساری کے طور پر ۔ آئیں مدینہ کو جو صفیہ نکو سیر
تقسیم انکی ہو گئی امر محال تر ۔ اکثر کا تھا خیال ہمیں دیں شہ بشر
پس دیکھکر یہ بولے شہنشاہ انس و جاں
راضی ہو تو تو بھیجدوں تجھکو ترے مکاں

موصوفہ نے یہ سنکے دیا شہ کو یوں جواب — میں ہو چکی ہوں دولت ایماں سے بہرہ یاب
واپس کریں مجھے نہ مکاں کو مرے جناب — اب ہے یہود یوں سے مجھے دل سے اجتناب

راضی ہوئیں نہ واپسی خانہ پر وہ جب
لائے انھیں نکاح میں شاہنشہ عرب

حکم حرمت متعہ ولحم خر

متعہ ولحم خر اسی سن میں ہوا حرام — میمونہ کو نکاح میں لائے شہ انام
عباس تھے جو عم رسول فلک مقام — سالی تھیں انکی حضرت میمونہ نیکنام

حضرت میمونہ کا عقد

ہنگام عقد مہر انھیں نے ادا کیا
بارِ سرِ رسول کو سر سے جدا کیا

سریہ بنی خزاعہ

خیبر کو فتح کر چکے جب سید البشر — عازم بنی خزاعہ ہوئے شہ سے جنگ پر
لیکر پیام جنگ جو پہنچا پیامبر — عمرو ے عاص کو جو تھے مرد دلیر تر

باسہ ہزار فوج کیا آپ نے رواں
پہنچے جو یہ تو دیکھا بکثرت ہیں دشمناں

یہ دیکھکر حضور کو بھیجا معاً پیام — کثرت سے جمع ہیں یہاں اعدائے زشت کام
کچھ فوج اور بھیجے اے سید انام — تا فتحیاب انپہ ہو یہ آپ کا غلام

پہنچی جو گوش سید عالم میں یہ خبر
بھیجا ابو عبیدہ کو با لشکر دگر

امداد کو پہنچ گئی جب فوج مسلمیں — آمادہ ستیز ہوئے فوراً اہل دیں
پھر مقابلہ بڑھے جو وقت مشرکیں — غالب ہوئے بفضل خدا انپہ مومنیں

اعدا پہ ہر طرح جو کیا حق نے فتحیاب
باصد خوشی مدینہ پلٹ آئے شہ شتاب

عمرو ے عاص جنگ میں جب محو تھے اُدھر حارث بن عمیر صحابی نکو سیر
جاتے تھے بصرہ لیکے خط سید البشر رستے میں انکو حاکم موتہ نے روک کر
حال انکا پوچھتے ہی لعیں نے کیا ہلاک
بے جرم بے قصور کیا قصہ انکا پاک

پہنچی جو گوش سید عالم میں یہ خبر زید ابن حارثہ کی قیادت میں سربسر
بھیجی حضور والا نے فوج اک معاً اُدھر تھے جس میں سہ ہزار مجاہد دم سفر
راہی ہوئے بجانب موتہ جو مسلمیں
ہنگام کوچ بولے شہنشاہ مرسلیں

کشتہ جو زید کو کریں اعدائے بد قوام جعفرؓ کو لازمی ہو کریں انکی جا پہ کام
لڑکر پئیں جو وہ بھی شہادت کا یہ بھی جام عبد اللہ رواحہ کریں جنگ کا نظام
یہ بھی اگر شہید ہوں ہنگام کارزار
سردار منتخب کریں خود اپنا دیندار

سنتا تھا اک یہودی یہ حکم شہ زمن بعد آنجناب کے ہوا اس طرح حرف زن
اگلے رسول کرتے تھے اس طرح جب سخن بنتا تھا نامبردہ کا مقتل ضرور رن
ہنگام کوچ جیسا ہوا تھا اُسے گماں
کام آئے وقت جنگ وہ سب نامبرگاں

موتہ میں جاکے پہنچے جو نہیں سب مجاہدیں فوج ہراولی کو کیا زیر اولیں
یہ حال دیکھتے ہی ڈرا اتنا وہ لعیں قلعہ میں جاکے چھپ رہا با فوج مشرکیں
قیصر کے پاس بھیجا دہاں سے معاً پیام
امداد بھیجئے کہ قضا سے پڑا ہے کام

قیصر کے پاس روم میں قاصد گیا جونہیں بھیجی مدد کے واسطے فوج معاونیں
اک لاکھ منتخب تھے جوان جسمیں بالیقیں اور سب تھے فن جنگ کے استاد ماہریں

ہنگام رزم کرتے تھے اعدا کو دم میں زیر
ہنگام حملہ کرتے تھے حملہ وہ مثل شیر

گوش مجاہدین میں جونہیں پہنچی یہ خبر امداد ہو طلب ہوئی تجویز پیشتر
بعد اسکے پھر صلاح ہوئی یہ بہمدگر شاید بدیر آئے مدد لوٹ چلئے گھر

بولے یہ سنکے حضرت خالد بن ولید
گر فتحیاب ہو نہ سکے ہونگے ہم شہید

اپنا ہی فائدہ ہے بہرحال مسلمیں شیر آسا حملہ کیجئے خائف ہوں مشرکیں
فاتح ہوئے تو چھائیگا ان سب پہ رعب دیں کشتہ ہوئے تو پائیں گے فردوس بالیقیں

جملہ مجاہدین نے یہ شورہ کیا پسند
فوراً ہی جان و دل سے ہوئے اسپہ کاربند

موتہ میں پہنچے جب وہ معینان اہل شر راس المجاہدین تھے زید نکوسیر
تکبیر کہہ کے ٹوٹ پڑے مشرکین پر دو روز تک کی آپنے جنگ شدید تر

کشتہ ہوئے جو دست عدو سے وہ شیر دیں
جعفرؓ نشان لیکے بڑھے سمت اہل کیں

کرتے تھے حملہ شیر کے مانند وہ جری رفتار جنگ کرتی رہی کسب برتری
ہوتے تھے دیکھ دیکھ کے حیران سب شقی سمجھے نہ تھے مدد پہ ہے وہ قادر قوی

جب لڑتے لڑتے ہو گیا دست یمیں شہید
دست یسار میں لیا وہ رایت سعید

جب دست چپ بھی ہو گیا مجروح کا شہید — تھاما شکستہ بازوؤں سے رایت سعید
دیکھی جو مشرکین نے یہ مجبوری شدید — چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے آ کے سب پلید
پینے لگے جو جام شہادت کا آنجناب
عبداللہ رواحہ نے رایت لیا شتاب

تکبیر کہہ کے آپ نے رایت لیا جو نہیں — ہیبت سے رزمگاہ میں کانپ اٹھے مشرکیں
چلنے لگی جناب کی جب تیغ آبگیں — صدہا سروں کو دوش سے لائی سر زمیں
زائل ہوئے جو جوہر شمشیر آبدار
کی آنجناب نے بھی رہ خلد اختیار

عبداللہ رواحہ نے جب راہ خلد لی — خالد نے بڑھ کے روک لیا رایت نبی
ثابت سے بولے لو یہ نشان محمدی — آئے نہ اسکی رفعت و شاں میں ذرا کمی
یہ کہہ کے آنجناب نے حملہ کیا بجوش
تکبیر کی صدا سے اڑائے عدو کے ہوش

بجلی کی طرح جا گرے دشمن کے قلب پر — گویا کہ گوسفندوں میں جا پہنچا شیر نر
ہوش و حواس سلب ہوئے سب کے دیکھکر — زخمی ہوئے ہزاروں کٹے سیکڑوں کے سر
کرتی تھی تیغ آپ کی رن میں قضا کا کام
دم میں تمام کرتی تھی ہر ناسزا کا کام

دیکھی جو قلب فوج کی یہ حالت خراب — سختی سے میسرہ ہوا حملہ کناں شتاب
ٹوٹا مجاہدین پہ جو وہ مورد عذاب — حالی اکثر نکا ہو گیا مائل بہ انقلاب
تھا عنقریب بھاگ گئے اکثر مجاہدیں
طاری دلوں پہ ہو گیا تھا خوف مشرکیں

اس حال پر جو قطبۂ عامر نے کی نظر
غیرت دلا کے کر دیا آمادہ جنگ پر
فوراً مجاہدین بڑھے سمتِ اہلِ شر
تکبیر کہہ کے گھس گئے لشکر میں بے خطر

پائے ثبات پھر تو اسی دم اُکھڑ گئے
لالے معاندین کی جانوں کے پڑ گئے

ہونے لگے جو قتل وہ اعدائے بدشعار
میدانِ کارزار بنا کشتِ لالہ زار
بھاگے یہ حال دیکھ کے خصمانِ نابکار
کی قلعہ میں پناہ لعینوں نے اختیار

داخل ہوئے جو قلعہ میں وہ دشمنانِ دیں
محصور ہو گئے بحصارِ مجاہدیں

جب آ گئے حصار میں اعدائے بدگہر
خالد نے جا کے حملہ کیا بابِ قلعہ پر
تیغ دو دستی تیغ قضا بن کے سربسر
اعدا کے سر اڑاتی تھی مثلِ خیار تر

آخر کو آنجناب نے قلعہ کو سر کیا
دارالاماں کو دارِ فنا سے بسر کیا

کشتہ ہوئے ہزاروں لعیں کھا کے تیغ و تیر
زخمی ہزاروں قید ہوئے وقتِ داروگیر
روشن کئے ہزاروں نے ایماں سے ضمیر
حاصل ہوئی غنیمت بسیار اور کثیر

موتہ کا حکمراں گیا دوزخ پئے عذاب
خالد کو سیفِ حق کا نبیؐ نے دیا خطاب

جعفر کو خلد میں دئے اللہ نے دو پر
اڑتے ہیں وہ فرشتوں کے ہمراہ بے خطر
طیّار اسی سے کہتا ہے انکو ہر اک بشر
راوی ہیں اس خبر کے شہنشاہِ بحر و بر

موتہ میں مسلمین تھے جب محوِ کارزار
گھر بیٹھے حال کہتے تھے سب شاہِ نامدار

پائی جو مسلمین نے یہ فتح شاندار — اعدا پہ چھائی ہیبت محبوب کردگار
قلت پہ مسلمیں کی ہنسے تھے جو بدشعار — کہنے لگے فضول ہی کثرت پہ افتخار
قیصر بھی سنکے لرزہ بر اندام ہو گیا
جاگا ہوا نصیبہ خود کام سو گیا

موتہ سے آئے جیسے ہی خالد نکو شعار — روح الامیں نے آکے کیا شہ پہ آشکار
قوم خزاعہ پر جو ہے حضرت کی جنبہ دار — حملہ کناں ہوئے ہیں بنی بکر نابکار
یہ لوگ تھے قریش کے ہم عہد و ہم خیال
پہنچے اسی سے انکی مدد کو وہ بدخصال

شب کو قریش اور بنی بکر بدسیر — حملہ کناں ہوئے تھے خزاعہ کی قوم پر
پہلے تو بیس آدمیوں کے اڑائے سر — پھر باندھی لوٹ مار پہ کمبختوں نے کمر
بالکل خلاف عہد ہے یہ فعل ناسزا
فوراً ہی انپہ کیجئے حملہ شہ ہدا

جبریل آکے دیگئے تھے پہلے ہی خبر — سہ روز بعد عمرو جو سالم کے تھے پسر
آئے بخدمت شہ دیں سید البشر — رو کر بیاں کی حالت پر درد سربسر
سنتے ہی دل بھر آیا رسول انام کا
فوراً کیا جناب نے عزم انتقام کا

عزم جہاد کر چکے جب شاہ مرسلیں — صادر کیا یہ حکم بسمت مجاہدیں
پہنچیں یہاں یکم رمضاں تک سب اہل دیں — حکم جہاد دے چکا ہے رب عالمیں
پہنچا جو نہیں یہ حکم شہنشاہ بحر و بر
سج کر سلاح آگئے سب عین وقت پر

پہنچی جو کان میں ابوسفیاں کے یہ خبر کہنے لگا قریش سے وہ شوم بدگہر
امر خلاف عہد ہوا ہم سے سربسر ہرگز محمدؐ اب نہیں کر سکتے درگذر
گر ہو صلاح جائیں محمدؐ کے پاس ہم
لاعلمی ظاہر اپنی کریں اپنے یک قلم

ممکن ہے اسطرح کریں حملے سے اجتناب ٹل جائے یوں سروں پہ یہ آتا ہوا عذاب
یہ سنکے قوم نے اُسے شورہ دیا شتاب پہنچا معاً حضورِ نبیؐ میں وہ بے حجاب
جا کر کہا میں اس سے ہوں لاعلم سربسر
اس واقعے کی بعد کو مجھکو ملی خبر

واقف تھے پہلے ہی سے رسولؐ فلک جناب یہ عذر لنگ کر نہ سکا اسکو کامیاب
کھکر ہوا ذلیل بہت ہی وہ بے حجاب جس رہ سے آیا تھا اسی رہ سے گیا شتاب
جا کر کہا قریش سے ملعون نے سارا حال
گھبرائے جسکو سنتے ہی از بس وہ بدمآل

تاب مقابلہ اُسے آئی نہ جب نظر قیصر کے پاس بھاگ گیا چھپ کے بدسیر
تا زندگی گذارے وہاں رہ کے بیخطر لیکن ہوئی اس امر کی قیصر کو جب خبر
عم محمدؐ عربی ہے یہ پُر قصور
فوراً ہی سلطنت سے کیا اپنی اس کو دور

نکلا جو اس طرح ابوسفیان روسیاہ صحرا میں پھرتا رہتا تھا با حالت تباہ
منشائے خاص تھا کہ ملے جان کو پناہ مغرور کو ذلیل یونہیں کرتا ہے اللہ
لعنت کا طوق بن گئی سرداری قریش
رسوا امیر ہو چکا اب خوار ہوگا جیش

آئی مہِ صیام کی دسویں جونہیں ادھر — بس لیکے دس ہزار کا لشکر شہ بشر
فوراً ہی گامزن ہوئے مکے کی راہ پر — پہنچے جو پہلے مرحلے پہ شاہ بحر و بر
آکر ملے حضور سے عباس ذی ہمم
جو سید انام کے تھے عم محترم

لشکر کو دیکھ کر انھیں پیدا ہوا خیال — گر ناگہاں پہنچ گیا یہ جیش نیک فال
فوراً مقابلہ کرے گا باصد اشتعال — ہونگے قریش جس سے کہ پامال بالمآل
پہنچے یہ سوچتے ہی وہ مکے کی راہ پر
تا دے سکیں قریش کو اس امر کی خبر

رستے میں آئے دور سے دو آدمی نظر — تحقیق کیلئے جو نہیں پہنچے قریب تر
دیکھا تو اک بدیل تھا ورقانہ کا پسر — اور دوسرا حکیم تھا ہمراہ و ہمسفر
اور تیسرا ابوسفیاں تھا رفیق راہ
جاتے ہوئے ملا تھا سرِ رہ یہ روسیاہ

وہ دونوں جاتے تھے شہ عالم کا لینے حال — رہ میں جو مل گئے انھیں عباس بالمآل
پوچھا یہ کسکی فوج ہے اے مرد خوشخصال — فرمایا۔ ہے یہ لشکر محبوب ذوالجلال
حملہ کریگا مکے پہ دیتا ہوں یہ خبر
تا لوگ ہوشیار ہوں خطرے سے پیشتر

بھاگے معاً یہ سنتے ہی وہ دونوں مخبراں — تا قوم کو خبر کریں آتے ہیں دشمناں
مکے کی راہ پہ ہوئے وہ جیسے ہی رواں — عباسؓ سے کہا ابوسفیاں نے اسزماں
کسطرح میں بچاؤں بھلا اپنی جان زار

بعد اسکے پھر کہا ابوسفیاں سے تو اگر باندھے قبول مذہب اسلام پہ کمر
میں تجھکو لیچلوں ابھی نزد شہ بشر یہ سنتے ہی وہ ہو گیا طیار سر بسر
فوراً ہی انکے اسپ پہ پیچھے ہوا سوار
بیٹھا جونہیں وہ چلدئے عباس نامدار

پہنچے جو فوج میں پڑی فاروق کی نظر چاہا اُڑا ہی دیں ابوسفیاں کا بڑھ کے سر
لیکن یہ رنگ دیکھ کے عباس خوش سیر جا پہنچے نزد خیمۂ سلطان بحر و بر
فوراً اُتر کے لے گئے اس کو حضور شاہ
بولے یہ ہے اماں میں مری اے جہاں پناہ

اتنا ہی کہہ سکے تھے کہ فاروق نیکنام خنجر بکف پہنچ گئے خیمے میں تیز گام
چاہا کہ قصۂ ابوسفیاں کریں تمام لیکن تھا عام رحم جناب شہ انام
فرمایا اس کو رکھئے حراست میں تا سحر
بعد سحر کرینگے نظر اس کے حال پر

عم نبی نے پیش کیا جب کہ پس سحر پچھلے قضیے لانے لگا وہ زبان پر
بولے یہ دیکھکر معاً عباس خوش سیر ایماں لاتا ہے کہ کروں قطع تیرا سر
دھمکی یہ سنتے ہی وہ مسلمان ہو گیا
حق جونہیں آیا کفر کا بطلان ہو گیا

جب یوں ہی ہو گیا ابوسفیان بہرہ یاب فرمایا شہ نے کوچ کرے فوج اب شتاب
یہ حکم سنتے ہی اسی دم سارے شیخ و شاب مکے کو چلدئے شہ عالم کے ہمرکاب
یہ دیکھکر جو لی ابوسفیاں نے گھر کی راہ
عباس بولے ڈر ہے کرے دیں نہ یہ تباہ

پس نہیری رائے ہی شہ دیں سید البشر — فوج اس کو ہیں دکھا دوں سرِ راہ روک کر
تا دل پہ چھائے ہیبتِ اسلام سر بسر — آمادہ بھول کر بھی نہ ہو ارتداد پر

بولے یہ رائے سنتے ہی سلطان دو جہاں
بہتر ہی رو کو دیکھ لے فوج ظفر نشاں

دیکھا جو ہمخیال ہیں سلطان بحر و بر — عباس لیکے پہنچے اسے رہگذار پر
نکلی جو نہیں اُدھر سے وہ فوج ظفر اثر — تکبیر کی صداؤں سے گونج اُٹھے دشت و در

چھائی معاً ہی ہیبتِ شاہنشہ انام
مرعوب ہو کے کرنے لگا اس طرح کلام

جاتے ہیں مکہ لیکے جو آپ اس قدر سپاہ — کیا عزم کر لیا ہے کریں قوم کو تباہ
بولے یہ سنکے رحمت عالم جہاں پناہ — ہرگز مرا یہ عزم نہیں ہے خدا گواہ

جو ڈالدے گا اسلحہ ہنگام کارزار
میں کہہ رہا ہوں ہو گا نہ وہ قتل زینہار

جو شخص ہو گا کعبہ نشیں خاطر اماں — یا چھپ رہے گا اپنے مکانمیں بخوفِ جاں
یا جو پناہ لے گا مکانمیں ترے اُس آں — یا جو فرار ہو گا بخوفِ مجاہداں

ہر اُس بشر کو قتل کرینگے نہ مسلمیں
تو مطمئن ہو عزم یہ ہرگز مرا نہیں

یہ سنتے ہی ہوا طرفِ مکہ وہ رواں — پہنچا جو نہیں سب آگئے احباب و دوستاں
پوچھی ہر اک نے حالتِ فوجِ شہ جہاں — بولا یہ سنتے ہی ابو سفیان اسز ماں

لشکر محمد عربی کا ہے دس ہزار
ہر اک سلاح پوش ہے پیدل ہو یا سوار

کافی ہیں اسلحہ بھی رسد بھی ہے بیشتر
جملہ فنونِ جنگ سے واقف ہی ہر بشر
قوت میں ہی یگانہ تو جرأت میں مشتہر
دیتا ہی فوق موت کو ہر اک حیات پہ
لیکن بایں ہمہ بھی محمدؐ کو نشاں
آتے نہیں ہیں نکے تمھارے عدوئے جاں

یہ کہہ کے پھر کیا ابوسفیان نے بیاں
اس اس طرح پہ دینگے محمدؐ تمھیں اماں
جس وقت انکی فوج کا ہو داخلہ یہاں
پابند انکی شرط پہ ہو جانا اس زماں
ممکن نہیں کوئی بشر اس وقت ہو ہلاک
انسے کبھی بھی ہوگا نہ یہ فعل شرمناک

بولی یہ سنکے ہندۂ بدبخت بدگہر
دیوانہ ہو گیا ہی مرا زوج سر بسر
اسکو کوئی اسیر کرے آکے جلد تر
بولا یہ سنتے ہی ابوسفیان سن ای سور
دیوانہ میں سہی پہ تو اسلام کر قبول
کاٹونگا ورنہ سر ترا میں خادم رسولؐ

اہل قریش ہو گئے حیراں یہ دیکھ کر
ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے ان سب کے سر بسر
کہتے تھے دلمیں کیا کریں ہم عین وقت پر
جُز سرنگوئی کوئی نہیں صورت مفر
ہر شخص محو تھا انھیں فکر و نمیں اس زماں
اتنے میں پاس مکے کے پہنچے شہ جہاں

اسدم جو دیکھا لشکر جرار ہمرکاب
پہنچا خیال حالت ماقبل پر شتاب
بھر آیا دل حضورؐ کا آنکھیں ہوئیں پُر آب
فوراً ہی سجدے میں جھکی پیشانی جناب
فارغ ہوئے جو سجدے سے شاہنشہ زمن
مکے میں پہنچا لشکر جرار و صف شکن

یہ دیکھتے ہی عکرمہ سرتاج اہل شر — صفواں۔ سہیل اور بنی بکر بد سیر
حارث کے بیٹے اور کچھ اعدائے بدگہر — پہنچے پئے مزاحمت شاہ بحروبر
لیکن مقدمے میں تھے خالد نکو نشاں
بھاگے شکست کھاکے معاً سارے بدگماں

کچھ اہل مکہ کعبے میں جا کر ہوئے نہاں — کچھ نے سلاح ڈال کے مانگی معاً اماں
کچھ جا چھپے مکانوں میں بچ جائے تاکہ جاں — کچھ خانۂ ابوسفیاں کو ہوئے رواں
ڈر کر رہ فرار کی بعضوں نے اختیار
تھا مدعا بچے کسی صورت سے جان زار

کام آئے اس لڑائی میں چوبیس مشرکین — فردوس کی طرف گئے دو صاحبان دیں
جب جنگ ختم ہو گئی سلطان مرسلیں — کعبے میں پہنچے از کرم رب عالمیں
کی اولاً نجاست اصنام اس سے دور
پھر شکر کا دوگانہ بجالائے آنحضور

فارغ ہوئے دوگانے سے جب شاہ بحروبر — دیکھا تو اہل مکہ سے کعبہ گیا ہے بھر
عباس بولے آپ سے اے سید البشر — مفتاح کعبہ سے بنی ہاشم ہوں مفتخر
بولے یہ سنکے خسرو دیں شاہ کائنات
ہے آج دن سلوک کا اے عم خوش صفات

پھر آپنے دیا انھیں عثماں کو یہ وقار — حاصل تھا خانداں کو جنکے یہ افتخار
ایذا رسان شہ میں تھا گو انکا بھی شمار — اسکا خیال لائے نہ پر شاہ نامدار
دیکر کلید بولے یہ انسے شہ جہاں
جو تم سے لے گا ہو گا وہ جبّار بےگماں

پھر بولے مکے والوں سے سلطان انس و جاں　　وہ زعم وہ غرور تمہارا گیا کہاں
فخر نسب غرور حسب کبر عز و شاں　　دولت کا فخر نازش ارباب خانداں
انمیں سے کوئی شے بھی نہیں وجہ امتیاز
تقویٰ ہے بس پسند خداوند بے نیاز

انسان جس قدر ہیں سب آدم کے ہیں پسر　　کوئی نہیں ہے انمیں کسی پر بھی مفتخر
بہر شناخت ہیں یہ قبائل تمامتر　　لازم نہیں ہے اسپہ ہو نازاں کوئی بشر
بعد انکے بولے انسے شہنشاہ دو جہاں
تم لوگ میرے بارے میں رکھتے ہو کیا گماں

بولے یہ سنکے آپسے مکے کے مشرکاں　　ارحم ہیں آپ ہوگا کرم ہمپہ بیکراں
بولے یہ سنکے خسرو دیں شاہ انس و جاں　　تم سب سے کوئی شکوہ نہیں ہمکو اسزماں
رب کریم عفو تمہاری خطا کرے
تم سب کے حال زار پہ چشم عطا کرے

دیکھی جو شان رحمت سلطان مرسلیں　　دین خدا کی سمت جھکے سارے مشرکیں
یہ دیکھتے ہی آپ صفا پہ گئے جو نہیں　　فوراً کیا ہر اک نے خوشی سے قبول دیں
مکے ہی کے ہوئے نہیں فاتح شہ انام
قابض ہوئے کرم سے بدلمائے خاص و عام

سب اہل مکہ ہو گئے تھے دیں سے بہرہ ور　　محروم رہ گئے تھے فقط سترہ نفر
حملے سے پہلے ہی ہوا تھا انکا خوں ہدر　　عفو قصور سے تھے یہ مایوس سر بسر
انمیں سے گیارہ مرد تھے اور سات عورتیں
پاجی یہ سارے مرد تھے بدذات عورتیں

سرداران مکہ کا قبول اسلام

بھاگے تھے انہزام اُٹھاتے ہی یہ شتاب | ڈر تھا کہ قتل ہونگے کسی دن بصد عذاب
لیکن شہ ہدا تھے زبس رحمت انتساب | تو شخص جو نہیں آکے ہوئی دیں سے بہرہ یاب

فوراً ہی جرم عفو کئے دی انھیں اماں
انمیں سے سات شخص تھے مرد اور دو زناں

باقی جو آٹھ منکرِ ایماں تھے سر بسر | جرم ان لعینوں کے نہ تھے شایانِ درگذر
ملنے پہ انکے قطع کئے مسلمیں نے سر | کفر انکا انکو لے ہی گیا جانب سقر

چار انمیں مرد چار تھیں عورات بد صفات
آبائے اہل کفر تھے وہ اور یہ امہات

جب سبکو آپ کر چکے ایماں سے بہرہ ور | ہنگام ظہر اذاں ہوئی کعبہ کی سقف پر
وہ کعبہ جو تھا کفر کا عرصہ سے مستقر | اب ہر جگہ وہاں ہوا اسلام جلوہ گر

فاتح ہوئے جو مکہ پہ یوں شاہ مرسلیں
بیرون مکہ چھا گیا اعدا پہ رعب دیں

مکے ہی میں مقیم تھے شاہنشہ جہاں | پہنچی حنین میں خبر فتح ناگہاں
بولے یہ حال سنتے ہی سجا کے ملحداں | مکے پہ آؤ حملہ کریں سب بیک زماں

غزوۂ حنین

یکجا ہوئے یہ سوچ کے چالیس سو بشر
فوراً ہی گامزن ہوئے مکے کی راہ پر

پہنچے جو نہیں حنین کی وادی پہ اہل شر | حضرت کو انکے آنے کی پہنچی معاً خبر
بارہ ہزار فوج کو لے کر بکر و فر | نکلے پئے مقابلہ فوراً شہ بشر

جانا جو اُن لعینوں نے آتے ہیں شاہ دیں
لوٹ آئے۔ قلعہ کو کیا مضبوط اولیں

فارغ ہوئے اس امر سے جب وہ معاندان　کہ جو کمینگاہ میں جا کر ہوئے نہاں
پہنچے قریب انکے جو شاہنشہ جہاں　نکلے کمینگاہوں سے فوراً وہ مشرکاں

برسائے فوج شاہ پہ تیر آکے اسقدر
منہ اکثروں کے پھر گئے یہ ماروکھیکر

اب شہ کے ساتھ رہ گئے بس چند مسلمیں　دیکھا جو نہیں فرار کناں ہیں مجاہدیں
بہر مقابلہ بڑھے خود شاہ مرسلیں　مانع ہوئے پر آپ کو وہ سب مقربیں

کہنے لگے حضور سے اے شاہ نامدار
جانے نہ دینگے آپ کو ہم بہر کارزار

یوں روکنے سے رک گئے جب شاہ بحروبر　عباس سے کہا امرے عم بزرگ تر
اصحاب کو پکارئے آپ اس طریق پر　اصحاب سمرہ ڈرتے ہو کیا آؤ سب ادھر

عم نبی نے جو نہیں کیا اس طرح خطاب
فوراً ہی جمع ہو گئے اصحاب آنجناب

یوں جمع ہو گئے جو وہ اصحاب خوش سیر　حملہ کیا لعینوں کے لشکر پہ دوڑ کر
جرائت پہ ان دلیروں کی حق نے جو کی نظر　بھیجے مدد کو انکی فرشتے زمین پر

کشتہ ہوئے ہزاروں ہزاروں ہوئے اسیر
بھاگے ہزاروں رن سے بہنگام دار وگیر

پر منبع کرم تھے شہنشاہ انس وجاں　بخشی اماں اسیروں کو چھوڑا اسی زماں
یہ رحم دیکھتے ہی اسی دم وہ گمرہاں　ایماں سے بہرہ یاب ہوئے سب بدل بجاں

تسخیر کا کیا کرم شاہ دیں نے کام
بن دام موں آکے ہو گئے سب آپکے غلام

پایا تھا غازیوں نے یہاں مال بیشتر　　تقسیم اسکو کرنے لگے حبِ شہ بشر
تالیف قلب چونکہ تھی منظور سر بسر　　نو مسلمیں پہ شہ نے کی تخصیص کی نظر

یہ دیکھتے ہی بعض مدینے کے نوجواں
آپس میں یوں کلام لگے کرنے اسزماں

خدمات پر ہماری نہ کی شہ نے کچھ نظر　　ورنہ ہمارے حصے نہوتے قلیل تر
نو مسلمین کل جو ہوئے دیں سے بہرہ ور　　بھر لیں وہ آج مال غنیمت سے اپنا گھر

ہمپر کسی طرح نہیں رکھتے وہ برتری
تقسیم اس طرح کی ہے اک قوم پروری

بعضوں نے انمیں سے کیا اسوقت یوں کلام　　اب کچھ عجب نہیں رہیں مکے ہی میں قیام
پہنچی یہ باتیں جو نہیں بگوش شہ انام　　انصار کے بلائے گئے سارے خاص و عام

آئے جو سب بخدمت سلطان انس و جاں
اسطرح حرف زن ہوئے شاہنشہ جہاں

انصاف سے کہو مرے آنیسے پیشتر　　گمراہ ہو رہے تھے کہ تم سب تھے راہ پر
سچ سچ بتاؤ کس کے تعلم کا ہے اثر　　ہم چشموں پر ہوئے ہو جو تم آج مفتخر

یہ سنتے ہی معاً دیا سب نے یہی جواب
فیض جناب ہی سے ہوئے ہم سب جو فیضیاب

پاسخ یہ پا کے انسے کیا شہ نے یوں خطاب　　تم لوگ اسطرح بھی تو دے سکتے ہو جواب
ہجرت سے پہلے آپکی حالت تھی کیا جناب　　دیتی تھی قوم کس کو تکالیف بحساب

نکلا تھا کون اپنے مکاں سے بچا کے جاں
آکر ہوا تھا کون مرے گھر میں میہماں

حکمونپہ کس کے ہمنے لٹایا ہے مال زر — کہنے سے کسکے دیدئے غیروں کو اپنے گھر
الفت میں کس کی بھولے اقارب کو سربسر — غزووں میں کسکے ساتھ پہنچکر کٹائے سر
خوں اپنی خواہشوں کا ہر عنوان کردیا
دنیا کو کس کے دین پہ قربان کردیا

اتنا ہی کہنے پائے تھے شاہنشہ انام — انصار تاب لا نہ سکے سنکے یہ کلام
کی التماس رو کے! رسول فلک مقام — بس کیجئے بہت ہوئے شرمندہ ہم غلام
ہم پا گئے جو آپ کو سب کچھ ملا ہمیں
دولت کا کوئی بھی نہیں شکوہ گلا ہمیں

بولے یہ سنکے خسرو دیں شاہ بحر و بر — نو مسلمونپہ کی ہے نوازش جو اس قدر
یہ مٹ گئے تھے میری عداوت میں سربسر — اب جبکہ دین حق سے ہوئے ہیں یہ بہرہ ور
یہ مال انکی سختیِ دل کو کریگا دور
سختی کی جا بھریگا اب ایماں کا اسمیں نور

تم سب پہ مجھکو پورا بھروسہ ہے اور یقیں — انوار دیں تو تمیں تمھارے ہیں جاگزیں
فضل خدا سے دل سے ہو تم سب فدائے دیں — حاجت تمھاری قلب کی تالیف کی نہیں
دولت ہے دار فانی کی ناپائدار چیز
دنیا جسے عزیز ہے رکھتا ہے وہ عزیز

نو مسلمین جائینگے جسدم سوئے مکاں — ہونگے رفیق انکے سفر کے مویشیاں
برعکس اسکے ہوگے مدینے جو تم رواں — ہوگا رفیق راہ تمھارا میں اسزماں
اسوقت ہوگا نفع انھیں یا تمھیں حصول
بہتر وہ جانور ہیں کہ اللہ کا رسول

سب لوگ گامزن ہوں اگر ایک راہ پر اور تم سب اختیار کرو جادۂ دگر
ہم اتفاق رائے کریں تم سے سربسر چاہے امید نفع ہو یا خطرۂ ضرر
رکھا ہے تم سبھوں نے مصیبت میں ہم پہ ہاتھ
ہو گی حیات موت ہماری تمھارے ساتھ

غزوۂ طائف

بھاگے حنین سے جو عدو با صد انہزام طائف کے قلعہ میں کیا جا کر معاً قیام
پہنچی جو نہیں خبر یہ بگوش شہِ انام جا پہنچے نزد قلعہ رسولِ فلک مقام
دیکھا جو ملحدین نے آپہنچے آنجناب
برسائے تیر قلعہ سے بےحد و بےحساب
مجروح یوں ہوئے جو کئی اک مجاہدین ہٹ کر محاصرا سے ہوئے شاہ مرسلین
اب زد سے فاصلے پہ کھڑے تھے سب اہل دیں تیر انپہ اب چلا نہیں سکتے تھے ملحدین
اعدا کی اس خموشی پہ شہ نے جو کی نظر
بولے مجاہدین سے یوں سید البشر
قلعے سے باہر آکے لڑینگے نہ یہ لعیں چھایا ہے دل پہ دبدبہ و رعب مسلمیں
پس اب نہیں ضرور کہ فوج مجاہدیں حاضر رہے حصار کی نیت سے سب یہیں
جو منچلے جوان ہیں ہر روز صبحگاہ
جا کر کریں جوار کے بتخانوں کو تباہ
پاکر یہ حکم سرور و سلطان دو جہاں جاتے تھے بہر بت شکنی روز کچھ جواں
چالیس دن حصار میں گذری جو نہیں وہاں بےنام و بےنشاں ہوئے بتخانہ و بتاں
دل سے صنم پرستوں کے وقر صنم گیا
سب اعتقاد سابقہ سوئے عدم گیا

چالیس دن حصار میں جب ہو گئے تمام
اصحاب سے حضور نے فرمایا یوں کلام
کافی میانِ قلعہ رسد کا ہے انتظام
ممکن ہے تا بعرصہ رہے خیل بد نظام
پس کیا صلاح دیتے ہو سب مجھکو اس زماں
قائم رکھوں محاصرہ یا گھر کو ہوں رواں

شورہ طلب ہوئے جو شہنشاہ بحر و بر
سب نے کہا مکان کو اب چلیے جلد تر
دو ماہ سولہ یوم سے چھوٹے ہوئے تھے گھر
فوراً ہوئے مکان کے عازم شہ بشر
پہنچے جو نہیں مدینۂ عالی میں آنجناب
سب کو سرورِ فتح ہوا بے حد و حساب

قلعہ طائف کا خود بخود فتح ہو جانا عوف و خاندان ہوازن کا ایمان لانا

پہنچے مدینے میں جو شہنشاہ انس و جاں
کچھ روز بعد از کرم رب دو جہاں
طائف کا قلعہ ہو گیا خود فتح بیگماں
عوف اور جسقدر تھا ہوازن کا خانداں
سب لوگ آپ آ کے ہوئے دیں سے بہرہ ور
اللہ رے جذب ملت سلطان بحر و بر

بنی ثقیف کا قبول اسلام

طائف کی سمت عوف جو ہونے لگے رواں
شہ نے بنایا انکو ہوازن پہ حکمراں
طائف کی سرزمیں پہ جو نہیں پہنچے وہ جواں
جا کر بنی ثقیف سے کی جنگ اسی زماں
کھا کر شکست وہ بھی ہوئے دیں سے بہرہ یاب
خالق نے کامیاب کیا عوف کو شتاب

فتح مکہ و طائف سے راہ ممالک کا کھل جانا

فاتح ہوئے جو مکہ و طائف پہ آنجناب
کھولا فتوح کا شہ عالم پہ حق نے باب
ایران و روم و شام کی رہ کھل گئی شتاب
خائف ہوئے قبائل کفار بے حساب
اس فتح سے صداقت دیں ہو گئی عیاں
ورنہ نہ جاتی کعبے سے آلائش بتاں

سنہ ۹ ہجری
غزوۂ تبوک

سہ ماہ بعد شام سے اک آیا کارواں اسنے کیا شہنشہ عالم سے یہ بیاں
قیصر کی فوج کرتی ہے طیاری اسزماں حملہ کریگی شہر پہ حضرت کے بیگماں
اہل عرب پہ قحط کا اسوقت تھا اثر
فرمایا شہ نے قوم کی عسرت کو دیکھکر
لائے بقدر ہمت و وسعت ہر ایک مال اجر اسکا دے گا اسکو خداوند ذوالجلال
یہ حکم سنکے حضرت بوبکر خوشخصال سب مال لائے نزد رسولِ قمر جمال
پوچھا جو مصطفےٰ نے کہ کیا چھوڑ آئے گھر
بولے خدا رسولؐ کی ذات بزرگ تر
فاروق گھر سے لیکے چلے اپنا نصف مال صدیقؓ پر حصول فضیلت کا تھا خیال
لیکن جناب حضرت صدیقؓ باکمال جود و سخا و فیض میں رکھتے نہ تھے مثال
آئے حضور شاہ میں جب حضرت عمرؓ
حیراں ہوئے سخاوتِ صدیقؓ دیکھکر
عثمانؓ جو تھے صحابہ میں ہر اک سے مالدار سنتے ہی حکم حضرت محبوب کردگار
لے آئے گھر سے نزدِ رسولِ کرم شعار نہ صد شتر صد اسپ و دنانیر یک ہزار
لائے جو پیش شہ یہ عطیہ وہ خوش سیر
فرمایا شہ نے راضی ہو حق تم سے بیشتر
فرزند عوف جو کہ تھے سرتاج تاجراں یہ حکم سنتے ہی گئے وہ بھی سوئے مکاں
موجود جس قدر کہ دراہیم تھے وہاں چالس ہزار انمیں سے لائے اسی زماں
یونہیں ہر اک صحابی ذیجاہ و ذی اثر
لایا بقدر وسعت و توفیق مال و زر

تھے بو عقیل ایک صحابی خوش سیر　　مزدوری کر کے کرتے تھے وہ زندگی بسر
جو نہیں سنا یہ حکم شہنشاہ بحر و بر　　ہنگام شب تھا باندھ لی مزدوری پر کمر
اجرت میں چار سیر جو وہ پا گئے رطب
لے آئے اسکا نصف حضور شہ عرب
بے مائگی پہ انکی جو حضرت نے کی نظر　　اس شاندار جود کا بیحد پڑا اثر
اصحاب سے کہا یہ چھوہارے ہیں جسقدر　　دو برکتہً بکھیر انھیں سارے مال پر
اس قدر دانیِ شہِ دیں پر جو کی نگاہ
امداد کی غریبوں نے بھی حسب دستگاہ
جب بہر جنگ کر چکے ساماں شہِ انام　　تجمیع فوج ہونے لگی آئے خاص و عام
اہل غزا کا ہو گیا کافی جو اژدہام　　شیر خدا سے بولے رسول فلک مقام
ہوگا میان ملک جو میدانِ کارزار
سکان ملک پائینگے ایذائیں بے شمار
پس میرا عزم ہے کہ پہنچکر قریب شام　　قیصر کی فوج سے ہوں مقابل بجوش تام
لازم ہے تمکو میری جگہ پر کرو قیام　　جب تک نہ آؤں دیکھو ہر اک کام انتظام
بولے یہ سنکے شیر خدا شاہ اولیا
کیا عورتوں کا بچوں کا نگران مجھے کیا
بولے یہ سنکے حضرت سلطان مرسلیں　　تھے جسطرح کلیم کے ہارون جانشین
ویسے ہی تم بھی میرے خلیفہ ہو بالیقیں　　میری خلافت انکی خلافت سے کم نہیں
لازم نہیں تمھیں کرو اس امر سے گریز
اس میری جانشینی سے بہتر نہیں ستیز

یہ کہہ کے باندھی کوچ پہ شہ نے معاً کمر — ہمرہ تھا سی ہزار کا لشکر ظفر اثر
پہنچے جو چلتے چلتے مقام تبوک پر — فوجی لحاظ سے تھا غنیمت وہ مستقر

پس شاہ انس و جاں نے وہاں کردیا قیام
حضرت کے رکتے ہی لگے ہونے نصب خیام

قیصر کو جو نہیں آمد شہ کی ہوئی خبر — فوراً ہی بھیجے آدمی چند اپنے معتبر
آنے لگے جو نہیں وہ حضور شہ بشر — قیصر نے انکو حکم دیا جاکے جلد تر

خلق محمدی کا کرو خفیہ امتحاں
بعد اس کے مجھسے آکے کرو اسکا سب بیاں

یہ حکم پاکے پہنچے وہ سب لوگ جب وہاں — خلق محمدی کا لگے کرنے امتحاں
اخلاق اور خصائل شاہنشہ جہاں — ہر پہلو سے سمجھ گئے جس وقت جسمِ جاں

قیصر کے پاس پہنچے وہ متعینانِ کار
ظاہر کئے خصائل محبوب کردگار

قیصر کو سنتے ہی اسی دم ہو گیا خیال — لاریب ہیں یہی وہ نبی قمر جمال
بعثت کا جنکی درج ہے انجیل میں بھی حال — مدحت کناں تھے جنکے مسیح انکو خصال

فتح و ظفر کا کھولے گا فتاح انپہ باب
میں انسے جنگ کرکے نہیں ہونگا کامیاب

جب ہو گئی حقیقت شہ اسپہ آشکار — قیصر نے رعب شہ سے خموشی کی اختیار
اس عرصے میں کہ کرتے تھے شہ اسکا انتظار — خالد سے بولے فوج سے لو چار سو سوار

پھر جاکے حملہ کردو اکیدر کے قلعہ پر
وقت شکار ہوگا مقید وہ بد سیر

حضرت خالد کا قلعۂ اکیدر پر حملہ

یہ حکم پاکے حضرت خالد نکو نشاں　　جا پہنچے اسکے قلعہ کے نیچے اسی زماں
شوق شکار اسکو تھا بیحد و بیکراں　　دیکھی جو نیل گائے تہ قلعہ ناگہاں
شوق اسکا لایا اسکو معاً بر سر زمیں
بھائی بھی آکے بھائی کا اپنے ہوا معیں

ہنگام شب تھا چاندنی پھیلی تھی سر بسر　　دلمیں معاندین کا اصلا نہ تھا خطر
پر سرنوشت کی نہیں رکھتے تھے وہ خبر　　سیف خدا کی پڑ ہی گئی دونوں پر نظر
پس بڑھ کے ایک پر کیا شمشیر کا جو وار
مقتول ہو کے پہنچا وہ فوراً ہی سوئے نار

جب اک کو قتل کر چکے خالد نکو سیر　　فوراً ہی دوسرے کو پکڑ لائے دوڑ کر
خالق نے دونوں پر جو عطا کی انھیں ظفر　　آئے بخدمتِ شہ دیں سید البشر
پہلے وقوعہ جنگ کا شہ سے کیا بیاں
پھر لائے وہ اسیر کو نزد شہ جہاں

پرسانِ اسم جب ہوئے اس سے شہ انام　　کی التماس اسنے اکیدر ہے میرا نام
خنجر سے کام جبکا کر آئے ہیں یہ تمام　　بھائی تھا مجھ غریب کا وہ جرأت التیام
جب حال اس سے پوچھ چکے شاہ مرسلیں
فرمایا اس سے میری رسالت کا کر یقیں

پہلے قبول دیں میں اُسے آیا ننگ عار　　بولا بجبر کیسے کروں دین اختیار
یہ سنکے شاہ دیں جو تھے از بس کرم شعار　　آزادی دیکے بخشی معاً اسکی جان زار
خالی گیا نہ یہ کرم شاہ بحر و بر
وہ بار عایا آکے ہوا دیں سے بہرہ ور

اکیدر کا مسلمان ہونا
قبول اسلام

حبب انتظار فوج میں دو مہ گئے گذر قیصر کی فوج آئی نہ سوئے شہ بشر
بولے مجاہدین سے سلطان بحر و بر کیا عزم ہے رہوگے ابھی یا چلوگے گھر

بولے یہ سنکے حضرت فاروق نیکنام
لازم ہے اب مدینے کو چلئے شہ انام

قیصر پہ رعب چھا گیا ہے آپ کا جناب اب حملہ کر سکے گا نہ وہ خانماں خراب
یہ سنکے آپنے کیا عزم وطن شتاب فوج مجاہدیں ہوئی فوراً ہی ہمرکاب

پہنچے مدینے میں جو شہنشاہ انس و جاں
سب طالبانِ دید ہوئے بسکہ شادماں

آئے ہی تھے مدینے میں سلطان بحر و بر اعرابی نے اک آکے شہ دیں کو دی خبر
آئی ہے انجدار میں قوم اک شہ بشر حملہ کریگی آکے مدینے پہ جلد تر

یہ سنتے ہی جناب نے صدیق سے کہا
تم فوج لیکے جاؤ ابھی دو اسے سزا

سنتے ہی حکم حضرتِ سلطان مرسلیں تھوڑی سی فوج لیکے وہ مامور خوش یقیں
وادی انجدار میں داخل ہوئے جو نہیں نکلے معاً کمیں سے سب اعدائے مسلمیں

آتے ہی فوج پر کیا حملہ بزور و شور
مقتول ہوکے پہنچے کئی شخص تا بگور

یہ حال دیکھتے ہی بہت ہو گئے فرار آئے معاً بخدمت محبوب کردگار
دیکھا مجاہدین کا شہ نے جو حال زار فاروق سے کہا کرو تم عزم کارزار

پہنچے جو یہ سبھو نگا ہوا حال پھر وہی
پھر فتحیاب ہو گئے جتنے تھے وہ شقی

سریۂ ابجر
یا وادی ا

کوشاں رہے اگرچہ بہت حضرت عمر لیکن کسی طرح نہ ہوئی آپ کو ظفر
بھاگ آئے اکثر آدمی سمت شہ بشر کچھ ہی دلیر ٹھہرے رہے جان پہ کھیل کر

یہ دیکھتے ہی عمرو سے بولے شہ جہاں
اب جاؤ انجدار کو تم لیکے کچھ جواں

پاتے ہی حکم حضرت سلطانِ مرسلیں عمرو ے عاص بھی گئے بافوج مسلمیں
اس دفعہ فتحیاب ہوئے پھر وہی لعیں بھاگے شکست کھا کے کئی اک مجاہدیں

سلطان مرسلیں کو جو نہیں پہنچی یہ خبر
بولے علی سے اب چڑھو تم انجدار پر

پاتے ہی حکم حضرت محبوب کردگار بھیجا علی نے ایلچی اک سوئے انجدار
منشا تھا واپس آئیں سب اصحاب جاں نثار ہو جائیں تا کہ مطمئن اعدائے نابکار

پہنچا جو یہ پیام بسمت مجاہدیں
سب لوگ واپس آئے سوئے شاہ مرسلیں

پہنچے جو سب حضور رسول کرم شعار لیکر مجاہدیں کو چلے شیر کردگار
راہ دگر کی آپ نے اس بار اختیار پہنچے عقب سے برسر اعدائے نابکار

جو نہیں پہنچ کے حملہ کیا مشرکین پر
سر بجھ گئے لعینوں کے فوراً زمین پر

تیغ جناب سے ہوئے کشتہ جو سب لعیں منصور ہو کے آئے پلٹ سوئے شاہ دیں
گوش نبی میں فتح کی پہنچی خبر جو نہیں از بسکہ شادماں ہوئے سلطان مرسلیں

دین نبی کے سکے کا ہر سو چلن ہوا
جو پہلے بت پرست تھا اب بت شکن ہوا

نجاشی جو حبش کا تھا شاہ نکو نشاں — اس سال ہی ہوا چمن خلد کو رواں
اس سال ہی عدی بن حاتم بلند شاں — ایمان لایا بر شہ دیں شاہ انس و جاں

اس سال ہی گرائی گئی مسجد ضرار
اس سال ہی فریضۂ حج پا گیا قرار

اس سال ہی جناب ابوبکرؓ خوش سیر — بن کر امیر حاج ہوئے عازم سفر
اس سال ہی علیؓ شہ مرداں دلیر تر — بھیجے گئے برات کو فرمایا مشتہر

بعد اس کے پھر سنایا یہ حکم شہ انام
کعبے میں مشرکیں کا ہوا داخلہ حرام

قلب عرب میں عظمت کعبہ تھی بیشتر — رکھتا تھا اعتقاد یہی دل میں ہر بشر
باطل پرست اسکو نہیں کر سکینگے سر — پر اسکو فتح کر چکے جب شاہ بحر و بر

سمجھا سبھوں نے سچا ہے دیں آنجناب کا
اسلام پر عقیدہ جما شیخ و شاب کا

اب جوق جوق دیں سے ہوئی لوگ بہرہ یاب — اسلام کو ترقی لگی ہونے بے حساب
آنے لگے وفود سبھوں کی سوئے جناب — تا علم دین حق کا کریں آکے اکتساب

آتا تھا جو وفد طرف شاہ مرسلیں
خاطر سے رکھ کے اس کو سکھاتے تھے علم دیں

اس سال یہ ترقی اسلام دیکھ کر — ملعون مسیلمہ جو تھا کذاب سر بسر
کرنے لگا عوام یمامہ میں مشتہر — میں بھی ہوں اپنے وقت کا ہادی و راہبر

جیسے محمدؐ عربی کہتا ہے جہاں
میں ہوں شریک انکا نبوت میں بیگماں

مردار اور شراب کا کرتا ہو نہیں جواز　　　کھائیں پئیں سب انکو بلا فرق و امتیاز
پروا کریں نہ روکیں اگر ہادی حجاز　　　حکم انکا نسخ کردوں بہر طرح ہوں مجاز
گمراہ ہو کے آئے جو کچھ اسکی راہ پر
خط بھیجا اک لعیں نے سوئے شاہ بحر و بر

لکھا تھا میں تمھارا نبوت میں ہوں سہیم　　　پس حصّہ کر کے دیدو مجھے جائداد و نیم
مضمون یہ سنکے بگڑے بہت شاہ کے ندیم　　　چاہا معاً اڑائیں سرِ قاصدِ لئیم
لیکن رکھا اس عزم سے حضرت ذی الحو باز
فرمایا قتل نامہ براں کا نہیں جواز

بعد اسکے اسکو خسرو دیں نے دیا جواب　　　کذاب مفتری ہو تو اے مرد بے حجاب
خلاق جن و انس کرے تجھکو راہ یاب　　　آ- راستی سے مذہب اسلام پر شتاب
چھوڑ اس خیال کو یہ خدا پر ہے افترا
ہرگز نہیں شریک نبوت میں تو مرا

حضرت کے بعد زندہ رہا تھا یہ بد شعار　　　تھا پیرو ڈ نکا لاکھ سے زائد ہی کچھ شمار
بعد آپ کے بعہدِ ابو بکرؓ نامدار　　　وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا تھا یہ نابکار
جھوٹا تھا مدعی نبوت یہ بد کلام
ہو لعنتِ خدائے جہاں اسپہ بالدّوام

اس سال ہی یمن میں جو تھا اسود لعیں　　　کہنے لگا کہ میں بھی پیمبر ہوں بالیقیں
لازم ہو اختیار کریں لوگ میرا دیں　　　میرے سوا نجات دہندہ کوئی نہیں
یہ سنکے اسکے دام میں بھی آئے کچھ بشر
کچھ شہر و نیپر بھی ہو گیا قابض وہ بد سیر

فیروز اک تھے پیرو شاہنشہ انام — بھائی تھے اسکی بیوی کے وہ مردِ نیکنام
ظاہر جو نہیں کی اسنے نبوت بخاص و عام — دونوں نے چاہا قصے کو اسکے کریں تمام
اسواسطے کہ بھائی بہن تھے وہ دیندار
گمراہی کا تھا اسکی انھیں رنج بیشمار

یہ عزم کرکے حضرت فیروز وقتِ شب — پشتِ مکانسے پہنچے لگا کر سعاً نقب
ہونے لگا جو قتل وہ مردودِ بے ادب — غل اسکا سنکے جاگ اُٹھے پاسبان سب
بیوی سے پوچھا کیسی ہے آواز دو خبر
بولیں وہ ہے یہ وحی کی آواز تیز تر

کشتہ ہوا جو نہیں وہ بداعمال بدشعار — حضرت نے دی معاً خبر قتل نابکار
خوش ہوگئے یہ سنتے ہی صحاب جاں نثار — فتنہ یمن کا دب گیا از فضل کردگار
فکر تعیشات میں جانسے بھی دھویا ہاتھ
حسرت کے ماسوا گیا کچھ بھی نہ اسکے ساتھ

خاندان حارث کا قبول اسلام

سال دہم جو ہجرت شہ کا ہوا رواں — خالد سے بولے حضرت شاہنشہ زماں
رہتا ہی جس مقام پہ حارث کا خانداں — تم لیکے جاؤ تھوڑی سی فوجِ مجاہداں
دو پہلے انکو دعوت اسلام تین بار
ایماں اگر نہ لائیں تو جزیہ مآل کار

جزیہ اگر ندیں تو کرو ان سے کارزار — ہوگا معین تمہارا وہ خلاق کردگار
یہ حکم پاتے ہی جو نہیں پہنچے وہ جاں نثار — ایماں سے بہرہ ور ہوئے وہ سب بکو شعار
ایماں جو شہ پہ لا چکا حارث کا خانداں
خوش خوش مدینے آگئے خالد بکو نشاں

نجرانیوں کی طرف دعوت نامۂ اسلام کا جانا اور بعد حجت لیا جزیہ دینا

جب مطمئن ادھر سے ہوئے سید البشر   نجرانیوں کو خط لکھا اک شہ نے زود تر
مفہوم خط تھا ہو معًا ایماں سے بہرہ ور   ورنہ جہیم ٹھہرے گا تم سب کا مستقر

نجرانیوں نے دیکھا جو نہیں نامۂ جناب
چودہ بشر روانہ گئے جانچ کو شتاب

پہنچے جو وہ حضور رسولِ فلک جناب   شاہنشہ رسل نے کیا انسے یوں خطاب
تم سب ہو جلد دولت ایماں سے بہرہ یاب   ورنہ خدا کرے گا تمھیں موردِ عذاب

بحث عبث یہ سنکے لگے کرنے وہ لعیں
لیکن ہوئے جواب شہ دیں سے شرمگیں

پھر پوچھا شہ سے نسبت عیسیٰ ہو کیا خیال   فرمایا وہ رسول تھے اور عبد ذوالجلال
بعد اسکے انکے باپ کی نسبت کیا سوال   بولے پس سوال رسولِ قمر جمال

وہ خلق بے پدر ہوئے از حکم کردگار
قادر ہر امر پہ ہے وہ رب کرم شعار

یہ سنتے ہی اُنھوں نے کی تکذیب آنجناب   بولے شہ ہدا سے وہ بے شرم بے حجاب
ابن خدا نہیں جو مسیح انکو خطاب   تخلیق میں بتائیے انکا کوئی جواب

بولے یہ سنکے انسے شہنشاہ دو جہاں
پاسخ کل اسکا پاؤ گے تم سارے منکراں

روز دوم جو آئے وہ شہ کے مخالفیں   وحی اللہ آئی سوئے شاہ مرسلیں
آدم کی مثل خلقت عیسیٰ ہو! ارشاد ہیں   کہدیجے انسے آپ۔ نہ لائیں جو وہ یقیں

با اہل مجتمع ہوں ہم اور تم اسی زماں
حق سے کریں دعائے تعذیب کاذباں

فوراً ہی فیصلہ کرے گا رب مجید بر — کاذب جو ہوگا پا نہ سکے گا کہیں مفر
بولے یہ سنکے شہ سے وہ بدبخت بدسیر — کل گفتگو کرینگے ہم آکر اس امر پر

یہ وعدہ کرکے پہنچے جو گھر پہ وہ منکراں
عاقب رئیس انکا لگا کہنے اسزماں

پیغمبر خدا ہیں بلاشک یہ خوش سیر — انسے مباہلہ کبھی کرنا نہ بھول کر
ورنہ بجائے نفع اٹھاؤ گے سب ضرر — اگلونکی امثلہ ہیں کتابوں میں بیشتر

سمجھایا اسنے لاکھ پر آیا نہ کوئی باز
روز دوم گئے سوئے شاہنشہ حجاز

پہنچے جونہیں وہ لوگ سوئے سید زمن — گھر سے حضور بھی چلے باجمیع پنجتن
انمیں سے ہر بزرگ تھا مقبول ذوالمنن — مرعوب دیکھتے ہی ہوئے سارے مرد و زن

بوالحارث علقمہ کا جو تھا باخبر پسر
یوں بولا اپنی قوم سے اے قوم بے خبر

یہ سب بزرگ لائے ہیں تشریف جو یہاں — انمیں سے ایک ایک ہے ایسا بلند شاں
ٹل جائے کوہ کوئی ہلادے اگر زباں — کرنا مباہلہ نہ تم ان سے کسی زماں

ورنہ تباہ ہوگے مری بات رکھنا یاد
جھٹلا کے انکو جاؤگے دنیا سے نامراد

یہ سنکے ایک شخص ہوا دیں سے بہرہ ور — باقی سبھوں نے جزیہ دہی پر کسی کمر
حضرت ہوئے جو عزم سے ان سب کے باخبر — بھیجا ابو عبیدہ جراحؓ کو ادھر

بنکر امیں ہوئے سوئے نجرانیاں رواں
لیتے تھے جزیہ درصلۂ حفظ مال و جاں

وفود کی کثرت آمد

طے کر چکے یہ قصہ جو شاہنشہ بشر — آنے لگے وفود سوئے شاہ بحر و بر
جب کثرت وفود پہ لوگوں نے کی نظر — سنۃ الوفود ہوگیا وہ سال مشتہر

اب کامیابیوں کا لگا ہونے فتح باب
دیں سے ہوئے قبائل بیرں بھی بہرہ یاب

حج الوداع

فارغ ہوئے وفود سے جب شاہ بحر و بر — حج الوداع کی عزم سے ہر اک کو دی خبر
جب عزم آپکا ہوا ہر سمت مشتہر — لوگ آئے جوق جوق سوئے سید البشر

مجمع ہوا مدینے میں اس درجہ اس زماں
جائے قیام ہوگئی نایاب بے گماں

ارکان حج سکھا چکے سبکو جو نہیں جناب — پچیسویں کو چل دئے ذیقعدہ کی شتاب
اسوقت مسلمیں تھے ہمراہ بے حساب — ازواج بھی تھیں سید ذیشاں کی ہمرکاب

اس شان سے جو پہنچے وہاں شاہ ذیوقار
ابلیس غم سے دھننے لگا سر تشبکل مار

فارغ ہوئے طواف سے جب شاہ دو جہاں — سعی صفا و مروہ کو پہنچے اسی زماں
کرنے لگے جو سعی شہنشاہ انس و جاں — تکبیر کی صداؤں سے گونج اٹھا آسماں

توحید حق کا کلمہ جو آیا زبان پر
نازاں زمین ہونے لگی آسمان پر

یوم سعید حج کو شہنشاہ بحر و بر — عرفات کو گئے پڑھا خطبہ فصیح تر
فارغ ہوئے جو خطبے سے آں سید البشر — تکمیل دیں کی خالق اکبر نے دی خبر

صدیق کے سوا ہوئی ہر ایک کو خوشی
سمجھا نہیں کوئی خبر رحلت نبی

حج الوداع میں شہ نے جو خطبہ کیا بیاں لازم ہے مسلمیں پڑھیں اسکو بدل بجاں
معدن ہے پند و وعظ کا بے شبہ بیگماں فرمارہے ہیں حضرت شاہنشہ زماں

جسطرح اس مہینے کا ہے فرض احترام
خون و وقار و مال یونہیں سب کا ہے حرام

جانا ہے تم کو پیش خداوند دوجہاں سر کاٹنا نہ بھائیوں کے مثل گمرہاں
رسمیں جو دورِ جہل میں رائج تھیں سب یہاں انکو کچل رہا ہوں میں قدموں سے اسزماں

خونِ ربیعہ کا نہ میں اب لونگا انتقام
تم سب بھی اسطرح کی نکالو خیال خام

عباسِ مطلب کا جو تھا سود لوگوں پر بارگراں سے جسکی ہیں خم اکثروں کے سر
رشتے میں ہیں وہ میرے عزیز قریب تر پس عفو کر رہا ہوں میں وہ سود سر بسر

لازم ہے تم بھی میرے قدم پر رکھو قدم
ایسی رقوم چھوڑ دو فوراً ہی یک قلم

عورات جن کو تم نے بنایا ہے بیویاں انپر تمھارا حق ہو بس اتنا ہی بیگماں
بستر پہ آنے دیں نہ تمھارے کسی زماں اُس آدمی کو جسکا ہو آنا تمھیں گراں

ایسا کریں نہ وہ تو انھیں دو تم اتنی مار
تکلیف دہ نہ ان کے لئے ہو مآل کار

ازواج کے حقوق یہ ہیں تم یہ خاص کر پہناؤ اور کھلاؤ انھیں اچھے طور پر
انکے علاوہ اور لوازم ہیں جسقدر وہ سب فراغتوں پہ تمھاری ہیں منحصر

گر شرع کے خلاف نہ ہوں تم کرو بہم
ورنہ اجازت انکی نہیں دیتے تمکو ہم

وہ چیز تم میں چھوڑ کے ہوتا ہوں میں رواں   بدیوں سے جو بچائیگی تم کو بہر زماں
مضبوط اسکو پکڑو گے گر تم بدل بجاں   گمراہ ہونے دیگی نہ تم کو وہ دوستاں

وہ چیز کیا کلام خدائے مجید ہے
جو واسطے تمھارے امام سعید ہے

آئیگا میرے بعد نہ کوئی نبی یہاں   پیدا نہ ہوگی کوئی بھی امت نئی یہاں
بس سارے پیر اور جوان وصبی یہاں   خالق کی پنجگانہ کریں بندگی یہاں

حج وزکوٰۃ وصوم بجا لائیں شوق سے
حکم امیر قوم بجا لائیں شوق سے

پوچھے گا تم سے حشر میں جب رب دوجہاں   تم میرے بارے میں کروگے اس سے کیا بیاں
ظاہر تو کردو اسکو مرے رہ بر و یہاں   حجت ہو تا وہ پیش خداوند انس وجاں

بولا یہ بات سنتے ہی اسوقت ہر بشر
احکام حق سے ہمکو کیا شہ نے باخبر

حق ہے نبوت اور رسالت کا جسقدر   وہ آپنے کیا ہے ادا آکے سربسر
دی ہے ہر ایک۔کھوٹے کھرے کی ہمیں خبر   ظاہر کیا ہے ہمپہ ہر اک خیر اور شر

داور سے ہم کہیں گے یہی اے شہ جہاں
اسکے سوا نہ ہوگا ہمارا کوئی بیاں

سنتے ہی یہ شہادتِ امت شہ جہاں   بولے خدائے پاک سے اے رب انس وجاں
رہنا گواہ۔کرتے ہیں یہ لوگ کیا بیاں   تبلیغ دیں کو سب ہیں مُقر مجھ سے اس زماں

حجت سمجھنا حشر کے دن ان کا یہ کلام
جو کام مجھپہ فرض تھا میں کر چکا تمام

بعد اسکے حاضرین سے بولے شہ بشر　لازم ہے ان اُمور کی انکو بھی دو خبر
موجود جو بشر کہ نہیں اس مقام پر　ہوں بعض حاضرین سے بھی شاید وہ ذی اثر
خود بھی عمل کریں کریں اور وں سے بھی بیاں
تبلیغ کا یہ سلسلہ رکھیں یونہیں رواں

فارغ ہوئے جو حج سے شہنشاہ دو جہاں　رجعت کا عزم کردیا فوراً اسی زماں
آئے پلٹ مدینے کو محبوب انس و جاں　رہتے تھے محو رشد و ہدایت میں بیگماں
یاکرتے تھے دعاؤں سے ان مسلمیں کو یاد
آئے تھے کام جنگ احد میں جو خوش نہاد

سنہ ۱۱ ہجری وفات فخر کائنات

اُتری تھی شہ پہ آیۂ تکمیل دیں جو نہیں　آگاہ ہوگئے تھے ابو بکرؓ دوربیں
اب ہے قریب رحلت سلطان مرسلیں　دنیا میں کام آپ کا باقی رہا نہیں
بعد اسکے نصر کا جو ہوا آپ پر نزول
بالکل سمجھ گئے کہ ہے قریں رحلت رسُول

کہتا ہے اسمیں آپ سے خلاق عالمیں　نازل ہوئی جو میری مدد تم پہ بالیقیں
اور فوج فوج آنیلگے لوگ سوئے دیں　پس اب تمھیں بھی چاہیے ای شاہ مرسلیں
حمد و ثنا و توبہ کے شاغل رہو مدام
رکھو ہماری یاد سے ہر ایک لحظہ کام

اکبار خطبے میں تھے شہنشاہ بحر و بر　فرمایا مسلمیں سے کہ رب بزرگتر
کرتا ہے ایک شخص کو مختار اس امر پر　دنیا کو لے کہ عقبیٰ کو بے خوف بے خطر
اس شخص نے کیا مگر عقبیٰ کو اختیار
تا ہو حصول قربت رب بزرگ و بار

روئے یہ بات سنتے ہی صدیق یار غار — کی عرض آپ پر ہوں مرے باپ ماں نثار
حیران ہوئے یہ دیکھ کی اصحاب باوقار — بولے فضول روتے ہیں صدیق زار زار
کہتے ہیں شاہ دیں نہیں معلوم کسکا حال
انکو ہے کیا ضرور کریں رنج یا ملال

اصحاب ختم کر چکے یہ گفتگو جو نہیں — بوبکر سے یہ بولے شہنشاہ مرسلیں
توفیق صبر دے تمھیں خلاق عالمیں — تم میرے اس سخن سے نہ زنہار ہو حزیں
بعد اسکے یوں صحابہ سے بولے شہ بشر
احسان انکا مجھپہ ہے تم سب سے بیشتر

مجھ پر یہ خرچ کرتے رہے بیدریغ مال — جب جان کا بھی ڈر تھا رہے تھے شریک حال
میرے خلیل ہوتے تو ہوتے یہ خوشخصال — لیکن مرا خلیل ہے وہ رب ذوالجلال
یہ میرے دینی بھائی ہیں اور یار جاں نثار
مسجد میں رکھیں باب مکاں بس یہ باوقار

فرما رہی ہیں عائشہؓ صادق البیاں — اک روز آئیں فاطمہ زہرا مرے یہاں
حضرت نے کانمیں کہا انسے کچھ اسزماں — اسپر بہت ہی روئیں وہ با چشم خونچکاں
بعد اسکے پھر جو کانمیں کچھ بولے شاہ دیں
اس گفتگو کو سنتے ہی فوراً وہ ہنس پڑیں

سرگوشیوں کا پوچھا جو پھر میں نے ان سے حال — بولیں وہ اسمیں راز ہے اک ام خوشخصال
افشا کی جسکے مجھکو نہیں مطلقاً مجال — ناراض ہونگے سنتے ہی محبوب ذوالجلال
یہ سنتے ہی سکوت کیا میں نے اختیار
حالانکہ دل تھا اسکے لئے میرا بیقرار

دنیا سے کوچ کر گئے جب شاہ انس و جاں — پھر میں نے اسکو پوچھا تو بولیں وہ اسرِ نہاں
اب سکے کہنے میں نہیں کچھ حرج اور زیاں — بولے تھے مجھ سے پہلی شہنشاہ دو جہاں

جبریل یوں تو کرتے تھے قرآں کا ایک دور
دو دور اس صیام میں آکر گئے بغور

اس سے نکل رہا ہے مری جان یہ مآل — اب آگیا ہے سر یہ مرا وقتِ انتقال
پس چاہیئے کہ دل سے کرو خوف ذوالجلال — صبر و سکون و ضبط کا رکھو سدا خیال

جو چاہتا تھا تم کو سوا اپنی جان سے
جاتا ہے وہ بزرگ تمہارا جہان سے

یہ بات سنکے روئی تھی اسوقت میں مگر — جب بولے میرے کانمیں شاہنشہ بشر
تم میرے اہل بیت میں ہر اک سے پیشتر — مجھ سے ملوگی از کرم رب بحر و بر

یعنی ہر اک سے پہلے کروگی تم انتقال
یہ بات سنکے میں ہوئی ازبسکہ شاد حال

یہ گفتۂ شہنشہ دیں سید البشر — پورا ہوا بحکم خداوند بحر و بر
یعنی پسِ وفات رسول نکو سیر — چھ ماہ بعد ہی کیا موصوفہ نے سفر

حسنین کی صغیری کا آیا نہ کچھ خیال
جا کر ملیں پدر سے وہ بی بی نکو خصال

پیش آیا شاہ کو جو اخیری مہِ صیام — مسجد میں اعتکاف کی خاطر کیا قیام
دسویں ہی سے جو پہنچے وہاں سیدا نام — بی فاطمہ نے پوچھا ابوے فلک مقام

اسبار معتکف رہیں گے بیس دن جناب
فرمایا موت آنے ہی والی ہے اب شتاب

یوں کر رہی ہیں حضرت بی عائشہ بیاں — بیمار ہونے والے تھے جب شاہِ دو جہاں
اکثر وہ مجھ سے کہنے لگے وہ نکو نشاں — خیبر میں جو دیا گیا تھا زہر اس زماں

بڑھتا رہا تھا اسکا اثر مجھ میں بالدوام
اب کٹ گئی ہے اس سے رگِ جاں مری تمام

اُس زہر کا پھر آپ میں اتنا بڑھا اثر — بیمار اس سے ہو گئے سلطانِ بحر و بر
میمونہؓ کے مکان میں تھے اک دن شہِ بشر — ناگاہ تپ چڑھ آئی لگا ہونے دردِ سر

شدت ہوئی جو دونوں کی بے حد و بے شمار
کی بڑھ کے صورت مرض الموت اختیار

سنتے ہی شدتِ مرضِ شاہِ بحر و بر — پہنچیں مزاج پرسی کو ازواج خوش سیر
موجود سب کو دیکھ کے بولے شہ بشر — کل کس کا گھر بنے گا محمدؐ کا مستقر

یہ سنتے ہی ہر ایک نے شہ سے کیا خطاب
ٹھہریں مکانِ عائشہ پر تا شفا جناب

یہ اذن عام پاتے ہی فوراً شہِ جہاں — امداد اہل بیت سے پہنچے معاً وہاں
جب پانچ روز رہ گئے رحلت کو اس زماں — کہنے لگے صحابہ سے سلطانِ انس و جاں

گذری ہے تم سے پیشتر اک قوم بد سیر
کرتی تھی جو کہ سجدہ نبیوں کی قبر پر

پس تم مری لحد کو بنانا نہ سجدہ گاہ — یہ شرک ہے کہ جو ہے بہت ہی بڑا گناہ
پہلے سے تم سبھوں کو میں کرتا ہوں انتباہ — کرنا نہ ایسے فعل سے تم اپنا رو سیاہ

شایانِ سجدہ ذاتِ خدائے انام ہے
بندہ کرے جو بندے کو سجدہ حرام ہے

بعد اسکے ایکروز پھر آئے شہ بشر　　مسجد میں آکے وعظ کیا سب کو پیشتر
پھر بولے مسلمیں سے وہ شاہ نکو سیر　　تم لوگو نمیں سے قرض ہو کچھ جسکا میرے سر
فوراً خدا کے واسطے مجھ سے کرے وصول
تا حشر میں نہ ہو مجھے شرمندگی حصول

بولے یہ سنکے ایک صحابی خوش سیر　　ہیں قرض میرے تین درم آنجناب پر
اکدن فقیر کو دلے تھے مجھ سے مانگ کر　　یہ سنتے ہی ادا کیا وہ قرض زود تر
پھر حسب التماس ہر اک گوشہ جہاں
دیکر دعائے خیر مکاں کو ہوئے رواں

جب حد سے بڑھ گیا مرض سید انام　　مسجد کو جا سکے نہ رسُول فلک مقام
بولے بلال سے کہو بوبکر ہوں امام　　یہ سنکے عائشہ نے کیا شہ سے یوں کلام
میرے پدر ہیں نرم دل اے سید زماں
محراب خالی دیکھ کے روئینگے بیگماں

بولے یہ سنکے خسرو دیں سید انام　　انکے سوا نہیں ہے کسی شخص کا یہ کام
یہ سنکے عائشہ نے کیا حفصہ سے کلام　　تم اپنے باپ کیلئے پوچھو وہ ہوں امام
یہ سنکے حرفِ زن ہوئے یوں شاہ بحر و بر
بوبکر ہوں تو حق نہیں رکھتا کوئی بشر

پا کر یہ حکم جو نہیں پڑھے وہ پئے نماز　　آیا انھیں معاً ہی خیالِ شہ حجاز
دل بھی اُٹھا نہیں ہوں ہیں اب یہ ضبط کا مجاز　　بے اختیار رو دئیے آخر وہ پاکباز
رونے پہ انکے روئے سب اصحاب جاں نثار
ابر مطیر بن گئیں چشمانِ اشکبار

مسجد میں گرم جب ہوا ہنگامہ بکا ۔ بی فاطمہ سے کہنے لگے شاہ دوسرا
مسجد میں کیسا شور ہے اسدم مچا ہوا ۔ جان پدر بتاؤ وہاں ہو رہا ہی کیا

بولیں یہ سنکے فاطمہ زہرا نکو شعار
روتے ہیں ہجر حضرت والا سے جاں نثار

یہ سنکے تاب لا نہ سکے سید انام ۔ پہنچے نماز کو پئے تسکین خاص و عام
پڑھکر نماز۔ یوں کیا اصحاب سے کلام ۔ اب آرہا ہے سر پہ مرا وقت اختتام

حافظ تمھارا ہوگا خدا ذند بحر و بر
کرتا ہوں تم سبھونکو سپرد اسکے سر بسر

بخشندۂ اماں ہو وہی پاسباں وہی ۔ ناصر وہی معین وہی مہربان وہی
ہوگا خلیفہ بعد ہمارے یہاں وہی ۔ پس تمکو چاہیئے کروائے دوستاں وہی

جس سے نہ آئے طاعت تقوی میں کچھ خلل
راضی تمھارے کاموں سے ہو رب عز و جل

دینا زمام صبر نہ ہاتھوں سے تم کبھی ۔ امت میں اُنکا نہیں رہتا کوئی نبی
امت کے آگے موت نبی کو جو آگئی ۔ سمجھو کہ خوش نصیب وہ امت ہو واقعی

رہتا ہے زندہ امت مغضوب کا رسُول
تا دیکھ لے تباہی امت وہ دل ملول

تسکین دیکے یوں شہ دیں سید البشر ۔ مسجد سے پہنچے عائشہ صادقہ کے گھر
اب ضعف شاہ پہنچا تھا حد کمال پر ۔ مسجد تک آنہ سکتے تھے شاہنشہ بشر

اب ہو رہے تھے امام ابو بکر رض پاکباز
پڑھتا تھا پیچھے آپکے ہر اک بشر نماز

اس حال میں کہ تپ سے تھا اُٹھنا بھی ناگوار　　دو دفعہ مسجد آئے ہیں محبوب کردگار
منظور تھی تسلی اصحاب بے قرار　　ورنہ نہ آتے آپ اس عالم میں زینہار

پہلے جو آئے تو ہوئے خود بیٹھ کر امام
پھر آئے تو پڑھی پس بوبکر نیک نام

پہنچی تھی چونکہ گوش شہ دیں میں یہ خبر　　انصار کو ہے یاس بہر حال سر بسر
بولے مہاجرین سے پس سید البشر　　رکھنا ہمیشہ انپہ عنایات کی نظر

ہم تم سبھو نپہ انکے ہیں احسان بیکراں
دلجوئی انکی کرنا بہر طور ہر زماں

صبح دوشنبہ کو ہوا جسروز انتقال　　باب مکانپہ آکے جماعت کا دیکھا حال
موجود آئے جب نظر اصحاب خوشخصال　　شاداں ہوئے بہت ہی رسول قمر جمال

بوبکر نے جو دیکھا کہ آتے ہیں آنجناب
چاہا تھا ہٹنا روکا پہ شہ نے انہیں شتاب

بعد اسکے پھر حضور کا آنا نہیں ہوا　　بنتے رہے امام ابوبکر باصفا
عباسؓ کے پسر[5] کی روایت سے ہے کھلا　　حضرت نے کی ہے دو ہی صحابہ کی اقتدا

اک ہیں رفیق غار ابوبکر باوقار
اور دوسرے ہیں عوف کی فرزند[5] نامدار

جب تندرست تھے شہ دیں سید انام　　بولے تھے یوں اسامہ سے! اے مرد نیک نام
تو لیکے فوج جلد ہو راہی بسمت شام　　جا کر وہانپہ باپ کے خوں کا لے انتقام

طیاری کرکے جب ہوئے وہ عازم جہاد
بیمار ہو گئے شہ دیں سید العباد

[5] حضرت عبداللہ

[5] حضرت عبدالرحمٰن

حالت یہ پیش آتے ہی بوبکر خوش سیر ٹھہرے باذنِ حضرت شاہنشہ بشر
باقی مجاہدین کی تھی حکم پر نظر حاصل ہوا جو شہ کو افاقہ کسی قدر
ہفتے کو سب پہنچ گئے سوئے خیام گاہ
اتوار کا ارادہ تھا جائیں بحکم شاہ

لیکن علالتِ شہ دیں شاہ انس و جاں اتوار آتے ہی بڑھی بیحد و بیکراں
یہ سنتے ہی جناب اسامہ اسی زماں آئے خیامگاہ سے با فوج غازیاں
دیکھا تو حالت شہ عالم تھی پُرخطر
پس رک گئے حضور کا یہ حال دیکھکر

یوں کر رہی ہیں حضرت بی عائشہ بیاں آئی جو نزد رحلت سلطانِ دوجہاں
فرمایا مجھ سے آپ نے اسطرح اس زماں بلواؤ اپنے اخ و پدر کو ذرا یہاں
تا عہد لکھوں انکی خلافت کے واسطے
کافی ہو جو کہ میری نیابت کے واسطے

بعد اسکے پھر یہ بولے وہ شاہ نکو سیر بیکار اسکا لکھنا سمجھتا ہوں سر بسر
ہرگز نہ چاہے گا یہ خداوند بحر و بر میرا خلیفہ انکے سوا ہو کوئی بشر
موجود ہیں بفضل خدا جتنے مسلمیں
وہ سب انھیں کو میرا بنائینگے جانشیں

حضرت عبداللہ فرما رہے ہیں حضرت عباس کے پسر یوم الخمیس کو لگے کہنے شہ بشر
لاؤ دوات و خامہ قرطاس زود تر تا لکھدوں وصیت جس سے نہ لغزش کا پھر ہو ڈر
اسدم گلا پڑا تھا مرض کا تھا اشتداد
سمجھے نہ سب کہ کہتے ہیں کیا سید العباد

پس پڑ گیا صحابہ میں اک سخت تفرقا ۔ لانے کو کہہ رہے تھے کچھ اصحاب باصفا
کچھ روکتے تھے لوگوں کو اسوقت برملا ۔ ایذا نصیب تا نہوں شاہنشہ ہدا

کچھ لوگ بولے شہ کو ہے ایذائے بیحساب
تکلیف دو نہ کافی ہے اللہ کی کتاب

واقع ہوا جو تفرقہ آپسمیں اسقدر ۔ بحث و مباحثہ سے لگا ہونے شور شر
پہنچے دوبارہ پوچھنے کو جو نہیں کچھ لبشہ ۔ گھبرا گئے تھے حضرت سلطان بحر و بر

فرمایا میرے پاس سے اُٹھ جاؤ سب شتاب
اس شور غل سے ہوتی ہے تکلیف بیحساب

بعد اسکے مسلمین سے بولے شہ جہاں ۔ انعام اور صلہ دو وفود آئیں جب یہاں
آئندہ رہنے پائیں عرب میں نہ مشرکاں ۔ بھیجو اسامہ کو پس ساماں اسی زماں

یہ تین باتیں تھیں جنھیں لکھواتے آنجناب
آخر زبانی ہی کیا اصحاب سے خطاب

کہتے ہیں اسکو قصۂ قرطاس امامیاں ۔ فاروق پر وہ کرتے ہیں یوں نکتہ چینیاں
بہر خلافت آپ کو لکھنا تھا اسنر ماں ۔ لیکن عمر مخل ہوئے بے شبہ بیگماں

ان لوگوں کا خیال یہ بالکل خام ہے
ایسی ہی بدگمانی سراسر حرام ہے

مانا یہ لکھنے پائے نہ شاہنشہ امم ۔ ساماں کیا کسی نے نہ تحریر کا بہم
لیکن گر اسکو چاہتے آں منبع کرم ۔ باپے میرا سکے کہتے زبانی ہی بیش و کم

حق گو وہ بانہ سکتے تھے شاہنشہ جہاں
فاروق کیا تھے روکتے گر سارے انس و جاں

لکھتے اگر برائے خلافت شہِ انام لکھدیتے پہلے ہی پئے صدیقِ نیکنام
پر کرچکے تھے اسکو محول بخاص و عام کیوں کرتے اسکے لکھنے کا اس وقت اہتمام

ایسا خیال کرنا سراسر ہے افترا
فاروق کی یہ شان کو سمجھے نہیں ذرا

دیں کیلئے پدر کا کیا جسنے سر جُدا جاری کی حدِ شرع پسر پر بھی برملا
کپڑے پھٹے پُرانے پہنتا تھا جو سدا کھاتا تھا رُکھی سوکھی امارت میں جو غذا

دنیا کو جسنے دین کی خاطر کیا حرام
اسکے لئے یہ کہنا سراسر ہے اتہام

آئی جو نزدِ رحلتِ شاہنشہ بشر راہِ خدا میں دیدیا ساماں تھا جسقدر
جب ماسوائے اسلحہ آیا نہ کچھ نظر تقسیم مسلمیں پہ ہوئے وہ بھی سر بسر

جسکی سحر کو زیست سے حاصل ہوا فراغ
اس شب کو تیل بھی نہ تھا گھر میں پئے چراغ

ہنگام نزع شاہ جو آیا قریب تر پیک آیا مرگ کا سوئے شاہنشہ بشر
بولا جناب والا سے اے شاہ خوش سیر بعد سلام کہتا ہے خلاقِ بحر و بر

موت و حیات دونوں پہ دیتا ہوں اختیار
بہتر ہو جو پسند کریں آں نکو شعار

بولے یہ سنکے حضرت شاہنشہ انام آنے دو جبرئیل کو اے پیک نیکنام
فرما چکے جو نہیں یہ رسولؐ فلک مقام روح الامیں نے آکے کیا شہ سے یوں کلام

آراستہ ہے جنت فردوس بہر شاہ
یہ مژدہ لایا ہوں میں فرستادہ الٰہ

بولے یہ سنکے سید دیں شاہ بحر و بر اسکے علاوہ اور سناؤ کوئی خبر
بولے یہ سنکے روح الامیں اے سید البشر جنت حرام ہے امم و مرسلین پہ
امت کو لیکے جائیں نہ جب تک کہ آنجناب
ہرگز نہیں کھلے گا کسی پر بھی اسکا باب

یہ سنکے حرفزن ہوئے یوں شاہ انس جاں خوشخبری کوئی اور مجھے دو تم اسزماں
فرمایا کوثر آپ کو خلاق دو جہاں اپنے کرم سے دیتا ہے ہوں آپ شادماں
یہ سنکے بولے حضرت شاہنشہ بشر
جبریل کوئی اور سناؤ مجھے خبر

یہ سنکے بولے حضرت جبریل نیکنام مشتاق روح شاہ ہے خلاق ذوالکرام
یہ سنکے بولے حضرت شاہنشہ انام ان باتوں سے مجھے نہیں ہوگا سرور تام
امت کے واسطے ہے مرا قلب بیقرار
اسکے لئے ہی کیا کرم رب کردگار

یہ سنتے ہی خدا کی طرف سے ہوا خطاب مژدہ سنا حبیب کو میرے تو یہ شتاب
اک سال قبل مرگ سے تائب ہو جو جناب مغفور ہوگا ہوگا نہ اس پر کوئی عذاب
یہ سنکے بولے آپ یہ مدت ہے بیشتر
کب موت آئیگی مجھے کس کو ہے یہ خبر

یہ سنکے حکم آیا جو چھ ماہ پیشتر توبہ کریگا ہوگا وہ بخشش سے بہرہ ور
بولے یہ سنکے حضرت شاہنشہ بشر مرنے کی اتنے پہلے بھی ہوتی نہیں خبر
یہ بھی بہت مدید زمانہ ہے اے اخی
ہشیار اتنے پہلے بھی ہوگا نہ آدمی

یہ سنکے حکم آیا جو اک روز پیشتر تائب ہو وہ بھی ہو گا جہنم سے بیخطر
بولے یہ سنکے سید دیں شاہ بحر و بر رہتا ہی اتنے پہلے بھی انسان بے خبر

ممکن ہے قبل توبہ ہی کرجائے انتقال
اک روز قبل۔ مرگ کا آئے نہ کچھ خیال

یہ سنکے حکم آیا جو ہنگام مرگ بھی توبہ کرے گا ہو گا جہنم سے وہ بری
یہ سنکے شاد ہو گئے سلطان البطحی فرمایا نکلی اب مرے دل سے وہ بیکلی

رہتا تھا جسکی وجہ سے ہر لحظہ بیقرار
جسکا خیال رکھتا تھا ہر وقت سوگوار

بعد اسکے جبرئیل سے بولے شہ جہاں اے بھائی میرے بعد بھی آؤ گے تم یہاں
بولے یہ سنکے حضرت جبریل اسزماں دس بار بعد آپ کے آؤں گا بیگماں

شاہوں سے عدل لینے میں آؤنگا پیشتر [۱]
بعد اسکے میں دعاؤں سے لیجاؤں گا اثر [۲]

پھر اسکے بعد آؤنگا جسوقت میں یہاں لیجاؤنگا یتیموں کی الفت شہ جہاں [۳]
بعد اسکے سوئے دہر میں آؤنگا جسزماں لیجاؤنگا میں صابروں سے صبر بیگماں [۴]

بعد اسکے پھر یہاں سے میں لیجاؤنگا حیا [۵]
پھر بھر برکت آؤں گا اے شاہ دوسرا [۶]

پھر آؤنگا جہانمیں پئے حب علم دیں [۷] بعد اسکے بہر جود میں آؤنگا بالیقیں [۸]
بعد اسکے بہر حب خداوند عالمیں [۹] آؤنگا اس جہانمیں اے شاہ مرسلیں

آخر میں لینے آؤنگا قرآنکا عمل [۱۰]
آئینگے پیرے شاہ ہدا ہیں یہی محل

بولے یہ سنکے پیک اجل سے شہ جہاں — امت مری زبسکہ ہے کمزور و ناتواں
سختی جو اسپہ کرنی ہو ہنگام قبض جاں — وہ سب تمام کردو مری جانپہ اسزماں

بولا یہ سنکے شہ سے وہ پیک ذی الاحترام
نرمی سے قبض روح کرونگا میں بالدوام

ہرگز کسی کو ہوگی نہ تکلیف قبض جاں — بے فکر و مطمئن رہیں سلطان انس و جاں
بولے یہ سنکے خسرو دیں شاہ دوجہاں — وعدہ گر اسکا کرتے ہو تم مجھ سے اسزماں

امت کا میرے دل سے ہوا دور سب الم
اب قبض جاں کرو مجھے ہوگا نہ کوئی غم

کرنے لگا جو قبض وہ روح شہ انام — جاری ہوا زبان شہ دیں پہ یہ کلام
پڑھتے رہو نماز بدل سارے خاص و عام — لونڈی غلام پر کرو اکرام بالدوام

اللہ ری شان رحمت سلطان دیں پناہ
اسدم بھی خیر خواہی امت پہ تھی نگاہ

ہرطرح اپنے رحم و کرم کی دکھا کی شاں — بارہ ربیع اولی کو آخر شہ جہاں
روز دوشنبہ چاشت کا تھا وقت جسزماں — دنیا سے چلدئے سوئے گلزار بیخزاں

اسوقت کی جو حالت پُر غم کروں رقم
خود رفتہ سامعین ہوں سنکر وہ حال غم

اصحاب اہل بیت کا گر غم کروں بیاں — خوں روئیں سامعین بھی سن کر وہ داستاں
ششدر تھا کوئی کوئی تھا سکتے میں اسزماں — فرط الم سے کوئی ہوا دشت کو رواں

فاروق بدحواس تھے غم سے کچھ اسقدر
آتا نہ تھا یقین وفات شہ بشر

کہتے تھے جو کہے گا گیا شہ نے انتقال　　خنجر سے سر اڑا دونگا میں اسکا بالمآل
کس کس کہوں میں تاؤں ہر اک غم سے تھا نڈھال　　ہوش و حواس سب کے تھے مائل بہ اختلال

صدیق اور حضرت عباس خوش اساس
ان دونوں صاحباں کی قائم تھی بس حواس

جب ہو گیا تھا شہ کو افاقہ کسی قدر　　بعدِ حصولِ اذنِ شہنشاہ بحر و بر
سنح کو جو ہے مدینے سے واقع قریب تر　　تشریف لیگئے تھے ابو بکر خوش سیر

پہنچی جو نہیں وہاں خبر رحلت حضور
دوڑے معاً مدینے کی جانب وہ ذی شعور

آتے ہی سوئے حجرۂ عالی ہوئے رواں　　چادر اٹھا کے چومی جبین شہ جہاں
بعد اسکے رو کے بولے وہ ای سید زماں　　موت و حیات سب میں ہیں پاک آپ بیگماں

جو موت آنیوالی تھی آئی جناب پر
مرگ دگر نہ بھیجے گا خلاق بحر و بر

یہ کہہ کے باہر آئے جو صدیق خوش سیر　　روکا عمرؓ کو لاتے ہو تم کیا زبان پر
بعد اسکے بولے لوگوں سے وہ صاحب بصر　　ہیں شاہ انس و جاں کے پرستار جو بشر

وہ جان لیں کہ آپنے فرمایا انتقال
جیسے ہوا ہے اور نبیوں کا ارتحال

رب کریم کے ہیں پرستار جو بشر　　دیتا ہوں ان سبھوں کو میں اس امر کی خبر
قیوم و حی اُنکا ہے معبود سر بسر　　قرآں میں کہہ رہا ہے وہ انسے پکار کر

مثل اور انبیا کے محمدؐ بھی ہیں نبی
مثل انکے موت انکو بھی آجائیگی کبھی

دنیا سے یہ کرینگے کسی دن جب انتقال — یا کشتہ ہونگے وقت جدل یہ بکمال
سچ بولو ہوگا اس گھڑی کیا تم سبھوں کا حال — کیا دین کو ہار دوگے پس پشت دو گے ڈال

ایسا کیا تو ہوگا تمھیں لوگوں کو زیاں
مجھکو ضرر نہیں کوئی پہنچے گا اسزماں

خطبہ سنایا یہ مجمع اصحاب نے جونہیں — آیا یقین سب کو ہوئے فوت شاہ دیں
اس امر کا جو آگیا اصحاب کو یقیں — پُرسے کو شہ کے آئے ملائک مقربیں

فرمایا دے تسلی تمھیں رب عز وجل
نعمائے فانیہ کا جو دیسکتا ہے بدل

پھر آیا سوئے خانۂ شاہنشہِ انام — اک شخص برگزیدہ نکو بخت نیک نام
تلقین صبر کر گیا جب وہ بحسنِ تام — بوبکر اور علی نے کیا سب سے یوں کلام

پہچانتے ہو انکو اے اصحاب نکتہ داں
یہ خضر تھے جو آئے تھے پُرسے کو اسزماں

بعد اسکے پہنچی کانمیں لوگوں کے یہ خبر — انصار مجتمع ہیں بنی ساعدہ کے گھر
سعد عبادہ ہونگے خلافت سے مفتخر — یہ سنکے بوعبیدہؓ جراح اور عمرؓ

پہنچے بھمراہی ابوبکرِ خوش نہاد
دیکھا تو جمع تھے وہاں انصار ذیوداد

پہنچے وہاں جونہیں یہ سب اصحاب نامور — بوبکر نیکخو نے کی تقریر پُر اثر
انصار تل گئے جسے سنکر اس امر پہ — ہم تم جنہیں گروہوں سے اپنے اک اک بشر

وہ دونوں ہوں امارت قومی سے بہرہ یاب
بولے یہ سنکے حضرت صدیق خوشخطاب

فرما گئے ہیں حضرتِ شاہنشہِ انام ہونگے قریشیوں ہی سے سردار اور امام
ہوگا یہ افتخار بھی اسی قوم پر تمام پس تمکو چاہیئے کہ امارت کا لو نہ نام

خاموش اسپہ ہوگئے انصار ذی ہمم
پیشینگوئی سنکے نہ مارا کسی نے دم

یہ دیکھتے ہی بولے ابوبکر خوش سیر حاضر ہیں بوعبیدہ و فاروق نامور
انہیں سے منتخب کرے جسکو ہر اک بشر وہ شخص جانشینیِ شہ سے ہو بہرہ ور

بولے یہ سنکے حضرتِ فاروق نیکخو
حقدار اسکا کون ہے جب تم ہو روبرو

ہاتھ اپنا تم بڑھاؤ بہت جلد اب ادھر بیعت کروں تمھاری میں تا سب سے پیشتر
آخر جناب حضرت بوبکر خوش سیر کہنے سے انکے ہوگئے راضی اس امر پر

بیعت کو اولاً بڑھے فاروق خوش نہاد
بعد اسکے سب نے ہاتھ بڑھائے بصد وداد

فرما گئے تھے حضرت سلطان انس و جاں دیں غسل بعد مرگ سب ارباب خانداں
پس حسب حکم حضرت شاہنشہ جہاں عباسؓ اور علیؓ نے دیا غسل اسزماں

صدیق بھی گئے تھے دم غسل شاہ دیں
انصار کا بھی اک بشر اسوقت تھا معیں

پھر تین کپڑوں میں ہوئے مکفون شہ بشر جب پا گئے کفن وہ رسولِ نکو سیر
گھر والوں نے نماز پڑھی شہ کی پیشتر پھر عام مسلمیں ہوئے آکے بہرہ ور

مردوں کے بعد عورتیں آئیں پئے نماز
پھر بچوں پر کیا گیا وہ باب حجرہ باز

بی عائشہ کا حجرۂ عالی تھا مختصر　　اسمیں زیادہ آدمیوں کا نہ تھا گذر
دس آدمی نماز کو جاتے تھے پیشتر　　بعد انکے پھر نماز کو جاتے تھے دس بشر
اسطرح تا بعرصہ رہا اسس کا سلسلا
بتیس ۳۲ گھنٹے بعد ہوئے دفن مصطفا

بی عائشہ کے حجرے میں مدفون ہوئے جناب　　بغلی بنی وہاں لحد برکت انتساب
حق نے زمیں پہ اسکی کیا لطف بے حساب　　ڈوبا وہاں جو جاکے نبوت کا آفتاب
جنت سے کم نہیں ہے کسی طرح وہ زمیں
راحت کناں جہاں ہیں شہنشاہ مرسلیں

مدفون ہو چکے جو شہنشاہ دو جہاں　　بی فاطمہ نے پوچھا صحابہ سے اسزماں
ڈال آئے خاک بر جسدِ شاہ انس وجاں　　کیونکر ہوا گوارا اعزیزو کرو بیاں
بولے یہ سنکے انسے سب اصحاب شاہ دیں
غالب ہے سب پہ مرضی خلاق عالمیں

یہ سنکے بی بی فاطمہ زہرا انکو سیر　　پہنچیں سر مزار شہنشاہ بحر و بر
پھر بولیں خاک تربت ممدوح سونگھ کر　　سونگھی ہے جسنے خاک مزار شہ بشر
اس شخص کا رہے گا معطر سدا مشام
نفرت کرے گا دوسری خوشبو سے وہ مدام

پھر بولیں اسکے بعد وہ غمدیدۂ پدر　　رحلت سے باپ کی پڑا غم مجھپہ اسقدر
ہو جاتا دن بھی رات جو پڑ جاتا کچھ اثر　　تیرہ جہاں ہے میری نگاہوں میں سر بسر
اس سانحے کے بعد وہ روتی رہیں مدام
چھ ماہ بعد پہنچیں حضور شہ انام

رحلت جو کر گئے شہ دیں شاہ بحر و بر — سہ روز بعد آیا سر قبر اک بشر
کی عرض میں تھا یہ جو ظلم اپنی جان پر — میرے شفیع ہو جئے اے شاہ خوش سیر
آئی یہ سنکے مرقدِ عالی سے یہ صدا
دوزخ سے کر دیا تجھے غفار نے رہا

فرما گئے ہیں حضرتِ سلطانِ البطحیٰ — دیکھے گا بعد حج مری تربت کو جو کوئی
گویا اسے حیات میں رویت مری ہوئی — دیکھا ہے آکے زیست میں جسنے مجھکو بھی
نارِ جحیم اسپہ کرے گا خدا حرام
جائیگا بعد مرگ جناں کو وہ لاکلام

فرما گئے ہیں یہ بھی جناب شہ جہاں — زائر ہماری قبر کے ہونگے جو مرد ماں
ہونگے شفیع حشر میں ہم انکے بیگماں — جائینگے وہ ضرور سوئے گلشن جناں
اللہ ری شان رحمت سلطان البطحیٰ
امت کو آپ بھولے نہیں بعد مرگ بھی

بعثت کے بعد خسرو دیں شاہ بحر و بر — تیئیسویں برس گئے اس دار سے گذر
اس عہد میں بھی آپنے جو تھا قلیل تر — سارے عرب کو کر دیا ایماں سے بہرہ ور
بیّن ترین یہ معجزہ آنجناب ہے
جسکا کوئی مثیل نہ کوئی جواب ہے

اسوقت جب رسول ہوئے شاہ انس و جاں — مملو تھا کفر و شرک جہالت سے کل جہاں
تبلیغ دیں جو کرنے لگے آپ اس زماں — اغیار کیا۔ عدو ہوئے سب اہل خانداں
اسوقت تھا اشاعت دیں کار آنجناب
ہے یہ بھی ایک معجزہ آں نکو خطاب

قرآن بھی ہے جناب کا اعجاز بہتریں — جسکی مثال کر نہ سکے پیش مشرکیں
اترا جو یہ کلام خداوند عالمیں — حیرت میں آگئے سبھی فصحائے کاملیں
لکھ ہی دیا تھا عاص نے کوثر کو دیکھکر
ایسے کلام کا متکلم نہیں بشر

پیشینگوئیاں ہوئی ہیں اسمیں جو بیاں — پوری اُترتی جاتی ہیں بے شبہ بیگماں
انسان کے کلام کی یہ منزلت کہاں — صادق ہی آئے جو ہر اک موقع ہر زماں
الحق ہے یہ کلام خداوند بحر و بر
اسکی ہر ایک بات ہے اعجاز پُر اثر

محفوظ اسکی طرح نہیں ہے کوئی کلام — فضل خدا سے لاکھوں ہیں حافظ بخاص و عام
معدوم ہو جہاں سے جو یہ بر کت الیتام — لائیں وجود میں اسے حفاظ نیک نام
کیونکر نہ ہو کہ اسکا محافظ ہے وہ مجید
جسکی نگاہِ حفظ ہے اِک قلعۂ حدید

انداز ہے بیان کا اسکے وہ پُر اثر — ہر حرف دلمیں کرتا ہی جاتا ہے اپنا گھر
زور کلام کہتا ہے سب سے پکار کر — میں ہوں کلام حضرت خلاق بحر و بر
ورنہ بشر میں اتنا نہیں ہے دم اور خم
یکرنگ یہ کلام کرے وہ بکرب دغم

دیکھی نہیں جہاں میں ایسی کوئی کتاب — جو کر رہی ہو اہل زمانہ سے یوں خطاب
مجھ میں ہر اک کمال ہے بحد و بحساب — آجائیں مستفید ہوں عالم کے شیخ و شاب
انسان کے کلام کی ہرگز نہیں یہ شاں
اپنے کمال کو کرے اسطرح جو بیاں

خطاطی کے کمال ہیں دنیا میں جسقدر وہ سارے ختم ہو گئے ہیں اس کتاب پر
اعراب شدو مدسکوں گو ہیں بیشتر پر انکے بھی شمار سی ہیں لوگ باخبر
نقطے حروف کلمے اور آیات بیّنات
واقف ہر ایک سر سے ہیں صنائع نکات

ڈالیں اگر خواص و معانی پہ ہم نظر ہر دو صفات سے ہیں پُر آیات پُراثر
لکھی گئی ہیں اسکی تفاسیر جس قدر بنی ہیں سب وہ کثرت معنی پہ سر بسر
اس ایک معجزے میں ہزاروں ہیں معجزات
مخفی نہیں ہے اہل بصیرت سے کوئی بات

انگشت آنجناب کا ادنیٰ تھا یہ اثر دو ٹکڑے کر دئے مہ کامل کے چرخ پر
قرآں بیان کرتا ہے اسکو پکار کر شاہد ہیں اسکے دہر کے ہر خطے کی بشر
یہ بھی عظیم معجزۂ آنجناب ہے
اسکا بھی کوئی مثل نہ کوئی جواب ہے

معراج بھی ہے آپ کے اعجاز میں شمار عظمت ہے اسکی اہل زمانہ پہ آشکار
اس معجزے کا تذکرہ آیا ہے ایک بار اسواسطے سکوت میں کرتا ہوں اختیار
یہ بھی وہ معجزہ ہے کہ جس کا نہیں مثیل
اس سے ملی ہے قربتِ خلاق بے عدیل

سایہ نہ رکھتا تھا قد موزون ولاجواب یہ بھی ہے ایک معجزۂ شاہ خوشخطاب
ظلِّ خدا تھے سرور دیں فخر شیخ وشاب سائے کا سایہ ہوتا نہیں ہے کہیں جناب
سایہ جو رکھتا قامت دلجوئے شاہِ دیں
دور از ادب تھا پڑتا اگر یہ سر زمیں

خیبر میں ایک روز جناب شہ بشر لیٹے ہوئے تھے زانوئے حیدرؓ پہ رکھی سر
اتنے میں آئی وحی خداوند بجر و بر پس ختم وحی تک رہے لیٹے وہ خوش سیر

ڈوبا جو مہر فوت نمازِ علیؓ ہوئی
اس امر سے جناب کو اک بیکلی ہوئی

اس واقعے سے جب ہوئے واقف شہ جہاں چاہی خدا سے مہر کی رجعت اسی زماں
فوراً ہی مہر آیا سر اوج آسماں پڑھ لی نماز علیؓ نے معاً ہو کے شادماں

رجعت کبھی بھی خور نے نہیں کی ہے ڈوبکر
ہے یہ بھی ایک معجزۂ شاہ بجر و بر

ہر فعلِ آنجناب ہے اعجاز لاجواب پس معجزات کا نہیں ہو سکتا کچھ حساب
لکھوں جو معجزات کو میں کرکے انتخاب ہو جائے معجزات کی طیار اک کتاب

میں عبد خاکسار نہیں رکھتا یہ مجال
لکھوں جو معجزات رسولِ قمر جمال

لکھوں اگر میں مدحت سلطانِ مرسلیں شمے کا بھی بیان مرے امکاں میں نہیں
یکتا تھے آپ صورت و سیرت میں بالیقیں ایسے حسیں نہوتے جو وہ آفتاب دیں

حسن صورت سیرت آنحضرت

محبوبیت کیواسطے ہوتا نہ انتخاب
محبوب ذوالجلال نہوتے کبھی جناب

تھیں یازدہ جناب کی ازواج بیگماں یعنی خدیجہؓ[1] سودہؓ[2] و حفصہؓ[3] نکو نشاں
میمونہؓ[4] ام سلمہؓ[5] صفیہؓ[6] ستودہ شاں اور زینب جحش و عائشہؓ صادق البیاں

ازواج آنحضرت کے نام

ام حبیبہؓ[9] جویریہؓ[10] زینبؓ خوش اختتام
اللہ انپہ رحمتیں نازل کرے مدام

پسران و دختران آنحضرت کے نام

عبداللہ قاسم اور براہیم خوش سیر — یہ تین تھے شہنشہ دارین کے پسر
خاتم پیمبری کے تھے سلطان بحر و بر — پس طفلی ہی میں جاں سے گذر گئے یہ سب پسر

زینب رقیہ فاطمہ کلثوم خوش صفات
یہ چار تھیں شہنشہ دارین کی بنات

ان کا پورا نام ام کلثوم ہے

حضرت حسنین اور جناب زینب سے نسل آنحضرت جاری ہے

دو دختران سرور دیں شاہ انس و جاں — دنیا سے لاولد ہوئیں فردوس کو رواں
اک فاطمہ سے نسل شہنشاہ دو جہاں — جاری ہے اور رہے گی سدا جاری بیگماں

حسنین اور حضرت زینب نکو صفات
جاری ہے انسے نسل شہنشاہ کائنات

اب بھیجکر درود بشاہنشہ انام — مسرور کارنامۂ اسلام کر تمام
مقبول تا ہو پیش رسول فلک مقام — خواہاں ہیں دل سے جنکی توجہ کے خاص و عام

انکا اگر کرم ہوا بھی کام ہو ترا
مقبول کارنامۂ اسلام ہو ترا

مناجات بجناب شہنشہ

یارب جناب سرور ذیشاں کا واسطہ — ازواج و آل فخر رسولاں کا واسطہ
اصحاب آں شہنشہ دوراں کا واسطہ — خاصان امت شہ شاہاں کا واسطہ

مسرور پہ سدا نگہ لطف خاص ہو
ہر وقت ہر زمان نظر اختصاص ہو

ہو اسکے والدین پہ بھی لطف کی نظر — خلد بریں میں دے انھیں جائے بزرگتر
اجداد و امہات و اعزہ ہیں جسقدر — اپنی ردائے رحم میں کر سبکو مستتر

مردوں کو بخشدے بطفیل شہ حجاز
زندوں پہ کر فلاح دو عالم کا باب باز

جو لوگ کارنامے ہیں اسکے ہوئے معین اجر جمیل دے انھیں اے رب عالمین
نخل امید ان کا ثمر لائے بہتریں دارین کی فلاح سے وہ سب ہوں فائزیں

راہی ہوں جب جہان سے ہو خاتمہ بخیر
فردوس کی کریں پسِ رحلت مدام سیر

جو ناظرینِ نسخۂ ہذا ہوں اے الٰہ لطف و کرم کی اپنے سدا ان پہ رکھ نگاہ
ہر اک بلا سے دے تری رحمت انہیں پناہ توفیق امر خیر دے بخشش انکے سب گناہ

ہوں حسن خاتمہ سے وہ سب فائز المرام
فردوس دے انھیں بطفیل شہ انام

مسرور داہونوی

تصحیح
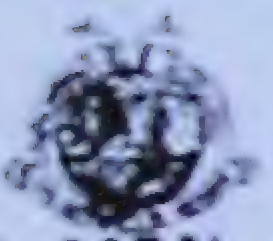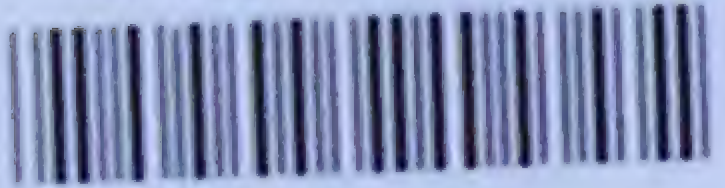
صفحہ ۵۰ بند چہارم مصرعۂ پنجم یوں درست فرمائے مصرعہ:۔
تم ان سے گر بزرگ ہو ہو مجھ سے ہمکلام

صفحہ ۵۰ بند پنجم مصرعۂ چہارم یوں درست فرمائے مصرعہ:۔
خواہش ہو سلطنت کی تو حاضر ہے تخت تاج

صفحہ ۱۹۴ بند پنجم مصرعۂ اوّل یوں درست فرمائے مصرعہ
کاٹے کسی نے بہتر پیا اثمار کے شجر